



# گہرائیاں

## از قلم اجالانا

### مکمل ناول

سردیوں کی اس خوبصورت صبح میں جہاں چاروں اور پرندوں کی آوازیں کانوں کو سکون دے رہیں تھیں۔۔ وہیں ٹھنڈی ہوا اور اس دلکش موسم اس چھوٹے سے پارک میں لوگ اس حسین موسم میں اپنے دن کا آغاز کرتے نظر آرہے تھے۔۔ کچھ یوگا کر رہے تھے تو کچھ کانوں میں ہینڈ فری لگائے پارک کے چاروں اطراف میں تیزی سے واک کر رہے تھے۔۔ انہیں میں ایک لڑکی جس نے اپنے شولڈر کٹ سیاہ بالوں کو ہائی پونی ٹیل میں باندھا ہوا، وائیٹ ٹراؤزر اور بلو شرٹ میں، میک اپ سے بے نیاز اپنے فریش چہرے کے ساتھ کانوں میں ہینڈ فری لگائے اس پارک کے چاروں اطراف میں بھاگتی ہوئی نظر آرہی تھی۔۔ حالانکہ اسے اسکی کچھ خاص ضرورت نہیں تھی۔۔ مناسب جسامت، گوری رنگت، کالے بال اور گہری سیاہ آنکھوں کے ساتھ وہ خوبصورتی کا بے داغ نمونہ تھی اس پرواک کرتے ہوئے پیشانی پر آنے والے پسینے کے قطرے اسکا چہرہ چمکا رہے تھے۔۔ گال لال اور ہونٹ کانوں میں لگے اس گانے کے گیت گارہے تھے۔۔ آس پاس گزرنے والا ہر شخص اسے پلٹ کر ضرور دیکھتا تھا مگر ایک وہ تھی کہ اپنی ہی دنیا میں مگن آگے بڑھتی جا رہی تھی۔۔ بنا کسی کی پرواہ کئے۔۔

موبائل پر آنے والے نو سیلیشن نے اسکے بڑھتے قدم روکے تھے۔ ڈراؤزر کی جیب سے اپنا موبائل نکال کر اس کے آنے والے نو ٹیفیکیشن کو چیک کیا۔ اور جانے اس میں ایسا کیا تھا کہ گہری سیاہ آنکھوں میں سفید چمک ابھری تھی۔ ہونٹ مسکرائے تھے۔ اور پھر۔۔۔

”اہ مائی۔۔ اہ مائی گاڈ۔۔ آئی کانٹ بیلو دس۔۔“ تیز آواز میں تقریباً اچھلتے ہوئے اس نے ایسا ٹیٹمنٹ میں کہا تھا۔ اور آس پاس گزرے تمام لوگوں کی نظریں ایک بار پھر اس شاہکار کی جانب اٹھی تھیں۔ اور جہاں تک بات اس شاہکار کی ہے۔ تو وہ اب دوبارہ بھاگنے لگا تھا۔ مگر اس بار واک کے لئے نہیں بلکہ پارک سے باہر جانے کے لئے۔۔۔

”ماما۔۔ ماما۔۔“ وہ ایکسا ٹیٹمنٹ میں ماما کو آوازیں دیتی ہوئی گھر کے اندر آئی تھی۔۔

”کیا ہوا ہے۔۔ کیوں شور کر رہی ہو؟“ بیٹی کی آواز سن کر وہ فوراً گمرے سے باہر آئیں تھی۔۔

”آئی ہیو آگ نیوز ماما۔۔ وانی کہا ہے؟“ سیڑھیوں پر تیزی سے اوپر آتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

”سور ہی ہے اب تک۔۔ کیا ہوا ہے؟“

”بلا سٹ ہوا ہے ماما۔ آپکی وانی نے پوری یونیورسٹی میں ٹاپ کیا۔۔ وانی۔۔ وانی باہر آویار“ ماما کو خوشخبری سناتے وہ اب وانی کے کمرے کا دروازہ بجا رہی تھی۔۔

”افو۔۔ وانی اٹھ جاؤ یار۔۔ آئی ہیو آگ نیوز فار یو۔۔ ویک اپ“ اسکا ارادہ تو اب کمرے کا دروازہ توڑنے کا ہی لگ رہا تھا۔۔

”یہ لو کیز۔۔ اور اب دروازہ توڑنے کے بجائے آرام سے جاؤ“ ماما نے اسے کیز دیتے ہوئے کہا تھا۔۔ جنہیں لے کر اس نے جلدی سے لاک کھولا۔۔

”وانی۔۔ مائی لاؤ۔۔ آئی۔۔“ اور اسکے الفاظ گلے میں ہی اٹک گئے تھے۔۔ سامنے کے منظر نے کچھ دیر پہلے والی خوشی اسکے چہرے سے بالکل مٹا دی تھی۔۔ اور اب چہرے پر حیرت، خوف، صدمہ اور جانے کیا کچھ تھا۔۔ وہ پتھر کابت بن گئی تھی جبکہ۔۔ گہری سیاہ آنکھوں میں اب عکس تھا۔۔ کمرے کے پنکھے پر لٹکی وانی کی لاش کا۔۔

”وانی۔۔۔ میری بچی“ اور ماما کی چیخ بھی اس بت کو توڑ نہیں سکی تھی۔۔

چار دن بعد :

وہ لان میں لگے اس جھولے میں بیٹھی آسمان کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ ایسے جیسے کچھ تلاش کر رہی ہو۔۔ گہری سیاہ آنکھیں اب ویران پڑی تھیں۔۔ آنسو جیسے خشک ہو چکے تھے۔۔ یا پھر وہ رونا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔ چہرے پر اس وقت دکھ کے بجائے ایک گہری سوچ اور ناراضگی سی تھی جیسے کسی بات پر غصہ ہو۔۔ مگر یہ جو بھی تھا۔۔ اسے چین نہیں لینے دے رہا تھا۔۔ اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے ساتھ بیٹھا ہو۔۔ مگر یہ جاننے کے لئے کہ یہ کوئی کون ہے؟ اسے اس جانب دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی آخر اب رہ ہی کون گیا تھا اس ایک کے علاوہ جو ساتھ آکر بیٹھے؟ اسی سوچ کے ساتھ اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔

”آپ نے ٹھیک نہیں کیا ماما۔۔“ آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

”اسکے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا“

”راستہ تھا ماما۔۔ یہ کہیں کہ آپ میں ہمت نہیں تھی“ غصے سے کہتی وہ وہاں سے اٹھ کر اندر آئی تھی۔۔ رخ اب وانی کے کمرے کی جانب تھا۔۔

کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی نظر سیدھا اوپر کی جانب گئی تھی۔۔ چار تین پہلے۔۔ اسی جگہ۔۔ اسکی بہن نے خود کشی کی تھی۔۔ مگر اس نے ایسا کیوں کیا؟ یہ ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا۔۔ مگر وہ جاننا چاہتی تھی ہر اس وجہ کو جس نے وانی کو ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا مگر ماما۔۔ انہوں نے اسے روک دیا۔۔ گھر کی عزت کی خاطر۔۔ انہوں نے یہ بات دبا دی۔۔ مگر وہ ایسے کیسے کر سکتی تھی؟ وہ چاہ کر بھی کیسے بھول سکتی تھی کہ اسکی پیاری بہن کی موت قدرتی نہیں تھی۔۔

اس نے آگے قدم بڑھائے۔۔ نظر بیڈ کی جانب تھی جہاں کبھی اسکی بہن سویا کرتی تھی۔۔ کتنا مشکل ہوتا تھا اسے اٹھانا۔۔ اف۔۔ وانی کو ایک بار نیند آجائے تو پھر اسے دنیا کی کوئی طاقت سونے سے نہیں روک سکتی تھی۔۔ اور جب تک نیند پوری نہ ہو۔۔ کوئی بھی اسے جگا نہیں سکتا تھا۔۔ یہ صرف وہی جانتی تھی کہ جتنی مشکلوں سے وہ روز اسے یونیورسٹی کے لئے اٹھاتی تھی۔۔ اسی لئے تو اسکے کمرے کی کیز اس کے پاس ہوتی تھیں ہمیشہ۔۔

”تم نے یہ سب کیوں کیا وانی؟ ایسا کیا تھا جس نے تمہیں یہ سب کرنے پر مجبور کیا؟ ایسا کیا تھا جو تم مجھ سے بھی نہیں کہہ سکی؟ ایسا کیا تھا وانیہ کہ تم نے ہمارے بارے میں ایک بار بھی نہیں سوچا؟“ وال پر لگی وانی کی تصویر کو دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔۔

”دیکھو ماما نے کیا کیا؟ صرف دنیا کے سامنے عزت رکھنے کی خاطر انہوں سے تمہاری موت کی سچائی چھپا دی۔۔۔ مجھے پولیس کے پاس جانے سے روک دیا۔۔۔ لیکن میں کیا کروں وانی۔۔۔ مجھے سکون نہیں آ رہا۔۔۔ تمہاری موت پر ایک بھی آنسو میری آنکھوں سے نہیں نکل رہا۔۔۔ اور یہ کیسے نکل سکتا ہے جب یہ جانتا ہی نہیں کہ ہوا کیا؟ اور اب اندر جمع یہ آنسو مجھے تڑپا رہے ہیں۔۔۔ ان سے آزادی کے لئے۔۔۔ مجھے جاننا ہو گا۔۔۔ سب کچھ۔۔۔“ کہتے ساتھ اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔۔ شاید خود کے اندر ہمت جمع کرنے کے لئے۔۔۔ اور پھر۔۔۔ جیسے اسکے جسم میں طاقت آگئی ہو اور وہ اب کمرے کی ایک ایک چیز کو چیک کر رہی تھی۔۔۔ ڈریسنگ ٹیبل کا ایک ایک دروازہ۔۔۔ بیڈ کور، اور اس کے نیچے، سائیڈ ٹیبل پر رکھا ایک ایک کاغذ۔۔۔ سٹڈی ٹیبل پر رکھی ایک ایک کتاب، ایک ایک فائل۔۔۔ اور پھر۔۔۔ اسکے ہاتھ ر کے تھے۔۔۔

ایک بلیک کلر کی ڈائری اس کے ہاتھ لگی تھی۔۔۔ اور شاید یہی وہ ڈائری تھی جو ہر راز کھولنے والی تھی۔۔۔ ڈائری اٹھا کر وہ کمرے کے دروازے کے پاس آئی۔۔۔ اسے لاک کیا اور اب وہ بیڈ پر آکر بیٹھی۔۔۔ وہاں۔۔۔ جہاں کبھی اسکی بہن ہوا کرتی تھی۔۔۔ دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے ڈائری کھولی۔۔۔ اور پڑھنا شروع کیا۔۔۔

ڈائری کا پہلا صفحہ :

”وہ ہماری کلاس کا سب سے ہینڈ سم لڑکا ہے۔۔۔ پوری یونیورسٹی کی لڑکیاں اس کے پیچھے پاگل ہیں اور وہ خود بھی تو ہر لڑکی سے دوستی کر لیتا ہے۔۔۔ ماریہ کہتی ہے کہ لڑکے تو ہوتے ہی ایسے ہیں جب لڑکیاں خود ہی انکے پیچھے جائیگی تو وہ کیوں پیچھے ہٹیں؟ اس لئے ان سب میں اسکا کوئی قصور نہیں۔۔۔ قصور تو ان لڑکیوں کا ہے۔۔۔ ایک امیر یا گڈ لوگنگ لڑکا دیکھ کر اسے قابو کرنے کے لئے ہر حد تک چلی جاتی ہیں۔۔۔ مجھے ایسی لڑکیاں بالکل بھی اچھی نہیں

لگتیں۔۔ اور اب تو وہ مجھے اور بھی بری لگنے لگی ہیں۔۔ جب جب میں انہیں اس کے ساتھ دیکھتی ہوں۔۔ مگر میں ایسا کیوں محسوس کر رہی ہوں؟ میری بلا سے وہ کچھ بھی کرے۔۔ اس سے میرا کیا لینا دینا؟“

اس نے صفحہ پلٹا تھا۔۔

”آج ماریہ نے مجھے بتایا کہ وہ ہماری کلاس کی ایک لڑکی کے ساتھ ڈنر پر گیا تھا۔۔ شاید ڈیٹ پر؟ پر مجھے کیوں غصہ آرہا ہے؟ پوری یونیورسٹی اسے پلے بوائے کہتی ہے۔۔ مگر میں نے تو آج تک اس میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔۔ اب اگر لڑکیاں اس کے پیچھے جاتی ہیں تو اس میں اسکا کیا قصور؟ مگر اسے کیا ضرورت تھی ڈنر پر جانے کی؟ آخر وہ کیوں ان لڑکیوں کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے۔۔ ماریہ نے کہا کہ جب کوئی لڑکی خود کو کسی کی پہنچ میں لے آتی ہے تو کیا سامنے والا اسے چھوڑ سکتا ہے؟ نہیں۔۔۔ مرد تو ویسے بھی تلاش میں ہوتا ہے۔۔ اسے جب موقع ملے گا وہ تب تب اپنے نفس کی خواہش مکمل کرے گا۔۔ تو اس میں قصور صرف مرد کا تو نہیں ہے۔۔ لڑکیاں بھی برابر کی شریک ہیں۔۔ لیکن میں ایسی لڑکی نہیں ہو۔۔ اس لئے مجھے کسی بھی ایسے مرد کے بارے میں نہیں سوچنا چاہئے۔۔ ماما کی خواہش کی خاطر مجھے ٹاپ کرنا ہے اور میں یہ ضرور کرونگی۔۔ اس لئے اب۔۔ میں اس کے بارے میں بالکل بھی نہیں سوچونگی“

اگلا صفحہ :

آج میں تین دن بعد یونیورسٹی گئی تھی۔۔ شکر ہے بخار کچھ کم ہوا اور نہ مجھے مزید کلاس مس کرنی پڑ جاتیں۔۔ ماریہ نے مجھے نوٹس کاپی کروانے کے لئے دیئے تھے۔۔ میں انہیں کاپی کروا رہی تھی جب کسی نے میرے سامنے

کچھ پیپر کئے تھے میں نے دیکھا۔۔ وہی تھا۔۔ میرے سامنے وہ مجھے مسکرا کر دیکھ رہا تھا اور میں اسے حیران ہو کر

--

”کیا آپ میرے لئے یہ پیپر زکاپی کروا سکتی ہیں؟“ اس نے مجھ سے کہا اور ایک پل کے لئے مجھے اسکی مسکراہٹ بہت پرکشش لگی۔۔ مگر پھر مجھے وہ ساری لڑکیاں یاد آئیں۔۔ میں ان جیسی نہیں ہوں۔

”شیور“ سنجیدگی سے کہتے ہوئے میں نے اسکے ہاتھوں سے وہ پیپر ز لئے اور بنا کچھ کہے کاپیز کے ساتھ اسے دے کر آگے بڑھ گئی۔۔ میں محسوس کر رہی تھی۔۔ وہ کافی دیر تک مجھے گھورتا رہا تھا۔۔ لیکن میں نے اسے انکور کر دیا۔۔ ماریہ کو میں نے بتایا تو اس نے مجھے کہا کہ میں اس سے دور رہوں۔۔ وہ کوئی اچھا انسان نہیں ہے۔۔ اور سچ بتاؤ تو میرا بھی ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔ وہ جتنا ہی گڈ لوکنگ کیوں نہ ہو۔۔ میرے لئے کردار بھی اہم ہے۔۔۔

اگلا صفحہ :

آج اس نے ایک بار پھر مجھ سے بات کرنے کی کوشش کی۔۔ لائبریری میں جب میں اپنی کتاب پڑھ رہی تھی تب وہ میرے پاس آیا۔۔ اور میرے ساتھ رکھی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔ اسکی نظریں خود پر میں محسوس کر رہی تھی مگر میں نے اسے کوئی توجہ نہیں دی۔۔ اور پھر۔۔ اس نے میری مدد مانگی۔۔ اسے کچھ سوال سمجھ نہیں آرہے تھے۔۔ وہ چاہتا تھا کہ میں اسے سمجھاؤں کیونکہ یہ تو سب ہی جانتے تھے کہ میں ہمیشہ ٹاپ کرتی رہی ہو۔۔ اور کسی کی مدد کو انکار میں کیسے کر سکتی تھی۔۔ اس لئے میں نے اسے وہ تمام سوالات سمجھائے۔۔ اس میں ہمیں دو گھنٹے لگے تھے۔۔ اور ان دو گھنٹوں میں میں نے یہ جانا کہ وہ اتنا بھی برا نہیں ہے۔۔ ہی از آنائس گائے “

اگلا صفحہ :



وہ اب روز میرے پاس کوئی نا کوئی سوال لے کر آ جاتا ہے۔ اور اسے سمجھانے میں ایک دو گھنٹے تو آرام سے لگ جاتے ہیں۔۔ اسی کے ساتھ ہم دونوں کی دوستی بھی ہو گئی ہے۔۔ اور سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ اتنے دنوں میں میں نے اسے کسی بھی اور لڑکی کے ساتھ نہیں دیکھا۔۔ ماریہ بھی حیران تھی کہ آج کل وہ اکیلا کیوں نظر آ رہا تھا۔۔ مگر وہ اکیلا تو نہیں ہے۔۔ وہ روز میرے پاس آتا ہے۔۔ کسی نا کسی سوال کے بہانے۔۔ ہاں۔۔ بہانہ ہی تو کرتا ہے وہ۔۔ لیکن مجھے اچھا لگتا ہے۔۔ اسکا اس طرح بہانے سے میرے پاس آنا۔۔ اور اس سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔۔ اسکا باقی لڑکیوں سے دور رہنا۔“

اگلا صفحہ :

آج میں بہت خوش ہو۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔۔ آج اس نے مجھے پوز کیا۔۔ یس۔۔ ہی پوز ڈمی اینڈ آئی ایم ویری ویری پیسی۔۔ کل سے ہمارے ایکز امز سٹارٹ ہونے والے ہیں۔۔ ہم سب بہت مصروف ہو جائینگے۔۔ مگر وہ چاہتا ہے کہ میں اس کے لئے ٹائم نکالوں کیونکہ مجھ سے ملے بنا اسکا دن اچھا نہیں گزرتا۔۔ میں اس وقت جو محسوس کر رہی ہوں اسے الفاظوں میں نہیں ڈھال سکتی بڑائی لو ہم۔۔ یس۔۔ آئی ایم ان لو ویتھ ہم “

اگلا صفحہ :

ہمارے ایکز امز ختم ہو گئے اور اسی کے ساتھ اس سے ملنا بھی۔۔ مگر ہم ایک دوسرے سے دور نہیں ہوئے۔۔ روز رات دیر تک ہم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں اور پھر میں ہر کچھ دنوں بعد کسی نا کسی بہانے سے اس سے ملنے چلی جاتی ہوں۔۔ میں جانتی ہوں کہ یہ غلط ہے۔۔ میں اپنے گھر والوں سے جھوٹ بول رہی ہوں۔۔

میں ان سے سب چھپا رہی ہوں۔۔ مگر یہ سب اب ختم ہونے والا ہے۔۔ اسکے پاپا آؤٹ آف کنٹری تھے اس لئے وہ اپنے گھر والوں سے بات نہیں کر سکا۔۔ مگر اب۔۔ وہ اگلے ہفتے آنے والے ہیں اور پھر۔۔ وہ اپنی فیملی سے بات کرے گا اور میں بھی اپنا اور ماما سے بات کرونگی۔۔ مجھے یقین ہے کہ سب اچھا ہوگا “

اگلا صفحہ :

میں بہت پریشان ہوں۔۔ کسی سے کہہ نہیں سکتی مگر میں بہت پریشان ہوں۔۔ اس کے پاپا کو یہاں آئے ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا ہے اور اس نے اب تک ان سے بات نہیں کی۔۔ وہ کہتا ہے کہ اسکے پاپا اسکی شادی اسی کزن سے کرنا چاہتے ہیں مگر پیار تو وہ مجھ سے کرتا ہے نا؟ تو پھر وہ کسی اور سے شادی کیسے کر سکتا ہے۔۔ کل رات ہماری اسی بات پر اچھی خاصی لڑائی ہوئی اور میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ جب تک وہ اپنے پاپا سے بات نہیں کرتا میں بھی اس سے بات نہیں کرونگی۔۔ ہاں۔۔ یہ مشکل ہے۔۔ مگر مجھے ایسا کرنا ہوگا۔۔ آخر میں ان لڑکیوں کی جیسی تھوڑی ہوں۔۔ “

اگلا صفحہ :

میں آج بہت خوش ہوں۔۔ اس نے اپنے پاپا سے بات کر لی۔۔ اور وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔ آج شام میں ان سے ملنے جا رہی ہوں۔۔ انہوں میں مجھے ڈنر میں انوائٹ کیا ہے۔۔ ویسے میں جانتی ہوں کہ یہ سب عجیب ہے میں نے اس سے کہا کہ اسکے پاپا میرے گھر پر آکر مجھ سے مل سکتے ہیں مگر اس نے کہا کہ کیا میں اب اسکے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتی۔۔ ویسے بات تو وہ بھی ٹھیک کر رہا ہے۔۔ اس نے میرے لئے اپنے پاپا سے بات کی اور اب وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں تو پھر مجھے بھی اس کے لئے یہ کرنا چاہئے۔۔ اس لئے آج شام میں ان سے ملنے جاؤنگی۔۔ ہاں

میں نے اس کے لئے ماما سے جھوٹ بولا ہے کہ میں اپنی دوست کی برتھ ڈے پارٹی میں جا رہی ہوں۔۔ مگر میں اس کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتی ہوں۔۔ اور یہ آخری جھوٹ ہو گا۔۔ آج اسکے پاپا سے ملنے کے بعد میں اپنا اور ماما کو سب بتا دوں گی۔۔ سب کچھ “

اگلا صفحہ :

سب ختم ہو گیا۔۔ سب برباد ہو گیا۔۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے میرے ساتھ؟ میں نے اس پر اعتبار کیا تھا۔۔ اور اس نے۔۔ اس نے مجھے برباد کر دیا۔۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔ میں نے پوچھا کہ اس کے پاپا کہاں ہیں۔۔ مگر اس نے کہا کہ وہ آنے والے ہونگے۔۔ پھر اس نے مجھے ایک گلاس جو س دیا۔۔ کاش۔۔ کاش میں وہ جو س نہ پیتی۔۔ کاش کہ میں وہاں نہ جاتی۔۔ اس ایک گلاس جو س نے سب چھین لیا مجھ سے۔۔ میرے پاس کچھ نہیں بچا۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔ اور پھر جب میری آنکھ کھلی۔۔ اور میں نے اس سے سوال کیا۔۔ تو وہ ہنس رہا تھا۔۔ وہ مجھ پر میری بیوقوفی پر ہنس رہا تھا۔۔ اور وہ صحیح تو کر رہا تھا۔۔ مجھ جیسی لڑکیاں اسی قابل ہوتی ہیں۔۔ مگر میں اسے بھی سکون سے نہیں رہنے دوں گی۔۔ میں نے اس سے کہا کہ میں اسکے خلاف پولیس میں جاؤنگی مگر۔۔ اس نے مجھے دھمکی دی۔۔ اس کے پاس میری تمام مسیجز تھیں۔۔ ہماری کالز کی ریکارڈنگز تھیں۔۔ میری تصاویر تھیں۔۔ اس نے کہا اگر میں نے کسی کو کچھ بھی بتایا تو وہ یہ سب کچھ لیک کر دے گا۔۔ اور آج وہ اکیلا مجھ پر ہنس رہا ہے۔۔ کل پوری دنیا مجھ پر ہنسے گی۔۔ میرے پاس اب کوئی راستہ نہیں۔۔ میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔۔ میں برباد ہو گئی “

آخری صفحہ :

جب گھر سے نکلی تھی تو سب تھا میرے پاس۔۔۔ مان، اعتبار، محبت، رشتے اور عزت۔۔۔ اور اب۔۔۔ اب جب میں اس گھر میں آئی ہوں تو میرے پاس کچھ بھی نہیں بچا۔۔۔ میں ماما اور اپیا سے نظریں بھی نہیں ملا سکتی۔۔۔ کیسے بتاؤ انہیں کہ انکی وانی انکا اعتبار اور انکی عزت کو روند آئی ہے۔۔۔ میں وانیہ۔۔۔ ماما نے کہا کہ میں اللہ کا تحفہ ہوں اس لئے بابا نے میرا نام وانیہ رکھا تھا مگر میں نے کیا کیا؟ میں اس تحفے کا پاس نہیں رکھ سکی۔۔۔ میں ماما اور اپیا کا سامنا نہیں کر سکتی۔۔۔ میں جانتی ہوں آپ اس ڈائری کو ضرور پڑھیں گی اپیا۔۔۔ یہ جاننے کے لئے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ مگر اب تو آپ جان گئی نہ کہ آپکی بہن نے آپکا اعتبار توڑ دیا۔۔۔ آپکی بہن جھوٹی تھی اپیا۔۔۔ آپکی پیاری بہن جس کی ہر خواہش آپ پورا کرتی تھیں۔۔۔ وہ اپنی ایک بے لگام خواہش کے راستے میں لٹ گئی۔۔۔ آپکی بہن کے پاس کچھ نہیں بچا اپیا۔۔۔ آپکی بہن نے آپکے پاس کچھ نہ چھوڑا۔۔۔ آپکی بہن بھی دوسری لڑکیوں جیسی نکلی اپیا۔۔۔ آپکی بہن بھی کمزور نکلی۔۔۔ بہت کمزور۔۔۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجئے گا۔۔۔ ہو سکے تو ماما کو سب بتا دینا تاکہ میری موت پر وہ غم کے بجائے خوشی کے آنسو بہا سکیں۔۔۔ اللہ حافظ اپیا۔۔۔ میری دعا ہے کہ آپ سب مجھے بھول جائیں۔۔۔

ڈائری بند کر دی گئی تھی۔۔۔ اور اسی کے ساتھ سب ختم ہو گیا تھا۔۔۔ امید، اعتبار اور عزت۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں بچا تھا۔۔۔ یہاں تک کہ زندگی بھی نہیں۔۔۔ ڈائری کا کورا اب اسکے آنسوؤں سے بیگ رہا تھا۔۔۔ یہی تو چاہتی تھی وہ۔۔۔ اپنے اندر قید ان آنسوؤں کو بہانہ چاہتی تھی تاکہ اسے سکون آ سکے مگر۔۔۔ یہ آنسو تو مزید بوجھ بڑھا رہے تھے۔۔۔ دل کی تکلیف اب شدت اختیار کر گئی تھی۔۔۔ وہ جو ہر سوال کے جواب کی تلاش میں یہاں بیٹھی تھی اسے ملنے والا ہر جواب اسکے درد میں مزید اضافہ کر گیا تھا۔۔۔

جانے کتنا ہی وقت گزرا تھا اسے یہاں بیٹھے جب کسی خیال نے اسے چونکا یا تھا۔۔ اور ایک بار پھر۔۔ اس نے ڈائری کھولی تھی۔۔ اب وہ بے چینی سے اسکے صفحے پلٹ رہی تھی۔۔ اور اچانک۔۔ اسے اپنی تلاش مل گئی تھی۔۔

ڈائری کے بیچ ایک تصویر تھی۔۔ ایک نہایت ہی پرکشش انسان کی تصویر۔۔ وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ پہنے، کاندھوں پر بیگ لٹکائے، سٹائیلش ڈارک براؤن بال بنائے، ہلکی بیرڈ، صاف رنگت اور اپنی تمام تر مسکراہٹوں کے ساتھ وہ یونیورسٹی کے سامنے کھڑا تھا۔۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اتنا ہینڈ سم تھا کہ کوئی بھی لڑکی اس کی مسکراہٹ کی دیوانی ہو سکتی تھی۔۔ مگر۔۔ یہ لڑکی۔۔ یہ لڑکی جو اسکی تصویر ہاتھوں میں پکڑے اس کی پرکشش مسکراہٹ دیکھ رہی تھی۔۔ بس یہی وہ لڑکی تھی جو دیوانی نہیں ہو سکتی تھی۔۔

کمرے کے دروازے پر ہونے والی دستک اسے اپنی سوچوں سے باہر لائی تھی۔۔ وہ جانتی تھی کہ یہ کون ہے اور وانیہ کی خواہش کے مطابق وہ ماما سے کچھ بھی نہیں چھپانے والی تھی۔۔ ہاتھ میں وہ تصویر پکڑے اس نے دروازہ کھولا۔۔ ماما سامنے کھڑی اسے سوالیاں نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔ جبکہ اس نے اب یہ تصویر ان کے سامنے کی تھی۔۔

”عزت۔۔ عزت بچانے کے لئے اپنے اپنی بیٹی کو خاموشی سے دفنایا ماما۔۔ مگر کونسی عزت؟“ ماما کے چہرے کے تعصبات بدلے تھے وہ حیرانگی سے اپنے سامنے کھڑے اس وجود کو دیکھ رہی تھیں جو انکی بیٹی کا تھا۔۔ مگر یہ آنکھیں؟ یہ جذبات۔۔ یہ تعصبات۔۔ اس حسین مجسمے میں یہ دراڑیں؟ یہ انکی بیٹی تو نہیں تھی؟؟

”وہ عزت۔۔ جو کبھی تھی ہی نہیں۔۔ وہ عزت جسے اس دنیا کے خوبصورت لوگوں نے نوچ لیا ماما۔۔ کوئی عزت نہیں ہے ماما۔۔ کوئی عزت نہیں ہمارے پاس۔۔ کسے بچائینگے آپ؟ بتائیں ماما۔۔ کسے بچائینگے آپ؟“ وہ ایک دم اپنی ساری ہمت۔۔ سارا ضبط توڑتے ہوئے چلائی تھی۔۔ اور سامنے کھڑی اسکی ماں۔۔

ہاں۔۔ ٹوٹ چکی تھی۔۔ انکی ہمت بھی۔۔ انکا صبر بھی۔۔ انکی برداشت تھی۔۔ اور سب ٹوٹ کر گر گیا تھا۔۔ اسکی ماں کے وجود کے ساتھ ہی۔۔ سب زمین بوس ہو گیا تھا۔۔۔ اور اب۔۔۔ کچھ نہیں بچا تھا۔۔ یہ آخری رشتہ بھی۔۔ یہ آخری زندگی بھی۔۔

دو سال بعد :

جولائی کا مہینہ ہونے کے باوجود دو دن سے ہونے والی مسلسل ہلکی پھلکی بارش نے کراچی کا موسم خوشگوار بنا دیا تھا۔۔ اور اسی کے ساتھ گرمی سے پریشان لوگوں کے چہرے پھر سے کھل اٹھے تھے۔۔ اور اسی خوشگوار موسم میں کراچی کے ایئر پورٹ کے باہر کھڑی ہائیروف سے ٹیک لگائے کھڑا ایک شخص جانے کب سے کسی کا انتظار کر رہا تھا۔۔

کچھ دیر بعد ہی اسے شاید اپنا مطلوبہ شخص ایئر پورٹ سے باہر آتے دکھائی دیا تھا۔۔ اسی لئے وہ فوراً ہی سیدھا ہوا تھا۔۔

اب اگر اسکی نظروں کے رخ کی جانب دیکھو جو ایک چھ فٹ کے قریب قد اور شخص، بلیک پینٹ پروائیٹ ٹی شرٹ اور اس کے اوپر بلیک اپر پہنے، سٹائلش ڈارنک براؤن بال، گہری سرمئی آنکھیں، صاف رنگ، چوڑے

کاندھیں، ہلکی بئیر ڈاور آنکھوں میں سن گلاسس لگائے وہ ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اسکی جانب آ رہا تھا۔  
ساتھ ہی ایک شخص اسکا بیگ لئے اسکے ساتھ آ رہا تھا۔

”ارحم بھائی۔۔ ویلکم بیک ٹو پاکستان“ اسکے انتظار میں کھڑے شخص نے اسے پر جوش انداز میں گلے لگاتے ہوئے کہا تھا۔

”تھینک یو۔۔ کیسے ہو تم“ اسے کاندھے سے تھام کر اس نے پوچھا تھا۔ چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا۔

”کیسا لگ رہا ہوں؟“ اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا تھا۔

”بہت پینڈ سم“

”پر آپ سے تم“ اور اس کا مپلیمینٹ پر دونوں ہی ہنس پڑے تھے۔

”میٹ مائی پارٹنر اینڈ آل سومائی فرینڈ ہادی۔۔ اہنڈ ہادی ہی از مائی کزن شہروز“ ارحم نے دونوں کا انٹروڈکشن کروایا تھا۔

”ہائے۔۔ نائٹس ٹو میٹ یو“ دونوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا اور کچھ دیر بعد وہ تینوں اس گاڑی میں سوار ہو کر اپنی منزل کی جانب بڑھ گئے تھے۔

کچھ دیر بعد گاڑی ایک مینشن کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔ وائیٹ اینڈ گرے کے کنٹراست سے بنایہ منشن جس کے سامنے ہی ایک بہت بڑا پول اور درمیان میں ایک مورتی جس کے ہاتھ میں پکڑے مٹکے سے پانی کے فوار نکل رہے تھے۔۔ جو نہایت ہی خوبصورت لگ رہا تھا۔

گاڑی سے اتر کر وہ تینوں اب اس مشن کے اندر آئے جہاں ایک خوبصورت سا ہال نما لاؤنچ تھا جہاں کا انٹیریئر ڈیرائن وائیٹ ایڈ براؤن کے کابینیشن کا تھا۔ دائیں جانب سیڑھیاں اور اس کے ساتھ ہی گیسٹ رومز جبکہ بائیں جانب کچن اور ڈائیننگ روم تھا۔ جبکہ ہال کے درمیان میں ایک براؤن کلر کا ایک مکمل صوفہ سیٹ، شیشے کی میز جس پر پھولوں کا گلہ ان رکھا تھا۔ جہاں اس وقت ایک درمیانی عمر کا آدمی گرے پینٹ کوٹ پہنے بیٹھا تھا ساتھ اسی کے عمر کی خاتون لان کا خوبصورت جوڑا پہنے، بالوں کا جوڑا بنائے، ہلکے میک اپ، کانوں میں نازک سے ٹاپس اور ہاتھ میں قیمتی بریسٹ اور انگوٹھی پہنے بیٹھی تھیں۔۔

مشن کے داخلی دروازے سے اندر آتے ان تینوں افراد کو دیکھ کر وہ دونوں خوشگوار مسکراہٹ کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

”ویلم بیک مائی سن۔۔۔“ درمیانی عمر کے اس شخص نے ار حم کو گلے لگاتے ہوئے کہا تھا۔

”تھینک یو انکل۔۔ آپ تو بالکل بھی نہیں بدلے ویسے کے ویسے ہی ہیں۔۔“ ار حم نے ان سے الگ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

”یو مین ہینڈ سم؟“ فخریہ انداز میں کہا تھا۔

”نو ڈاؤٹ۔۔ اور آپ بھی بالکل بھی نہیں بدلی آنٹی۔۔ بالکل ویسی ہی ہیں“ شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ اب وہ ان خاتون کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

”یو مین بیوٹیفل؟“ اور ایک بار پھر اس سب کے چہرے پر ہنسی آئی تھی۔۔



”اور یہ کون ہے؟“

”یہ میرا پارٹنر ہے ہادی اور میرا دوست بھی۔۔ اور ہادی یہ میرے انکل ہیں عامر ہمدانی اور میری آنٹی شیدا ہمدانی“ ہادی نے دونوں کو ہی مسکرا کر سلام کیا۔۔

”تم دونوں اب جا کر آرام کرو۔۔ ڈنر پر ملاقات ہوتی ہے“ عامر ہمدانی نے ارحم کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

”راشد۔۔ راشد“ شیدا ہمدانی کے پکارنے پر ایک ملازم فوراً ہی کسی کونے سے نکل کر سامنے آیا۔۔

”انکا سامان انکے رومز میں پہنچاؤ اور سکینہ سے کہو اچھے سے ڈنر کا انتظام کرے“ راشد اب جلدی سے انکے بیگز اٹھا کر گیسٹ رومز کی جانب بڑھا اور اسکے پیچھے ہی وہ دونوں بھی جا چکے تھے۔۔ جبکہ عامر ہمدانی اب سامنے کھڑے شہر وز کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔

”شام ڈنر پر تم مجھے نظر نہ آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا“ سنجیدگی سے اسے دھمکایا تھا۔۔

”پر ڈیڈ میرے کچھ پلینز ہیں اپنے فرینڈز کے ساتھ“ شہر وز نے بیچارگی سے کہا جس پر عامر ہمدانی کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔

”تمہیں سمجھ نہیں آئی کے میں نے کیا کہا ہے۔۔ ڈنر پر تم ہمارے ساتھ ہو گے انڈر سٹینڈ“ اس بار لہجہ پہلے سے زیادہ سخت تھا۔۔

”اوک ڈیڈ۔۔ میں جلدی آ جاؤنگا“ وہ کہہ کر پلٹا تھا۔۔

”اور میں جان سکتا ہوں کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟“ طنزیہ لہجے میں سوال ہوا تھا۔

”وہ ڈیڈ ہم نے مووی دیکھنے کا پلین بنایا ہے۔۔ مگر آپ فکر مت کریں مووی ختم ہوتے ہی میں واپس آ جاؤنگا۔۔ اوک ڈیڈ بائے“ اور اس سے پہلے کہ ڈیڈ مزید کوئی سوالات کرتے وہ لٹے پاؤں وہاں سے تقریباً بھاگنے کے انداز میں باہر نکلا تھا۔

”کبھی اس سے پیار سے بھی بات کر لیا کریں عامر“ شیدا ہمدانی نے ناراضگی سے کہا تھا۔

”تمہارے بیٹے کی حرکتیں ایسی نہیں ہیں کہ اس سے پیار سے بات کی جائے۔۔ میں اپنے روم میں ہوں۔۔ ڈونٹ ڈسٹرب می“ اب وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھے تھے جبکہ شیدا ہمدانی ایک گہری سانس لے کر کچن کی جانب گئی تھیں۔۔ مہمانوں کے کھانے کا بندوبست بھی تو دیکھنا تھا۔۔

مووی سٹارٹ ہونے میں بس کچھ ہی دیر تھی اور سب آہستہ آہستہ اندر جا کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ رہے تھے۔۔ ایسے میں شہر وز ہمدانی روم کے باہر اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ کھڑا نظر آ رہا تھا۔۔ شاید کسی بات پر ڈسکشن چل رہی تھی۔

”کیا یار۔۔ ہم نے ساتھ ڈنر کرنا تھا۔۔ کلب جانا تھا“ اس کے ایک دوست نے جیسے تھک کر کہا تھا۔

”ڈیڈ نے سختی سے کہا ہے کہ میں ڈنر انکے ساتھ کروں اس لئے آج کا پلین کینسل کرنا ہوگا“ کوک کی بوتل منہ سے لگاتے ہوئے کہا تھا۔

”آخر آج ایسا ہے کیا جو تیرے ڈیڈا تکاسیر لیس ہو رہے ہیں“ دوسرے دوست نے پوچھا تھا۔

”بس یار میرا ایک کزن کچھ سالوں بعد پاکستان آیا ہے تو ڈیڈ چاہتے ہیں کہ ہم اسے ایک اچھا ویلکم کرنے کے لئے ساتھ ہوں“

”اوہو۔۔ چلو اب مووی سٹارٹ ہونے والی ہے“ اور اسی کے ساتھ وہ تینوں اندر کی جانب باتیں کرتے ہوئے بڑھے تھے۔۔ جب اچانک ہی شروز کسی سے ٹکرایا تھا۔

”اہ نو۔۔ میرے پوپ کارن۔۔ آریو بلائینڈ۔۔ دیکھ کر نہیں چل سکتے“ اپنے پاپ کورنز کو افسوس سے دیکھتے ہوئے اس نے نظروں کا رخ شہر وز کی جانب کیا تھا۔ بلیک ٹاپ اور ڈراؤزر پہنے، سیاہ کمر سے تھوڑا اوپر آتے بال دونوں کاندھوں میں بکھیرے، میک اپ کے نام پر پنک لب گلو، صاف شفاف بے داغ چہرہ، گہری سیاہ آنکھیں جو غصے سے اسے دیکھتی مزید پرکشش لگ رہی تھیں۔۔ وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ اس نے اتنی حسین لڑکی آج تک نہیں دیکھی تھی۔۔

”ہیلو۔۔ آرہو آلیو؟“ اسکے چہرے کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے وہ اسے ہوش کی دنیا میں واپس لائی تھی۔۔

”سوری۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟“ واہ کیا بے تکہ سوال کیا ہے شہر وز۔۔ شاباش

”ظاہر ہے میں ٹھیک ہو۔۔ افوو۔۔ مووی بھی سٹارٹ ہو گی“ وہ اب چڑتے ہوئے کہتی اندر کی جانب جا چکی تھی جبکہ شہزور وہی کھڑا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

”اوہرو میو۔۔ ہوش میں آجاؤ، چلی گی ہے وہ۔۔“ اسکے کاندھے پر مکامارتے اسکے ایک دوست نے کہا تھا۔

”اور گڈ نیوز یہ ہے کہ وہ بھی اسی روم میں گئی ہے جہاں ہم نے جانا ہے۔۔“

”تو چلو نا پھر۔۔ انتظار کس کا ہے؟“ اور یہ گئے شہر وز صاحب اندر۔۔ نظریں چاروں اور گمائی اس اندھیرے اور مدھم روشنی میں وہ اسے کہیں بھی نظر نہیں آئی۔۔ اس لئے اب وہ تقریباً یوس ہوتا اپنی جگہ پر آکر بیٹھا تھا۔۔ اس کے دونوں دوست اس کے بائیں جانب بیٹھے تھے جبکہ اسکی دائیں جانب والی جگہ اب بھی خالی تھی۔۔ مووی سٹارٹ ہوگی اور وہ تینوں اب اسکی جانب متوجہ تھے ساتھ ہی وقفے وقفے سے شہر وز کی نظریں اسکی تلاش بھی گھوم بھی رہی تھیں۔۔

کچھ دیر بعد اس کے ساتھ خالی جگہ پر کوئی آکر بیٹھا اور شہر وز نے چہرہ موڑ کر دیکھا۔۔ یہ وہی تھی۔۔ یس۔۔ یہ وہی ہے۔۔ لگتا ہے آج قسمت بھی اسکے ساتھ ہے۔۔

”ہیلو“ دھیمی آواز میں اس نے کہا اور اس نے اسکی جانب دیکھا۔۔ اور بس۔۔ نظر اس پر پڑتے ہی اسکے چہرے کے تصورات میں تبدیلی آئی۔۔ گہری سیاہ آنکھوں میں اب پھر غصہ نظر آنے لگا تھا۔۔

”آج کا دن اور کتنا برا ہو سکتا ہے؟“ اس نے افسوس سے شاید خود سے کہا تھا جبکہ شہر وز کے ہونٹوں پر ایک دلکش مسکراہٹ آئی تھی۔۔

”جتنا میرا آج کا دن اور حسین ہو سکتا ہے“ اور اس جواب پر ایک بار پھر اس نے اسے گھورا تھا۔۔

”ایکسیوز می!“ !

”بندے کو شہر وز کہتے ہیں“ اپنا ہاتھ اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔

”مائس ٹومیٹ ہو“ اور وہ اسکا ہاتھ اگنور کئے اب مووی کی جانب متوجہ ہو چکی تھی جبکہ شہر وز ایک گہری مسکراہٹ کے ساتھ کبھی سامنے تو کبھی اسے دیکھ رہا تھا۔ جواب دوبارہ اس سے بات کرنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تھی۔۔

”یس ماما۔۔ جی جی میں بالکل ٹھیک ہوں آپ فکر مت کریں“ کان سے موبائل لگائے وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا اسکا رخ اب ڈائیننگ روم کی جانب تھا جہاں سب کھانے پر اسکا انتظار کر رہے تھے۔۔

”اوک۔۔ مس یو ٹو۔۔ بائے“ کال کٹ کر کے وہ ڈائیننگ ٹیبل کے پاس آیا جہاں سب پہلے سے موجود تھے۔

”تھکن اتری تمہاری؟“ عامر ہمدانی نے پوچھا۔۔

”جی انکل۔۔ بالکل فٹ ہوں اب تو“ پلیٹ میں کھانا نکالتے ہوئے کہا تھا۔۔

”تو اب۔۔ کیا پلینز ہیں تمہارے؟ شیدا ہمدانی کی جانب سے سوال ہوا تھا۔۔

”کچھ نہیں۔۔ اپنے انسٹیٹیوٹ کی ایک برانچ میں یہاں بھی شروع کرنا چاہتا ہوں بس اسی لئے پاکستان آیا ہوں۔۔ کچھ عرصہ یہی رہونگا اور کل سے پلاسٹک دیکھنے جاؤنگا“

”بہت اچھی بات ہے یہ تو۔۔ اللہ تمہیں کامیاب کرے“ عامر ہمدانی نے دل سے دعا کی تھی۔۔

”اور تم بتاؤ شہر وز کیا چل رہا ہے آج کل؟“ ار حم نے اب شہر وز سے پوچھا تھا۔۔

”کچھ نہیں برو۔۔ جسٹ فن“ کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا جس پر جہاں شیدا ہمدانی نے اسے گھورا تھا وہیں عامر ہمدانی کے ماتھے پر بھی بل پڑے تھے۔۔

”دو سال ہو گئے ہیں اسکے گریجویشن کو۔۔ اور اب تک یہ صرف ریسٹ ہی کر رہا ہے۔۔ لیکن اب نہیں کرے گا۔۔ کل سے یہ میری جگہ آفس جائے گا۔۔ اور میں اب ریسٹ کرونگا“ عامر ہمدانی نے وہاں موجود ہر شخص پر جیسے دھماکہ کیا تھا۔۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عامر“ شیدا ہمدانی کو تو اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔۔

”وہی تو سب نے سنا۔۔ پوری زندگی میں نے اس کمپنی کو اس مقام پر پہنچانے میں لگا دی۔۔ اب میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا اسے آگے بڑھائے۔۔ اس لئے کل سے یہ میری جگہ آفس جائے گا اور میں گھر میں ریسٹ کرونگا“ فیصلہ کن انداز تھا جس پر وہاں موجود کوئی بھی شخص کچھ بھی کہہ نہیں سکا تھا۔۔ اور اسی کے ساتھ وہاں موجود کسی بھی شخص کو کوئی اعتراض بھی تو نہیں تھا۔۔

ڈنر کے بعد وہ اپنے کمرے میں سٹڈی ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھے جانے کس اہم کام میں مصروف تھا جب دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔

”کم ان“ لیپ ٹاپ سے بنا نظر ہٹائے کہا تھا۔۔

”میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا؟“ عامر ہمدانی کی آواز پر وہ فوراً گھڑا ہوا۔۔

”ارے نہیں انکل۔۔ آئیں بیٹھیں۔۔“ وہ دونوں اب بائیں جانب موجود صوفے پر بیٹھے تھے۔۔

”مجھے تم سے ایک ریکوسٹ کرنی ہے“ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد عامر ہمدانی نے کہا تھا۔

”ریکوسٹ نہیں آپ بس حکم کریں انکل“

”شہروز۔۔ وہ اپنی زندگی کو لے کر بالکل بھی سیریس نہیں ہے۔۔ موجِ مستی میں اس نے اپنی زندگی کے اتنے سال گنوا دیئے مگر اب میں تھک گیا ہوں بیٹا۔۔ میری ہمت جواب دے گی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ اب اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے۔۔ اور اس کے لئے مجھے تمہاری مدد چاہئے“ ارحم نے سوالیاں نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔۔ وہ کیا کر سکتا تھا ان سب میں۔۔

”جب فیاض نے مجھے بتایا کہ تم کچھ عرصے کے لئے پاکستان آرہے ہو۔۔ میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ یہی وہ وقت ہے جب میں شہروز پر ذمہ داریاں ڈال سکتا ہوں۔۔ کیونکہ تم یہاں ہو گے“

”میں سمجھا نہیں انکل“ اسے اب بھی کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔ اس کے یہاں ہونے سے کیا ہوتا ہے۔۔

”میں چاہتا ہوں کہ جب تک تم یہاں ہو اپنے اس کام کے ساتھ ساتھ تم شہروز کے ساتھ کمپنی جاؤ۔۔ اسکے پارٹنر کی حیثیت سے“ اور عامر ہمدانی کی بات نے اسے حیران کر دیا تھا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“

”یہی ٹھیک ہے۔ شہروز بالکل بھی سمجھدار نہیں ہے۔۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ میرے اتنے سال کی محنت کو مٹی میں ملا دے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے ساتھ جاؤ۔ اسکا ساتھ دو۔۔ اور اس پر نظر رکھو۔۔ میں اس کے

بارے میں سب جاننا چاہتا ہوں ار حم۔۔ اور یہ تم سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا“ انہوں نے اپنا ہاتھ ار حم کے کاندھے پر رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

”ٹھیک ہے انکل۔۔ آپ فکر نہ کریں۔۔ میں سب دیکھ لوں گا“

”گڈ۔۔ چلو تم اب ریسٹ کرو“ اور اسی کے ساتھ عامر ہمدانی اسکے کمرے سے جا چکے تھے جبکہ ار حم کی سوچ اب شہر وز کی جانب گئی تھی۔۔ آخر ایسا کیوں ہے کہ انکل کو شہر وز پر نظر رکھنے کی ضرورت پڑ رہی ہے؟ دروازے پر ہونے والی ایک اور دستک اسے سوچوں سے باہر لائی تھی۔۔

”آجاؤ ہادی“ اور اسکا جواب سنتے ہی ہادی اندر آیا اور اس کے بائیں جانب رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

”کچھ پتہ چلا؟“ ایک امید سے ار حم نے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

”ابھی تک تو نہیں۔۔ مگر صبح میں دوبارہ جاؤں گا“ ہادی کے جواب پر امید بجھ گئی تھی۔۔

”جلدی سب پتہ کرو ہادی۔۔ مجھ سے اب مزید انتظار نہیں ہوتا“ اسکی بے صبری واضح تھی۔۔

”یقین نہیں آتا کہ تم اتنی دور اس کام کا بہانہ کر کے صرف ایک انسان کی تلاش میں آئے ہو۔۔ میں دیکھنا چاہوں گا کہ آخر ایسا کیا خاص ہے اس انسان میں“

”تمہیں اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے ہادی۔۔ اسکی خاصیت دیکھنے کے لئے میں ہوں۔۔ تمہارا کام صرف اسکا پتہ لگوانا ہے اور بس“ اسے جانے کیوں غصہ آگیا تھا۔۔



”اوک باس۔۔ تم ہی دیکھنا اسے۔۔ مگر تھوڑا بہت میں بھی دیکھ ہی لوں گا“ ایک آنکھ دباتے ہوئے شرارتی انداز میں کہا تھا۔۔

”تم تو۔۔۔“ اور اسی کے ساتھ ار حم اسکی جانب بڑھا تھا جب کے ہادی صاحب سو کی سپیٹ سے کمرے سے باہر بھاگ چکے تھے۔۔

ایک گہری سانس لے کر ار حم نے اپنا لپ ٹاپ دوبارہ کھولا تھا۔۔ اور سامنے ہی اس کی تصویر تھی۔۔ ارد گرد سے بے نیاز اپنی دنیا میں مگن ایک مسکراتا چہرہ۔۔

”چار سال۔۔ چار سال ہو گئے تمہیں دیکھے ہوئے۔۔“ سکریں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔۔

”مگر ان چار سالوں میں ایک لمحہ ایسا نہیں تھا کہ جب میں تمہیں بھولا ہوں۔۔ جب تمہیں یاد نہ کیا ہو۔۔ ایک رات ایسی نہیں تھی۔۔ جب تم خواب میں نہ آئی ہو۔۔ جب تمہاری یہ مسکراہٹ نہ دکھی ہو۔۔“ وہ رکا تھا۔۔ نظریں اب اسکی آنکھوں میں تھی۔۔

”بہت مس کیا ہے میں نے ان گہری سیاہ آنکھوں کو۔۔ اور دیکھو۔۔ چار سال گزارنے کے بعد بھی۔۔ جب تمہیں دل و دماغ سے نکالنے میں ہار گیا تو لوٹ آیا میں۔۔ تمہیں ڈھونڈنے کے لئے۔۔ تمہیں پھر سے دیکھنے کے لئے۔۔ تم سے ملنے کے لئے اور تمہارے لئے۔۔ صرف تمہارے لئے ایلاف“ اور اسی کے ساتھ ایک دلکش مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کو چھوا تھا۔

”شہر وز۔۔ شہر وز اٹھو۔۔ آفس جانا ہے تم نے“ شیلا ہمدانی پچھلے دس منٹ سے اسے آوازیں دے رہی تھیں۔۔

”کیا ہے ماما۔۔ سونے دیں نا تھوڑی دیر اور“ تکیے پر اپنا منہ چھپاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

”تنگ مت کرو مجھے شہر وز۔۔ دو منٹ میں نیچے پہنچو تمہارے پاپا انتظار کر رہے ہیں“ اسے ایک آخری وار تنگ دے کر وہ کمرے سے نکل گئیں جبکہ شہر وز اب جانے کیا کیا بڑبڑاتے ہوئے اپنے بیڈ سے اٹھا تھا۔۔

”جاگ گیا وہ؟“ ڈائینگ ٹیبل پر پہنچتے ہی عامر ہمدانی کی جانب سے سوال ہوا تھا۔۔

”جی۔۔ آرہا ہے بس“ گلاس میں اپنے لئے جو س نکالتے ہوئے کہا۔۔

”ہیلو ایوری بڈی“ کچھ دیر بعد دائیں جانب کرسی پر بیٹھتے ہوئے شہر وز نے کہا تھا۔۔

”جلدی اٹھنے کی عادت ڈال دو۔۔ نوبے فکس آفس پہنچنا ہوگا تمہیں“ عامر ہمدانی نے سخت لہجے میں کہا۔۔

”جی ڈیڈ“ آملیٹ کا بائٹ لیا تھا۔۔

”جب تک ارحم یہاں ہے وہ بھی تمہارے ساتھ آفس جائے گا۔۔ تمہارے پارٹنر کی حیثیت سے“

”گریڈ“ شہر وز کو دلی خوشی ہوئی تھی یعنی اب وہ ارحم پر کام ڈال کر خود ایجوائے کر سکتا تھا۔۔ گریڈ !

”اسکی کیا ضرورت ہے عامر۔۔ شہر وز اکیلا سب مینڈل کر سکتا ہے“ شیلا ہمدانی کو یہ آئیڈیا کچھ زیادہ اچھا نہیں لگا

تھا۔۔

”یہ ہم دیکھ لینگے کہ یہ کتنا ہینڈل کر سکتا ہے۔۔۔ ار حم صرف اسکی ہیلپ کے لئے ہوگا فکر مت کرو آفس تمہارے بیٹے کا ہی رہے گا“ سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ کھڑے ہوئے تھے۔۔

”میرا یہ مطلب نہیں تھا“ شیدا ہمدانی بھی اب کھڑی ہوئی جبکہ شہروز صاحب دونوں کو انور کرتے ناشتے میں مصروف تھے۔

”تمہارا مطلب میں اچھی طرح جانتا ہوں شیدا۔۔ اور تم“ انہوں نے سخت نظروں سے شہروز کی جانب دیکھا۔۔۔

”کل سے تمہاری ماں تمہیں اٹھانے نہیں آئے گی اور اگر تم لیٹ ہوئے۔۔ تو میں آفس اور اختیار۔۔ دونوں ار حم کے حوالے کر دوں گا“ اور ڈیڈ کی دھمکی تو شہروز کے سیدھا دماغ پر جا لگی تھی۔۔

”کم آن ڈیڈ۔۔ جسے آپ اختیار دینے کی بات کر رہے ہیں وہ خود اب تک سو رہا ہے“ اپنی جانب سے تو اس نے واقعی پوائنٹ کی بات کی تھی مگر عامر ہمدانی کے ہونٹوں پر آنے والی مسکراہٹ اسے بتا چکی تھی۔۔ کہ بات اب پلٹنے والی ہے۔۔

”فار پور کا اینڈ انفارمیشن مائی ڈیئر سن۔۔ وہ ایک گھنٹہ پہلے ہی نکل چکا ہے۔۔“ وہ کہہ کر واپس جا چکے تھے جبکہ شہروز نے حیرانی سے ماما کی جانب دیکھا۔۔

”سیر سیلی؟ اتنی جلدی کون اٹھتا ہے یا۔۔ اف“ ایک سانس میں جو س کا گلاس ختم کرتے وہ باہر کی جانب بھاگا تھا۔ ظاہر ہے اب باس کی سیٹ وہ ار حم کے حوالے تو نہیں کر سکتا تھا۔۔

صبح اس پارک میں بہت سے لوگ جاگنگ کے لئے آتے ہیں۔۔ مگر یہی ایک کونے میں درخت کے نیچے بیچ پر بیٹھا یہ شخص بلیک سوٹ پہن کر یقیناً جاگنگ کرنے تو نہیں آیا تھا؟ پھر وہ یہاں کیوں آیا تھا؟

”ایک گھنٹہ ہو گیا ہے باس۔۔ ہمیں اب آفس جانا چاہئے“ اسے اپنی دائیں جانب سے آواز آئی تھی۔۔

”تھوڑی دیر اور انتظار کر لیتے ہیں“ اسکی جانب دیکھے بنا وہ کہہ رہا تھا۔۔ نظر پورے پارک میں گوم رہی تھی۔۔ ہر ایک سرسائیز کرنے والے پر، ہر واک کرنے والے پر۔۔ شاید وہ کسی کی تلاش میں تھا۔۔

”کم آن ار حم۔۔ مجھے یقین نہیں آرہا کہ اتنا میچور ہو کر بھی تم ایسی ٹین ایجر والی حرکتیں کر رہے ہو“ اسکے پاس بیٹھتے ہوئے ہادی نے اکتا کر کہا تھا۔۔

”وہ ہمیشہ صبح واک کرنے اس پارک میں آتی ہے۔۔ اگر آج میں اسکے آنے کا انتظار کر رہا ہوں تو اس میں ٹین ایجر والی کوئی بات نہیں ہے“ اب بھی ہادی کی جانب دیکھنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔

”چار سال۔۔ چار سال پہلے وہ اس پارک میں واک کرنے آیا کرتی تھی۔۔ سیر یسلی ار حم! تم چار سال بعد اس پارک میں بیٹھ کر اسکا انتظار کر رہے ہو۔۔ ٹین ایجر نہیں بلکہ پاگلوں والی حرکت ہے یہ“ ہادی کو اب واقعی وہ پاگل لگنے لگا تھا۔۔ ظاہر ہے اب چار سال بعد ایک پارک میں آپ ایک انسان کا انتظار کیسے کر سکتے ہو؟

”پاگل پن تو چار سال پہلے کیا تھا۔ جو خاموشی سے اسے اسی پارک میں واک کرتا دیکھ کر چلا گیا۔۔۔ کاش اس وقت میں پاگل پن نہ کرتا تو آج شاید تمہاری جگہ وہ بیٹھی ہوتی“ اور ارحم کے الفاظ پر ہادی کا تو منہ ہی کھل گیا تھا۔۔۔ یعنی وہ یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اسے یہاں نہیں ہونا چاہئے؟ واہ

”ٹھیک ہے باس۔۔۔ آپ جیت گئے۔۔۔ مگر اب تو اسکے واک کرنے کا ٹائم ختم ہو گیا ہے نا؟ تو اب چلیں۔۔۔ تمہیں آفس چھوڑ کر میں نے بھی ایک دو کام نپٹانے ہیں“ کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا اور اب ارحم بھی ایک گہری سانس لے کر کھڑا ہوا۔۔۔

”سب کاموں سے پہلے تمہیں میرا کام نپٹانا ہے ہادی“ اسکے ساتھ گاڑی کی جانب بڑھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔  
 ”یاد ہے مجھے۔۔۔ فکر مت کرو۔۔۔ تمہیں آفس ڈراپ کر کے اسی کے لئے جاؤنگا ساتھ ہی کچھ پراپرٹی ڈیلرز سے بھی ملاقات کرونگا“

”گڈ“ اور اسی کے ساتھ ایک آخری نظر پارک کے داخلی دروازے کی جانب ڈال کر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا اور کچھ دیر بعد یہ گاڑی وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔

ہمدانی انٹیریرز کے پارکنگ ایریا میں اپنی گاڑی پارک کر کے وہ باہر نکلا جب اسکی نگاہیں چاروں جانب گھوم رہی تھیں۔۔۔ شاید کسی کی تلاش میں۔۔۔

”واؤ۔۔ ایک گھنٹے پہلے نکلنے کے باوجود برویہاں نہیں ہے؟ کیا بات ہے؟“ ارحم کی گاڑی وہاں ناپا کر اسے بے حد خوشی ہوئی تھی۔۔ اور کیوں نہ ہوتی آخر وہ اس سے پہلے پہنچ چکا تھا۔۔ لیٹ اٹھنے کے باوجود۔۔

اندر آتے ہی اسکی نظر ریسپشن پر بیٹھی لڑکی پر پڑی تھی۔۔ لان کا پیلے رنگ کا سوٹ پہنے، دائیں کاندھے پر لٹکایا دوپٹہ اور کھلے ہوئے بالوں کے ساتھ وہ اپنی تیز چلتی انگلیوں سے کمپیوٹر پر جانے کیا کیا ٹائپ کر رہی تھی۔۔

”ویسے یہاں آنا اتنا بھی برا نہیں ہے“، معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ اپنا کالر ٹھیک کرتے ہوئے اب وہ اسکی جانب بڑھا۔۔

”ایسکیوز می؟“ اس کے کہنے پر اس نے نظر کمپیوٹر سے ہٹا کر اسکی جانب دیکھا۔۔

”یس؟“، پرائیشل انداز تھا۔۔ گڈ۔۔

”آئی ایم شہروز ہمدانی۔۔“ اسے نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے فخریہ انداز میں اپنا تعارف کروایا تھا۔۔

”اوہ باس۔۔ آپ۔۔ ویکم“، ایک مشینی کیفیت میں وہ فوراً کھڑی ہوئی تھی۔

”تھینک یو۔۔ کیسا چل رہا ہے آپ کا کام؟“ ارد گرد نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا تھا۔

”اچھا۔۔“

”گڈ۔۔ واٹس یور نیم مس۔۔؟؟“

”آئی ایم مسز اریشہ طارق“ اور اس نام نے شہروز ہمدانی کے دل کے سارے ارمان مٹی میں ملا دیئے تھے۔۔

”بیسٹ آف لگ مسز طارق“ زبردستی کی مسکراہٹ کے ساتھ اسے کہتے ہوئے وہ پلٹا اور بائیں جانب لفٹ کی جانب آیا۔

”پتہ نہیں خوبصورت لڑکیاں اتنی جلدی شادی کیوں کر لیتی ہیں؟“ بڑبڑاتے ہوئے اس نے ٹاپ فلور کا بٹن پریس کیا تھا جہاں اسکا شاندار آفس اسکا انتظار کر رہا تھا۔

اور کچھ دیر بعد اپنے اس شاندار آفس کے اندر آتے ہی اسے دوسرا جھٹکا سامنے بیٹھے اپنے پیارے بروار حم کو دیکھ کر لگا تھا۔

”آپ؟ یہاں؟“ حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے وہ آگے بڑھا تھا۔

”مجھے تو یہی ہونا تھا نہ؟ تم اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو؟“ ارحم کو اسکا رنیکشن سمجھ نہیں آیا۔

”نہیں وہ۔۔ آپکی گاڑی نہیں تھی تو مجھے لگا کہ آپ شاید ابھی پہنچے نہیں ہیں“ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

”گاڑی ہادی کے پاس ہے اسے ایک ضروری کام تھا“ سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے میز پر رکھی ایک فائل اٹھائی تھی۔

”تمہارے آنے سے پہلے میں نے اس نئے پراجیکٹ کو ریڈ کیا ہے۔۔ تم بھی دیکھ لو“ فائل اب اسکی جانب بڑھائی جسے شہر وز نے کھول کر دیکھنا شروع کیا۔

”گریڈ۔۔ یہ ہمارے لئے بہت فائدے مند ہے“ کچھ دیر بعد فائل بند کرتے ہوئے شہر وز نے کہا۔

”وہ تو ہے۔۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ ہمارے ہاتھ سے جانے والا ہے“

”کیوں؟“

”منیجر کو بلایا ہے میں نے۔۔ ڈیٹیلز اسی سے معلوم ہونگی“ ار حم نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔ اور کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔۔

”کم ان“ شہروز کے کہنے پر بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس ایک درمیانی عمر کا آدمی جو شاید یہاں کا منیجر تھا اندر آیا

--



”سٹ“ ار حم نے اپنے بائیں جانب رکھی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

”ار حم بھائی کہہ رہے ہیں کہ یہ پراجیکٹ ہمارے ہاتھ سے جاسکتا ہے؟ کیوں؟“ اب وہ بالکل فرافیشنل لگ رہا تھا

”جی باس۔۔ ایکچولی یہ ایک تین منزلہ ریسٹورانٹ کے انٹیریئر ڈیزائن کا پراجیکٹ ہے۔۔ ہماری کمپنی کو اس سے لاکھوں کو فائدہ ہو سکتا ہے اور کیونکہ ہماری کمپنی اس شہر کی سب سے بیسٹ انٹیریئر ڈیزائنرز کمپنی ہے تو یہ پراجیکٹ سب سے پہلے ہمارے پاس آیا ہے لیکن۔۔۔“ وہ رکا تھا۔

”لیکن کیا؟“

”لیکن انہیں ہمارا ڈیزائن پسند نہیں آرہا ہے۔۔ حالانکہ ہمارا ڈیزائن اس شہر کا بیسٹ انٹیریئر ڈیزائنرز ہے۔۔ لیکن اسکی تیار کی ہوئی پریزنٹیشن انہیں پسند نہیں آئی۔۔ اور یہ دوبار ہو چکا ہے“

”دوبار؟“ ار حم نے حیرانگی سے کہا تھا۔

”جی باس۔۔ اس نے دوبار گراف چینیج کیا۔۔ اور دونوں بار اسے ریجیکٹ کر دیا گیا ہے۔۔ اور اب انہوں نے یہ آخری ایک ہفتہ دیا ہے۔۔ اگر ایک ہفتے میں ہم نے انہیں بہترین پریزنٹیشن نہیں دی۔۔ تو یہ پراجیکٹ دوسری کمپنی کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔۔ اور۔۔ اس سے ہمیں لاکھوں کا نقصان ہو گا باس“ منیجر کی بات پر شہر وز کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

”جس انسان کو تم اس شہر کا سب سے بہترین ڈیزائنرز کہتے ہو اسکی وجہ سے اتنا اہم پراجیکٹ کھو دینگے ہم۔۔ یہ کس قسم کا سٹاف رکھا ہے یہاں“ اسکی آواز اچانک ہی تیز ہوئی تھی۔۔ جس پر منیجر بھی کانپ گیا تھا۔۔

”باس وہ۔۔ وہ بہت سالوں سے ہمارے ساتھ کام کر رہے ہیں۔۔“

”اور اتنے سالوں کے کام کے بعد بھی یہ حال ہے۔۔ مجھے یہ پراجیکٹ ہر حال میں اس کمپنی کے ہاتھ میں چاہئے مسٹر حبیب“

”ریلیکس شہر وز۔۔ غصہ کرنے کے بجائے ہمیں اسکا کوئی حل نکالنا ہو گا“ ار حم نے نرمی سے کہا تھا۔۔

”ہمارے پاس صرف ایک ہفتہ ہے بھائی۔۔ ہمارا بنایا ہوا ڈیزائن دوبار ریجیکٹ ہو چکا ہے۔۔ اب تیسری بار بھی یہی ہو گا۔۔ ہم کیا کر سکتے ہیں اب؟“

”ایک نیا ڈیزائنز اپانٹ کر سکتے ہیں ہم“ ار حم نے ایک حل نکال ہی لیا تھا۔۔

”نیا ڈیزائنز؟ آریو کٹنگ می!“ شہر وز کو اب ار حم پر حیرانی ہوئی تھی۔۔

”نوا آئی ایم ناٹ۔۔ ہم کل ہی انٹرویوز رکھے گئیں۔۔ آپ جا کر ویب پرایڈ دیں مسٹر حبیب۔۔ سیلیری ڈبل کر دیں۔۔ مجھے کل یہاں اس شہر کے سب ڈیزائینرز چاہئے۔۔“ ارحم نے اپنا آرڈر جاری کیا تھا جس پر مینجر سر ہلاتے وہاں سے جا چکا تھا جبکہ شہر وز دانت پیستے رہ گیا۔۔

”یہ آپ کیا کر رہے ہیں بھائی؟ اتنے بڑے پراجیکٹ کے لئے ہم اس وقت ایک نیا ڈیزائینز کیسے اپناٹ کر سکتے ہیں؟ اس سے ہمیں مزید نقصان ہو سکتا ہے برو“ وہ اپنی طرف سے ارحم کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ جبکہ ارحم کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔۔

”تم شاید بھول رہے ہو شہر وز کہ میں بھی ایک ڈیزائینر ہی ہوں۔۔ اب یہ پراجیکٹ میں خود ہینڈل کرونگا اپنے نئے پارٹنر کے ساتھ“ اور اسی کے ساتھ ان دونوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔ مگر۔۔ دونوں کی مسکراہٹ بہت الگ تھی۔۔ شہر وز مسئلہ حل ہونے پر مسکرا رہا تھا۔۔ جبکہ ارحم۔۔ اسکی مسکراہٹ کچھ الگ تھی۔۔ جیسے کوئی خاص بات اسکے دماغ میں چل رہی ہو۔۔ مگر کیا؟

”آئی کانٹ بیلیو دس۔۔ تم بزنس کے معاملے میں بھی ایسا کر سکتے ہو؟“ ہادی نے بے یقینی سے اپنے سامنے بیٹھے ارحم کو دیکھ کر کہا تھا۔۔

”میں نے صرف مسئلے کا ایک حل نکالا ہے۔۔ تم اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو؟“ ارحم نے کاندھے اچکا کر کہا۔۔

اور یہاں سے کچھ دور ایک فلیٹ کے کچن میں وہ اپرن پہنے، بالوں جو جکڑے ہوئے، اوون میں کچھ رکھ رہی تھی۔۔ شاید اپنے لئے کچھ بیک کیا تھا اس نے۔۔

”حل! یہ مسئلے کا حل ہے؟ اتنے بڑے پراجیکٹ کے لئے کوئی بے وقوف بھی کسی نئے ڈیزائنز کو اپائنٹ نہیں کرتا رحم۔۔“ ہادی کو اسکی ذہنی حالت پر شک ہو رہا تھا۔ پتہ نہیں پاکستان آنے کے بعد وہ عجیب حرکتیں کیوں کرنے لگا تھا؟

اوون پر ٹائم چل رہا تھا۔ جبکہ وہ اب اپنے لئے کافی بنانے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔

”مجھے اس وقت یہی ایک حل نظر آ رہا ہے ہادی“ جتنا ہادی فکر مند تھا۔ ارحم اتنا ہی بے فکر تھا۔۔

”نہیں مسٹر ارحم۔۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔ تم اتنے بہترین ڈیزائنز ہو کہ تم یہ مسئلہ چٹکی میں کسی کی بھی مدد کے بغیر حل کر سکتے تھے۔۔ مگر تم نے اپنے ساتھ ایک ڈیزائنز کو اپائنٹ کرنا ضروری سمجھا۔۔ کیوں؟ اس کے پیچھے کوئی اور بات تو ہے“ ہادی نے اب مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔ اور ارحم کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔۔

کچن شیف پر رکھے اسکے موبائل پر نوٹیفیکیشن ٹیون بجی تھی۔۔ اپنا ہاتھ صاف کرتے ہوئے وہ موبائل کی جانب آئی۔۔ اور اب وہ اس نوٹیفیکیشن کو اوپن کر رہی تھی۔۔ اس نے دیکھا۔۔ کسی ارجنٹ ہائرنگ جاب کا ایڈ تھا۔۔

”کیونکہ“ ارحم اب ہادی کی جانب تھوڑا جھکا تھا۔۔

”وہ بھی ایک ڈیزائنز ہے مسٹر ہادی“ اور اسی کے ساتھ ارحم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

جبکہ یہاں سے کچھ دور۔۔۔ پکن شیلف کے پاس کھڑی۔۔۔ اپنے موبائل میں آنے والے جاب کے اس نئے ایڈ پر اسکی گہری سیاہ آنکھیں چمکی تھیں۔۔۔ ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

”یو آر ویری کلیور مین ار حم“ ہادی کے کامپلیمنٹ پر اس نے فخر سے سر بلند کیا تھا۔۔۔

جبکہ اوون سے آنے والی خوشبوؤں اور آواز اسے بتا چکی تھی کہ کوئیز تیار ہیں۔۔۔ اور اب۔۔۔ آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے۔۔۔ وہ شام کی کافی ایجوائے کرنے والی تھی۔۔۔

”مجھے پتہ لگا ہے کہ تم نے ایک نئے ڈیزائنز کو اپائنٹ کرنے کے لئے کل انٹرویو رکھے ہیں؟“ عامر ہمدانی نے ڈنر کی ٹیبل کر اس سے کہا تھا۔۔۔

”جی انکل۔۔۔ ایک نئے پراجیکٹ کے لئے ہمیں اسکی ضرورت ہے“ فرافیشنل انداز تھا۔۔۔

”لیکن تم تو خود ایک بہترین ڈیزائنر ہو۔۔۔ ہمارا نہیں خیال کہ تمہارے ہوتے ہوئے ہمیں کسی دوسرے کی ضرورت ہو؟“ شیلہ ہمدانی نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

”جی آئی لیکن میں یہاں اپنے کاموں میں بھی بہت بزی رہو نگا اس لئے اس پراجیکٹ کے لئے مجھے ایک پارٹنر کی ضرورت ہے جو میرے غیر موجودگی میں سب سنبھال سکے“ ہر سوال کا جواب وہ پہلے سے ہی سوچ کر بیٹھا تھا

--

”ٹھیک کیا تم نے۔۔ مجھے یقین ہے تم سب اچھے سے سنبھال ہو گے“ عامر ہمدانی نے تو بات ہی ختم کر دی تھی

--

موبائل پر اچانک آنے والی کال پر اس نے دیکھا۔۔ ہادی کی کال تھی۔

”ہاں ہادی کہو“ موبائل کان سے لگا کر کہا تھا۔

”تم سچ کہہ رہے ہو؟“ جانے ہادی نے ایسا کیا کہا تھا کہ اسکے چہرے پر ایک خوشگوار حیرت آئی تھی۔۔

”اوک ویٹ۔۔ آئی ایم کمنگ“ کال کٹ کر کے وہ فوراً کھڑا ہوا۔

”خیریت ہے؟ اتنی جلدی میں کہاں جا رہے ہو تم؟“ عامر ہمدانی نے اسکی بے چینی دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

”کچھ ضروری کام آگیا ہے انکل۔۔ مجھے ابھی جانا ہو گا۔۔ ٹیک کئیر“ انہیں الوداع کہہ کر وہ فوراً وہاں سے باہر نکلا

تھا۔۔ جبکہ شیلا ہمدانی اب عامر ہمدانی کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔۔

”اسے یہاں کونسے کام آنے لگ گئے ہیں؟“

”وہ یہاں بزنس کی وجہ سے آیا ہے۔۔ ایک برانچ یہاں اوپن کرنا چاہتا ہے شیلہ۔۔ کیا تمہیں یہ کام آسان لگتا ہے؟“ سخت الفاظ میں جواب آیا تھا۔۔

”میں نے ایسا نہیں کہا“

”میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔ اتنا غور اگراپنے بیٹے پر کیا ہوتا تو آج وہ ہمارے ہاتھوں میں ہوتا“

”رہنے دیں عامر۔۔ پتہ نہیں میرے بیٹے نے ایسا کیا کر دیا ہے کہ آپ ہر وقت اس سے اتنا بدگمان رہتے ہیں“ انہیں اب شہر و زکی مسلسل برائی بری لگنے لگی تھی۔۔

”تو کیا تم اسکے کچھ کرنے کا انتظار کر رہی ہو؟ مجھے حیرت ہے کہ ایک ماں ہو کر تمہیں اسکے طور طریقے نظر نہیں آ رہے۔۔ کہاں ہے ابھی وہ؟“

”وہ۔۔ اپنے دوستوں کے پاس گیا ہے“ شیلہ ہمدانی سے سر جھکا کر کہا تھا۔۔ جانتی تھی کہ اب عامر ہمدانی کے غصے میں مزید تیزی آئی ہے۔۔

”کیا کہوں میں تمہیں اب“ اور اسی کے ساتھ وہ بھی وہاں سے جا چکے تھے۔۔ جبکہ شیلہ ہمدانی اب کسی سوچ میں گم تھیں۔

”بس کردویار۔ پچھلے دس منٹ سے تم اس پیپر کو گھور رہے ہو“ ہادی نے اسے مسلسل ایک ہی پوزیشن میں دیکھ کر اکتا کر کہا تھا۔

”تم نے یہ کیسے کیا؟“ اور اب رحم کی نظروں کا رخ ہادی کی جانب تھا۔

”جادو کرنے بھی کبھی اپنا سیکریٹ بتایا ہے؟“ کاندھے اچکا کر کہا تھا۔ جبکہ رحم نے اب اسے ایک گھوری سے نوازہ تھا۔

”تمہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ میں نے تمہاری تلاش ختم کر دی اور تم ہو کہ بجائے شکریہ ادا کرنے کے مجھے گھور رہے ہو؟ اس ناٹ فیسرارحم“

”اور کیا گیرینیٹی ہے کہ یہ ایڈریس بالکل ٹھیک ہے؟“ ہاتھ میں پکڑے پیپر کو اسکے سامنے لہراتے ہوئے کہا تھا

”ہادی سے بڑھ کر بھی کوئی گیرینیٹی ہو سکتی ہے بھلا؟ بالکل رائیٹ ایڈریس ہے یہ اور کنفرمیشن کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ گھر اس پارک کے قریب ہی ہے“

”چلو پھر۔“ میز پر رکھی اپنی گاڑی کی کیزاٹھاتے ہوئے وہ کھڑا ہوا جبکہ ہادی نے فوراً اسے روکا تھا۔

”پاگل ہو گئے ہو؟ ٹائم دیکھا ہے تم نے؟“

”میں اب مزید صحیح وقت کا انتظار نہیں کرونگا ہادی۔ پہلے بھی صحیح وقت کے چکر میں میں نے چار سال گنوا دیئے“ وہ تواب کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔



”لسن مسٹر ومیو۔۔ ہم اس وقت پاکستان میں ہیں اور یہاں اگر تم رات کے گیارہ بجے کسی لڑکی کے گھر جاؤ گے۔۔ تو لڑکی تو شاید بعد میں مگر محلے والے پہلے جوتے مارینگے تمہیں“

”تمہیں بہت پتہ ہے پاکستان کا“ ار حم نے اب اسے مشکوک نظروں سے دیکھا تھا۔۔

”ظاہر ہے آخر بائی بلڈ تو میں بھی ایک پاکستانی ہی ہوں۔۔ اور اگر کوئی میری بہن سے رات کے گیارہ بجے ملنے آئیگا۔۔ تو میں تو اپنے جوتے بھی گندے کرنے کی زحمت نہیں کرونگا۔۔ ڈائیرکٹ گولی مارونگا گولی“ وہ تو واقعی ایک غیرت مند بھائی بن گیا تھا۔۔

”اور تمہارے پاس گولی کب سے آئی؟“

”جب سے پاکستان آیا ہوں۔۔ قسم سے سر میں اتنا درد رہتا ہے کہ ہر وقت گولی اپنے پاس رکھتا ہوں۔۔ یہ دیکھو“

”اس نے اب اپنی جیب سے کچھ نکالا تھا۔۔ ”پیناڈول ایکسٹرا۔۔ گولی کھاؤ درد بگاؤ“

اور اسی کی ساتھ ہادی شتر مرغ کی سپیڈ سے آگے اور ار حم اسکے پیچھے تھا۔۔

آج موبائل پر بجنے والی الارم ٹیون نے اسے وقت پر اٹھادیا تھا۔۔ اور آج کیونکہ انٹرویوز لینے تھے۔۔ اس لئے اسکا وقت پر پہنچنا بے حد ضروری تھا۔۔ ویسے تو یہ کام ایچ۔ آر ڈیپارٹمنٹ کا ہوتا ہے مگر انٹرویوز میں لڑکیوں کی لسٹ دیکھ کر اس نے اپنی پیاری نیند قربان کرنے کا ارادہ کر ہی لیا تھا۔۔ اب ظاہر ہے اتنے اہم پراجیکٹ کے لئے وہ

ایچ۔ آر پر تو اعتبار نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اپنے گرے سوٹ میں ملبوس، سٹائیش بال بنائے، دائیں ہاتھ میں قیمتی گھڑی اور مردانہ پرفیوم لگائے وہ اپنی اس ہائی روف میں آفس کی جانب جا رہا تھا۔ صبح کا یہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ سڑک پر دوڑنے والی ہر گاڑی، ہر موٹر سائیکل، اور ہر رکشہ کو جلدی ہوتی ہے ظاہر ہے سب اپنے اپنے کاموں کی جانب رواں ہوتے ہیں اور کوئی بھی لیٹ نہیں ہونا چاہتا۔ ایسے میں جب سگنل گاڑی روکنے کا اشارہ کرے تو کچھ تو احترام میں رک بھی جاتے مگر کی اپنے کام میں جلدی اور عادت کی وجہ سے آگے بڑھ جاتے اور انہیں میں سے ایک تھا شہر وز ہمدانی۔ آگے بڑھ جانے والا۔ اور اب بھی اس نے یہی کیا تھا۔ ریڈ لائٹ کو اگنور کرتا وہ آگے بڑھ رہا تھا جبکہ سامنے سے گزرتی ایک اور گاڑی اچانک رکی۔ وہ یہ لگی شہر وز کی گاڑی اس کے گاڑی کے بیک پر۔

”کیا مصیبت ہے یار۔۔۔“ غصے سے گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ باہر آیا سامنے آکر دیکھا تو اسکی گاڑی کی ایک لائٹ تقریباً ٹوٹ ہی چکی تھی جبکہ دوسری گاڑی کی بیک لائٹس تو ختم سمجھو۔

”کیا بد تمیزی ہے یہ“ اور ایک غصیلی آواز نے اسے اپنی نظریں سامنے کرنے پر مجبور کیا تھا۔ اور جانے سامنے ایسا کیا منظر تھا کہ وہ اپنا غصہ ہی بھول گیا۔

”اوہ۔۔۔ آپ؟“ ایک خوشگوار حیرت کے ساتھ اس نے سامنے کھڑی اس لڑکی سے کہا جواب اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

”کیا میں؟ اندھے ہو تم۔ دیکھ کر نہیں چل سکتے۔ میری گاڑی کا ستیاناس کر دیا۔ اف اللہ پہلے ہی دیر ہو رہی ہے مجھے“ وہ اب بہت پریشان لگنے لگی تھی۔

”آپ کہیں تو میں چھوڑ دیتا ہوں آپکو۔۔ کہاں جا رہی ہیں آپ؟“ اپنی طرف سے تو اس نے ایک اچھی آفر کی تھی

--

”کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ آپ جیسے کثیر لیس انسان کے ساتھ میں کہیں بھی نہیں جا رہی۔۔ اور اب۔۔ آپ ابھی کے ابھی مجھے اسکی پیمٹ کریں گے ورنہ میں پولیس کو کانٹیکٹ کرونگی“ اسکی جانب انگلی اٹھائے وہ کہہ رہی تھی۔۔ جبکہ شہر وز مسکرا رہا تھا۔۔

”اس وقت تو میں بہت جلدی میں ہوں۔۔ اگر آپ چاہیں تو میں بعد میں پیمٹ کر سکتا ہوں۔۔ مجھے اپنا نمبر دے دیں“ واہ شہر وز! کتنے چالاک ہو تم؟

”نمبر تو میں دونگی مگر پولیس کو تمہاری اس تھرڈ کلاس گاڑی کا۔۔ جسٹ ویٹ ایڈواچ“ اور اسی کے ساتھ وہ تیزی سے اپنی گاڑی میں بیٹھتی وہاں سے روانہ ہو چکی تھی۔۔ جبکہ شہر وز کسی صدمے کی کیفیت میں وہی کھڑا رہ گیا تھا۔۔

”اس نے میری ہائی روف کو تھرڈ کلاس گاڑی کہا؟؟ سیریسلی؟“ یہ لڑکی واقعی اسکی سمجھ سے باہر تھی۔۔

اور اب ٹریفک میں موجود باقی گاڑیوں کے ہارنزنے اسے بھی وہاں سے جانے پر مجبور کیا تھا۔۔

جبکہ یہاں سے کچھ دور۔۔ سوسائٹی کے اس ایریا میں ایک گاڑی ایک گھر کے آگے رکی تھی۔۔

”تمہیں یقین ہے یہی گھر ہے؟“ ارحم نے سامنے موجود اس گھر کی جانب دیکھ کر کہا تھا۔۔

”یونیورسٹی سے یہی ایڈریس ملا ہے۔۔ اس لئے بے فکر رہو ہنڈریٹ پرسنڈ یہی گھر ہے“ ہادی کہتے ساتھ باہر نکلا اور اسکے ساتھ ہی ارحم بھی۔۔

”تم یونیورسٹی گئے تھے؟“

”آکلورس باس۔۔ تمہارے اور اس کے بیچ ایک یہی چیز تو کامن ہے۔۔ وہ یونیورسٹی۔۔ اور وہی ہمیں یہاں تک پہنچا سکتی تھی“

”لیکن یونیورسٹی سے تم نے اسکا ایڈریس کیسے نکلوا لیا؟ چار سال پرانی سٹوڈنٹ ہے وہ تو“

”دیکھو میرے بھولے دوست۔۔ جب آپکی جیب میں ہرے اور نیلے نوٹ ہوں نا۔۔ تو چار کیا چالیس سال پرانا ریکارڈ بھی نکل ہی جاتا ہے“ ایک آنکھ دبا کر اس نے مکار انداز میں کہا تھا۔۔

”یہ الیگل ہے“ اور یہ جاگوار حم کے اندر کا وفادار حب الوطن شخص۔۔

”اچھا تو لیگل طریقہ کیا ہے بتانا ذرا؟ یہ کہ میں وہاں جاؤں اور کہو ایکسکیز می سر میرے دوست اپنی چار سال پرانی محبت کی تلاش میں واپس پاکستان آئے ہیں اور اب آپ ہی ہیں جو اسکی محبت کا ایڈریس ہمیں دے سکتے ہیں اس لئے پلیز دودلوں کو ملانے کا یہ نیک کام کریں اور رومیو کی دعائیں لیں۔ اللہ آپکو بھی آپکی والی دیگا“ ہادی نے فقیرانہ انداز میں کہا تھا۔۔

”شٹ اپ“ جبکہ ارحم صاحب اب گیٹ کے قریب جا چکے تھے۔۔

کچھ دیر تک بیل کرنے کے بعد وہ تقریباً یوس ہو کر پلٹنے ہی لگے تھے کہ مین گیٹ کھلا اور ایک درمیانی عمر کا آدمی باہر آیا تھا۔

”جی کیسے؟“ انہیں غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

”یہ مس ایلاف کا گھر ہے؟“ ار حم نے پوچھا تھا۔

”جی۔۔ پر آپ کون ہیں؟“

”ہم انکے یونیورسٹی فیلوز ہیں بہت عرصے بعد پاکستان آئے ہیں۔۔ آپ پلیز انہیں بلا دیں“

”مگر وہ تو اب یہاں نہیں رہتی“

”واٹ۔۔ یہاں نہیں رہتی؟ مگر یہ انہیں کا گھر ہے نا؟“ ہادی کی جانب سے سوال ہوا تھا۔

”جی یہ انہیں کا گھر ہے مگر وہ دو سال پہلے یہاں سے جا چکی ہیں۔۔ اب وہ یہاں نہیں رہتیں“

”آپ جانتے ہیں کہ وہ لوگ کہاں گئے ہیں؟“ ار حم نے ایک اور سوال کیا تھا۔

”نہیں۔۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں گئی۔۔ بس اپنی بہن اور ماما کی ڈیوٹی ہے بعد وہ یہاں سے چلی گئیں“ اور یہی

وہ بات تھی جس نے ہادی اور ار حم کو حیران کر دیا تھا۔

”ڈیوٹی؟ کیا مطلب؟ انکی ماما اور بہن کی ڈیوٹی کیسے ہوئی؟“ اس بار ہادی نے پوچھا تھا کیونکہ ار حم تو اب کچھ بھی

کہنے کی پوزیشن میں ہی نہیں رہا تھا۔

”ہم نہیں جانتے کہ کیسے ہوا۔ بس اچانک ہی چھوٹی بی بی کا انتقال ہو گیا اور بیگم صاحبہ بھی کچھ دن بعد اس صدمے سے اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں۔ ایلاف میڈم اکیلی رہ گئیں تھیں اس گھر میں۔۔ اور پھر ایک دن وہ بھی یہ گھر چھوڑ کر چلی گئیں۔۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں گئیں۔۔ بس انہوں نے مجھے اور میری گھر والی کو یہاں رہنے کے لئے ایک پورشن دے دیا۔۔ میں تب سے گھر کی دیکھ بھال کر رہا ہوں۔۔“ اور یہ ایک ایک لفظ ار حم کے دل کو چیر رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں اسکے ساتھ یہ سب ہوا ہو گا۔

”آپکے پاس انکا کوئی کانٹیکٹ نمبر ہے؟“ اس نے ہادی کو کہتے سنا۔

”نہیں۔۔ ہمارا ان سے کوئی رابطہ نہیں۔“

”تو کیا وہ یہاں کبھی نہیں آئیں؟“

”آتیں ہیں۔۔ وہ ہر سال اپنی بہن اور ماما کی برسی والے دن یہاں آتی ہیں۔ اور پھر اکیلے ہی کچھ وقت گزار کر واپس چلی جاتی ہیں۔ اس بار وہ آئینگی تو میں انہیں آپ دونوں کا بتا دوں گا۔ کیا نام ہے آپ کا؟“ انہیں اب نام پوچھنے کا خیال آیا تھا۔

”میں ہادی ہوں اور یہ ار حم۔۔ اب ہم چلتے ہیں۔۔“ اور اسی کے ساتھ وہ دونوں خاموشی سے اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گئے تھے۔

”یہ میں نے کیا کر دیا ہادی؟“ کچھ دیر بعد ار حم کی دھیمی آواز پر ہادی نے اسکی جانب دیکھا۔ وہ پشیمان لگ رہا تھا۔ مگر کیوں؟

”تم نے کچھ نہیں کیا ارحم۔۔“

”وہ اکیلی رہ گئی۔۔ اتنے غموں کے ساتھ وہ بالکل اکیلی رہ گئی ہادی۔۔ اسے میری ضرورت تھی۔۔ مگر میں یہاں نہیں تھا۔۔ میں نے پلٹ کر اس کے بارے میں کبھی کچھ معلوم کرنے کی بھی کوشش نہیں کی۔۔ یہ میں نے کیا کر دیا؟ وہ کہاں ہوگی؟ کیسے رہ رہی ہوگی اکیلی؟“ بچھتاوے، پریشانی، غصہ، اور ایلاف کی فکر۔۔ وہ اب ان سب کے درمیان گھرا تھا۔۔

”اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے ارحم۔۔ تم ملک سے باہر تھے۔۔ اگر سب جان بھی لیتے تو تم کیا کر سکتے تھے؟“

”میں سب چھوڑ کر اسکے لئے واپس آ جاتا ہادی۔۔ مگر اسے اکیلے یہ سب فیس کرنے نہیں دیتا۔۔ دو سال۔۔ دو سال سے وہ جانے کیا کر رہی ہوگی؟ کہا ہوگی؟ اب ہم کیا کریں گے؟“ اسے اب ہر راستہ بند نظر آنے لگا تھا۔۔

”ریلیکس ارحم۔۔ تم بھول رہے ہو کہ ابھی ایک امید باقی ہے۔۔ آج انٹرویوز ہونگے اور ہو سکتا ہے وہ بھی آجائے“ ہادی کی بات پر وہ چونکا تھا۔۔ انٹرویوز۔۔ یہ تو وہ بھول ہی گیا۔۔

”اوہ نو۔۔ انٹرویوز تو ایک گھنٹہ پہلے سٹارٹ بھی ہو گئے ہونگے۔۔ جلدی چلو ہادی۔۔ فاسٹ“ اور اب انکی گاڑی تیزی سے ہمدانی انٹیریئر کی جانب دوڑی تھی۔۔

اور اگر اب ہمدانی انٹیریئر کی جانب آؤ تو انٹرویوز سٹارٹ ہوئے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا۔۔ اور اس ایک گھنٹے میں ہی شہر وز کا دماغ تقریباً گھوم ہی چکا تھا۔۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنے سارے کانڈیٹنٹ آئے ہونگے۔۔ اور اب

تو وہ واقعی کھکنے لگا تھا۔۔ یہ سب سوچ سے زیادہ مشکل تھا۔ ایک سے بڑھ کر ایک ڈیزائیز آرہا تھا۔ کسی ایک کو چننا بے حد مشکل تھا اور اوپر سے ارحم بھائی بھی پتہ نہیں صبح سے کہاں غائب ہیں۔ انہیں تو اس سے پہلے یہاں ہونا چاہئے تھا۔

”نیکسٹ“ انٹرکام میں کہہ کر اب اس نے اپنی کافی کاکپ اٹھایا تھا جو جانے کب سے اسکا انتظار کرتے کرتے تقریباً ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

”کم ان“ دروازے پر ہونے والی دستک کا جواب دیتے ہوئے وہ سیدھا دروازے کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ دروازہ کھلا اور وہ اندر آئی۔ اس نے چونک کر کافی کاکپ واپس ٹیبل پر رکھا تھا۔ ہاں۔۔ یہ وہی تھی۔۔ بلیک ٹراؤزر اور پنک ٹاپ پہنے، کاندھے پر اوڑھا دوپٹہ، پونی ٹیل میں باندھے بال، میک اپ کے نام پر ہلکی لپ گلو، اور گہری سیاہ آنکھوں میں صرف ہلکا سا مسکارا لگائے وہ غصے سے اسے گھور رہی تھی۔

”تم؟“

”ہاں میں۔۔“ اب وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر اسکی جانب بڑھا تھا۔

”مسٹر شہر وز ہمدانی۔۔“ اسکے سامنے رک کر اس نے فخریہ انداز میں اپنا تعارف کروایا۔

”تو یہ تمہاری۔۔ آئی میں۔۔ آپکی کمپنی ہے؟“ حیرت زدہ نگاہوں سے وہ اس پاس دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

”افکورس یہ میری کمپنی ہے۔۔ اور آپ یقیناً اپنی گاڑی کے لئے پیمنٹ لینے تو نہیں آئیں ہونگی“ شرارتی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتے ہوئے کہا تھا۔



”اکلورس ناٹ۔۔ میں تو یہاں جا ب کے لئے آئی تھی۔۔ مگر شاید اب اسکی ضرورت نہیں ہے“ وہ کہہ کر پلٹی تھی جبکہ شہر و زاب تیزی سے اسکے سامنے آیا تھا۔

”کیوں ضرورت نہیں ہے۔۔ آپ ایک بہترین ڈیزائنرز ہیں اور ہماری کمپنی کو اس وقت آپکی ہی ضرورت ہے“

”لیکن مجھے آپ کے ساتھ کام نہیں کرنا۔۔ سوری“ وہ آگے بڑھنے لگی تھی مگر شہر و زو دوبارہ اسکے راستے میں آچکا تھا۔۔

”دیکھیں آئی۔ ایم۔ سوری۔۔ جو بھی ہوا۔۔ میری مسئلہ تھی۔۔ اس کے لئے سوری اور میں آپکی گاڑی بھی ریپئیر کروادونگا۔۔ پلیز ایسے مت جائے ہمیں اس وقت ایک بہترین ڈیزائنرز کی بے حد ضرورت ہے“ وہ اب ایک معزز انسان کی طرح پیش آ رہا تھا۔۔

”اوک۔۔ یہ رہی میری سی۔ وی“ فائل اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

”گڈ“ اسکے ہاتھ سے فائل لے کر اس نے کھولی اور سب سے پہلے اسکا نام پڑھا۔۔ اور بس۔۔ اتنا ہی کافی تھا اس کے لئے۔۔

”اوک سومس ایلاف۔۔ آپ کل سے جوائن کر سکتی ہیں“ فائل اسے واپس دیتے ہوئے کہا تھا۔۔ جس پر وہ حیران ہوئی تھی۔۔

”لیکن آپ نے تو انٹرویو لیا ہی نہیں“

”اسکی ضرورت نہیں رہی اب۔۔ صبح نوبت آپ یہاں آسکتی ہیں“

”اوک۔۔ تھینکس“ اور اسی کے ساتھ وہ اس آفس سے باہر نکلی تھی۔۔ ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ لئے اس نے اپنے موبائل پر ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

”مجھ سے اسی ریسٹورانٹ میں ملیں“ موبائل کان سے لگائے وہ باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔ اور یہی وہ لمحہ تھا جب ایک شخص بلیک سوٹ پہنے تقریباً بھاگتا ہوا اندر کی جانب آیا تھا۔۔ اور اس کے پاس سے گزرتے وہ شہر وز کے آفس کی جانب گیا۔۔ جبکہ وہ اب یہاں سے باہر نکل چکی تھی۔۔ آنکھوں میں ایک چمک لئے۔۔

”انٹرویو ہو گئے؟“ شہر وز کے آفس کا دروازہ کھولتے ساتھ اس نے پہلا سوال کیا تھا۔۔

”جی بھائی۔۔ اور میں نے ایک بہترین ڈیزائنرز کو اپائنٹ کر لیا ہے۔۔ کل سے وہ ہمارے ساتھ کام کرینگی“

خوشی سے جگمگاتے چہرے کے ساتھ شہر وز نے کہا تھا جبکہ ار حم کا چہرہ اب بجھ گیا تھا۔۔ تو یہ آخری امید بھی نہیں رہی۔۔

یہ ایک ریسٹورانٹ کے دوسرے فلور کا منظر تھا جہاں ایک لڑکی کافی دیر سے اکیلی بیٹھی نظر آرہی تھی۔۔ نیلے کلر کی کرتی اور ڈراؤز پہنے، گردن پر پلٹا دوپٹہ، بالوں کو ایک جوڑے میں جکڑے مسلسل ہاتھ میں پہنی گھڑی میں ٹائم دیکھتے ہوئے وہ شاید کسی کا انتظار کر رہی تھی۔۔ کچھ دیر بعد اسکی نظر سامنے اٹھی تھی اور اپنا ہاتھ اٹھا کر اس

نے ایک اشارہ کیا تھا۔۔ شاید جسکا انتظار تھا وہ اچکا تھا۔۔ اسکے سامنے رکھی کرسی پر ایک لڑکی آکر بیٹھی۔۔ دونوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

”کیا لوگی؟“ اس نے سامنے بیٹھی لڑکی سے پوچھا۔۔

”جو تمہارا دل کرے۔۔ آج کی ٹریٹ میری طرف سے“ وہ تو آج اس پر مہربان تھی۔۔

”گریڈ۔۔ ویٹر“ اور اسی کے ساتھ اس نے اپنی پسند کا آرڈر دیا۔۔ اور ویٹر کے جانے کے بعد دوبارہ اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔

”تو پھر۔۔ پوچھ سکتی ہوں کہ یہ مہربانی کس خوشی میں؟“

”تمہیں کیا لگتا ہے؟“ مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

”بات کوئی عام نہیں ہے۔۔ بہت عرصے بعد تمہاری آنکھوں میں یہ چمک نظر آرہی ہے۔۔ ضرور کوئی خاص بات ہے“

”خاص تو ہے۔۔ آج منزل کی جانب پہلا قدم اٹھایا ہے۔۔ اور اس پہلی کامیابی پر یہ پہلی ٹریٹ“ وہ آج واقعی بہت خوش تھی۔۔

”تو اسکا مطلب کہ کچھ فی کامیاں آگے ایکسپیکٹڈ ہیں“

”بلکل“ ویٹر نے آکر انکا آرڈر میز پر رکھنا شروع کیا تھا اور اس دوران دونوں ہی کچھ وقت کے لئے خاموش ہو گئی تھیں۔۔

”چلو اب جلدی سے بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔ تاکہ میں یہ ٹریٹ انجوائے کر سکوں“

”مجھے جاب مل گئی ہے۔۔“

”واٹ۔۔ سیریسلی؟“ اسکی خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔۔

”یس۔۔ مجھے فائنلی۔۔ ہمدانی انٹیریئرز میں جاب مل گئی ہے سارا“ اور اسی کے ساتھ سارا کہ چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔۔

”تو تم نے اس لئے مجھ سے یہ سب کروایا تھا۔۔ کیونکہ تم اس کمپنی میں جاب چاہتی تھی“ سارا کو اب سب سمجھ آنے لگا تھا۔۔

”یس۔۔ مجھے وہاں جاب چاہئے تھی۔۔ اور یہ صرف تمہاری وجہ سے ہوا۔۔ اگر تم وہ ڈیزائنرز بیکٹ نہ کرتی۔۔ تو وہ ایک نئے امپلائر کے بارے میں کبھی نہ سوچتے۔۔ تھینک یو سو مچ“ وہ واقعی آج بہت خوش نظر آرہی تھی۔۔ کم از کم سارا نے تو ان دو سالوں میں پہلی بار اسکی آنکھوں میں اتنی خوشی دیکھی تھی۔۔

”تمہیں آؤٹ آف کنٹری اتنی اچھی جاب ملی ایلاف۔۔ مگر تم نہیں گئی۔۔ اور اب ہمدانی انٹیریئرز میں جاب ملنے پر تم اتنی خوش کیوں ہو؟ یہ صرف جاب کی وجہ سے نہیں ہے۔۔ بات ضرور کچھ اور ہے“ تھوڑا جھکتے ہوئے اسے غور سے دیکھتے سارا نے کہا تھا۔۔ جبکہ ایلاف کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔۔

”وقت آنے پر سب معلوم ہو جائے گا۔ اور آنے والا وقت ہر راز سے پردہ اٹھا دے گا۔ اس لئے اب یہ سب سوچنا چھوڑو اور اپنی ٹریٹ ایجوائے کرو“ اب وہ اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ جبکہ سارا نے بھی ایک گہری سانس لے کر اپنا سپون اٹھایا تھا۔

”ویسے وہ ڈیزائیز کمال تھے ایلاف۔ بھائی کو بہت مشکل سے کنونس کیا تھا انہیں ریجیکٹ کرنے کے لئے۔ وہ ہر اینگل سے پرفیکٹ تھے“ کچھ دیر بعد سارا نے کہا تھا۔

”جانتی ہوں۔ لیکن تم پریشان مت ہو۔ میں ان سب سے زیادہ یونیک ڈیزائین بناؤنگی۔ سب سے الگ۔ بیلیو میں“

”اسی بات کی تو خوشی ہے کہ اب تم ہو۔ میں جانتی ہوں بھائی اب میرے فیصلے پر ناراض نہیں ہونگے۔ کیونکہ اس بار بہت بریلیئنٹ پریزنٹیشن ہونے والی ہے“ سارا نے مسکرا کر کہا تھا۔ اور ایلاف بھی اب مکمل کھانے کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔ ہونٹوں پر مخصوص مسکراہٹ سجائے۔

جبکہ یہاں سے کچھ دور۔ اپنے آفس کی میز پر جھکا۔ دونوں ہاتھوں سے اپنے بال جکڑے بیٹھا رحم۔ افسوس کی انتہا پر تھا۔ جبکہ سامنے بیٹھا ہادی کافی دیر سے بس خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”اتنا پریشان مت ہو یا۔ ہم کوئی نہ کوئی راستہ نکال لینگے“ ہادی کے آواز پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

”کیا اب کوئی راستہ بچا ہے؟ کیا تمہیں کوئی راستہ نظر آ رہا ہے ہادی؟“ دبی ہوئی آواز میں اس نے کہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنا غصہ دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور یہ غصہ اسے ہادی پر اور اس سے بھی زیادہ خود پر تھا۔

”تم نے نئے ڈیزائنز کا معلوم کیا۔۔ کون ہے وہ؟“

”نہیں۔۔“ مر روال سے باہر دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا۔

”معلوم کرنا چاہئے تھا تمہیں۔۔ ہو سکتا ہے وہ۔۔۔“

”ہو سکتا ہے وہ وہی ہو؟ سیریلی ہادی؟ کیا یہ ممکن ہے کہ اس شہر کے سینئر ز اور بہترین ڈیزائنرز میں سے ایچ۔ آر ڈی پارٹمنٹ اسے ہائر کرے گا وہ بھی اتنے امپارٹنٹ پراجیکٹ کے لئے“ ہادی کے بات کاٹ کر اس نے تیزی سے کہا تھا۔ جبکہ ہادی اب اسے گھور رہا تھا۔

”کین یو پلایز کالم ڈاؤن۔۔ اس طرح تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔۔“

”یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔“ ار حم نے اب اس پر برسنا شروع کیا تھا۔

”میری وجہ سے؟“ ہادی کو حیرت ہوئی۔۔ آخر ان سب میں اس کا کیا قصور

”ہاں۔۔ تم نے مجھے کل وہاں جانے سے روکا۔۔ اگر کل رات میں وہاں چلا جاتا تو آج صبح یہاں پہنچنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوتا“ تو وہ سب ہادی کے کاندھوں پر ڈالنے کو تیار تھا۔

”ہم دونوں میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ سب ہو سکتا ہے۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں تمہیں روکتا۔۔“

”مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا اب“ وہ اب دائیں بائیں چکر لگا رہا تھا۔

”اس طرح تمہیں کچھ سمجھ آ بھی نہیں سکتا رحم۔۔ سکون سے بیٹھ کر سوچوں ہم کوئی نہ کوئی حل نکال لینگے۔۔“

”وہ اسی شہر میں کہیں اکیلی ہے ہادی۔۔ اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے کس حال میں ہے؟ تمہیں لگتا ہے مجھے سکون مل سکتا ہے ایسے؟“

”اوک۔۔ ہم اس پر بعد میں بات کریں گے“ اور اسی کے ساتھ ہادی وہاں سے جا چکا تھا۔۔ ظاہر ہے وہ جانتا تھا کہ رحم کو چکرانے سے اب کوئی نہیں روک سکتا۔۔ اور وہ اسے اب مزید نہیں سن سکتا تھا۔۔ اس لئے اسے کچھ وقت اکیلا ہی چھوڑ دینا بہتر تھا۔۔

”اور تم نے اس خوبصورت سی لڑکی کو جاب پر رکھ لیا“ اسکے تین دوستوں میں سے ایک نے کہا تھا۔۔ وہ سب رات کے اس پہر انہیں میں سے کسی ایک کے فلیٹ میں بیٹھے سگریٹ پینے میں مصروف تھے۔۔

”تو تمہیں کیا لگتا ہے۔۔ اس جیسی لڑکی کو میں ہاتھ سے جانے دے سکتا ہوں کیا؟“ شہر وز نے ایک آنکھ دباتے ہوئے مکاری سے کہا تھا۔۔

”ویسے قسم سے تیری قسمت بھی کمال ہے۔۔ جس پر نظر ڈالتا ہے۔۔ قسمت تیری جھولی میں ڈال دیتی ہے اسے“ اسکے کاندھے پر بازو پھیلاتے ہوئے ساتھ بیٹھے ساجد نے کہا تھا۔

”قسمت تو تیری بھی کوئی کم نہیں ہے۔۔ جسکو چاہا اسی کو بیوی بنانے چلا ہے“ سامنے بیٹھے قاسم نے ایک اور سیکریٹ سلگاتے ہوئے ساجد سے کہا تھا۔۔

”کیا یاد دلادیا یا۔۔ قسم سے اسکے علاوہ اور کوئی بھاتی ہی نہیں ان آنکھوں کو۔۔ اس لئے تو بیوی بنا رہا اسے۔۔“ آنکھیں بند کئے وہ کسی خیال میں گم کہہ رہا تھا۔۔

”ہائے رے مجنو۔۔“ اور اسی کے ساتھ تینوں کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔

یہ صبح کے نو بجے کا ٹائم تھا جب ہمدانی انٹیریئرز کی لفٹ کھلتی ہے اور وہ اپنے مکمل پرافیشنل انداز میں باہر نکلی تھی۔۔ اسکا رخ اب شہر وز کے آفس کی جانب تھا۔۔

جبکہ اب اگر شہر وز ہمدانی کے آفس کی جانب آؤ تو آج پھر وہ وقت پر آفس میں موجود تھا۔۔ اور وجہ۔۔ آکلورس اسکی نی آنے والی ڈیزائینر تھی۔۔

اور اب یہاں سے کچھ دور آؤ تو ہادی اور ارحم گاڑی میں موجود ہمدانی انٹیریئرز کی جانب رواں تھے۔۔

”تو پھر۔۔ تم نے کچھ سوچا؟“ ہادی کی جانب سے سوال ہوا۔۔

”کس بارے میں؟“ سنجیدگی سے جواب آیا۔۔

”تم جانتے ہو میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں ارحم“



”مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے“

”دیکھو ارحم۔۔ مایوسی کو چھوڑ کر اب تھوڑا دماغ سے کام لو“ اب ارحم اسے چڑانے لگا تھا۔

”کیا تم نے کچھ سوچا ہے؟“

”ہاں۔۔“ ہادی کے جواب پر ارحم نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

”کیا؟“

”جن حالات سے وہ گزری ہے۔۔ ایسے حالات میں انسان سب سے پہلے اپنے کسی قریبی دوست کی جانب جاتا ہے۔۔ تو پھر سوچو ارحم۔۔ اسکی کوئی قریبی دوست۔۔ جو اس کے ساتھ ہو سکتی ہو؟“ ہادی کی بات تھی تو ٹھیک۔۔ اور اسی لئے اب وہ اس بارے میں سوچ رہا تھا۔

”سارا“ اور کچھ دیر بعد ارحم کی زبان سے نکلیا یہ نام۔۔ ہادی کے لئے نئی تلاش کا راستہ بنا چکا تھا۔

جبکہ اب اگر شہر وز کے آفس کی جانب آؤ تو دروازے پر ہونے والی دستک پر وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

”کم ان“ اور اسکی اجازت کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور وہ اندر آئی تھی۔

وائیٹ شرٹ اور بلیک ڈرائزر پہنے، بلیک دوپٹہ گردن کے گرد ایک رسی کی طرح لپیٹے، بالوں کی پونی ٹیل بنائے، میک اپ سے بے نیاز چہرہ، گہری سیاہ آنکھوں میں ایک چمک لئے وہ اس کے سامنے آکر بیٹھی تھی۔

”ویلم ٹوہمدانی انٹیریئرزمس ایلاف“ آگے کی جانب جھکتے ہوئے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے شہروز نے کہا

--

”تھینک یو سر“

”ارے۔۔ نو نو۔۔ ڈونٹ کال می سر۔۔ آئی ایم شہروز۔۔ سو یو کین کال می شہروز“

”بٹ اس ناٹ پروفیشنل“ اپنا ہاتھ میز پر رکھتے ہوئے ایلاف نے مسکرا کر جھکتے ہوئے کہا تھا۔۔ انداز دلکش تھا

--

”کچھ پرافیشنل رکھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے ایلاف۔۔ اور ویسے بھی کمپنی بھلے میری ہے بٹ کام تو آپ

میرے پارٹنر کے ساتھ کرینگے۔۔ اس لئے آپ باس انہیں کہہ سکتی ہیں۔۔ مجھے نہیں“

”آپکا پارٹنر؟“ ایلاف کے لئے یہ ایک نئی بات تھی۔۔ جہاں تک اسے معلوم تھا ہمدانی انٹیریئرزمیں کوئی

پارٹنر شپ نہیں تھی۔۔

”اوہ یس۔۔ کچھ دیر میں وہ بھی یہاں پہنچنے ہی والے ہیں پھر آپکو باقی ڈیٹیلز بتائی جائیں گی۔۔ تب تک۔۔ کیا لینگے

آپ کافی یا چائے؟“

”کافی“

”مائس چوائس“ اور اسی کے ساتھ اس نے اپنے اور ایلاف کے لئے کافی منگوائی تھی۔۔ جبکہ باہر کی جانب آؤ تو

پارکنک میں ہادی نے گاڑی روکی تھی۔۔

”میں اب اس سارا کی ڈیٹیلز معلوم کرونگا۔ ہو سکتا ہے ہمیں اسکی کوئی معلومات دے سکے وہ“

”ٹھیک ہے۔۔ رات تک یہ کام کمپیٹ کرو“ سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔

”رات تک؟ کم آن ارحم میں سی آئی ڈی کا ایجنٹ نہیں ہوں۔۔ تمہیں تھوڑا صبر سے کام لینا ہوگا“

”اوک جو بھی ہے جلدی کرو۔۔“ اور اسی کے ساتھ وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا۔ جبکہ ہادی آگے بڑھ گیا۔

کمپنی کے اندر آتے ہی وہ لفٹ کی جانب آیا۔ اسکا ارادہ اب شہر وز کے آفس جانے کا تھا۔ اب نئے ڈیزائنرز سے بھی تو ملاقات کرنی تھی۔

جبکہ آفس کے اندر آؤ تو ایلاف نے کافی کا خالی کپ میز پر رکھا تھا۔

”آپکے پارٹنر اب تک نہیں آئے۔۔“

”ہاں۔۔ پتہ نہیں دو دن سے وہ کیوں لیٹ ہو رہے ہیں؟“ اپنی کلانی میں پہنی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

”چلیں میں آپکو آپکا آفس دکھا دیتا ہوں۔۔ جب بھائی آجائینگے تو ان سے بھی ملاقات ہو جائے گی“ کہتے ساتھ ہی

شہر وز اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر اسکی جانب بڑھا تھا۔ اور ایلاف بھی کھڑی ہوئی۔

اور یہی وہ لمحہ تھا جب شہر وز کے آفس کا دروازہ کھلا۔ اور بلیک سوٹ پہنے، سٹائیلش گہرے براؤن بال بنائے، سرمئی پرکشش مگر افسردہ سی آنکھیں، صاف رنگت اور اپنی مکمل مردانہ وجاہت لئے ارحم آفس کے اندر داخل ہوا

تھا۔ نظر سب سے پہلے شہر وز اور پھر سامنے کھڑی اس لڑکی کی جانب گئی تھی۔۔ جب کارخ شہر وز کی جانب تھا۔۔ پونی ٹیل میں بندھے سیاہ بال پر اسکی نگاہیں رک گئیں تھیں۔۔

”لیجئے آگئے بھائی۔۔۔“ شہر وز نے ار حم کی جانب اشارہ کیا تھا جو اس کے پیچھے کھڑا تھا۔۔

”بھائی یہ ہیں ہماری نیوڈیزائیر۔۔۔“ اور یہی تو لمحہ تھا جب ایلاف پلٹی تھی۔۔ اور نظر سامنے کھڑے اس شخص پر پڑی جو اپنی سرمئی آنکھوں میں حیرت لئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

”ایلاف۔۔ اور ایلاف یہ میرے پار ٹنر اور آپکے باس مسٹر ار حم ہیں“ شہر وز کی آواز کہیں دور سے سنائی دے رہی تھی۔۔ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے وہ دو لوگ۔۔ بس ایک دوسرے کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔

سرمئی آنکھوں میں حیرت، بے یقینی، خوشی، اور جانے کون کون سے احساسات تھے۔۔ وہ سب یک ٹک اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔ اسکی گہری سیاہ آنکھوں میں۔۔ جہاں حیرت اور ایک بے نام ساجذبہ تھا۔۔ وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔ ان سرمئی آنکھوں میں۔۔ اور یہ آنکھیں۔۔ یہ انجان تو نہیں تھیں۔۔

ہاں وہ انہیں جانتی تھیں۔۔ یہ سرمئی آنکھیں۔۔ انجان نہیں تھیں۔۔ ان آنکھوں میں یہ احساسات۔۔ یہ انجان تو نہیں تھے۔۔ یہ آج بھی ویسی ہی تھیں۔۔ جیسے کچھ سال پہلے تھیں۔۔ بلکہ شاید۔۔ پہلے سے زیادہ پرکشش۔

ہاں وہ جانتا تھا۔۔ یہ وہی سیاہ آنکھیں تھی۔۔ جنہیں وہ اتنے سالوں میں بھی نہیں بھلا پایا تھا۔۔ جو ہر پل اسکی نظروں کے سامنے تھیں۔۔ لیکن۔۔ ان سیاہ آنکھوں میں موجود یہ احساسات۔۔ یہ نئے تھے۔۔ ان آنکھوں میں

اب پہلے جیسی چمک نہیں تھی۔۔ اور جو چمک تھی۔۔ وہ نئی تھی۔۔ لیکن اس کے باوجود۔۔ یہ آنکھیں۔۔ پہلے سے زیادہ پرکشش تھیں۔۔

”اہم۔۔۔“ شہر وز کے گلے نے دونوں کو ہوش کی دنیا میں واپس لایا تھا۔۔

”میرے خیال سے ہمیں بیٹھ کر باقی باتیں کر لینی چاہئے“ ان دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ دوبارہ اپنی چیر پر بیٹھ گیا تھا۔ ایلاف اب خاموشی سے دوبارہ بیٹھی تھی جبکہ ار حم اسی پر اپنی نظریں جمائے بائیں جانب رکھی کر سی پر بیٹھ گیا۔۔

”تو ار حم بھائی یہ ہیں آپ کی نی پار ٹنر مس ایلاف۔۔ ہم دونوں کافی دیر سے آپ کا انتظار کر رہے تھے مگر آپ آج بھی لیٹ آئے ہیں“

”ہاں۔۔ کچھ ضروری کام تھا مجھے“ کن آنکھوں سے ایلاف کو دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔

”اچھا چلیں۔۔ سو مس ایلاف۔۔ یہ ہے ہمارے نیو پراجیکٹ کی ڈیٹیلز۔۔ جو ابھی ہمیں ملا نہیں ہے مگر اب آپ آگئیں ہیں تو امید ہے کہ سب مل جائے گا“ معنی خیز انداز میں کہا تھا۔۔ جبکہ ار حم کو شہر وز کا یہ انداز بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔

”یہ ایک ریسٹورانٹ کے انٹیریر ڈیزائن کا پراجیکٹ ہے۔ اگر یہ ہمیں مل جاتا ہے تو کمپنی کالاکھوں کا بینیفٹ ہوگا۔ اور اگر یہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تو کمپنی کو اس سے زیادہ کا نقصان بھی ہو سکتا ہے“ ارحم نے ایلان کی جانب دیکھ کر کہا جواب مکمل فائل کی جانب متوجہ تھی۔

”مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی“ نظریں فائل سے اٹھا کر ارحم کی جانب کی تھیں۔

”کیا؟“

”اتنے امپارٹنٹ پراجیکٹ کے لئے آپ نے ایک نیوڈیزائنرز کیوں اپائنٹ کیا؟ اور وہ بھی مجھے؟“ دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔

”ایکجلی ہمارے قابل ڈیزائنرز نے دوبار اپنی پریزنٹیشن انہیں دی۔ اور دونوں مرتبہ اسے ریجیکٹ کر دیا گیا۔ اور اب ہمیں صرف ایک لاسٹ چانس ملا ہے۔ اگر اس ایک ویک میں انہیں انکی پسند کا ڈیزائن نہیں پریزنٹ کیا گیا۔ تو یہ پراجیکٹ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اور جہاں تک آپکو اپائنٹ کرنے کی بات ہے تو۔۔۔“

”تو آپ کو دیکھ کر ہی میں جان گیا تھا کہ یقیناً آپکا کام بھی آپکی کی طرح خوبصورت ہوگا۔ بس اسی خوبصورتی کو دیکھنا چاہتے ہیں ہم“ ارحم کی بات شہروز نے کاٹ دی تھی۔ اور جو بات اس نے کہی۔۔ صرف وہی جانتا تھا کہ اس وقت شہروز اسے کس قدر زہر لگ رہا تھا۔

”آئی ول ٹرائی مائی بیسٹ“ ایلاف نے مسکرا کر کہا تھا اور یہ مسکراہٹ ار حم کے لئے حیران کن تھی۔۔ جہاں تک اسے یاد تھا۔۔ ایلاف کسی لڑکے کے منہ سے اپنی تعریف بالکل پسند نہیں کرتی تھی۔۔ تو پھر۔۔ یہ مسکراہٹ؟ یہ کیسے؟

”ہم دونوں مل کر یقیناً ایک بیسٹ پریزینٹیشن ریڈی کریں گے۔۔ آئیں میں آپکو آپکا آفس دکھا دوں۔۔ اور باقی باتیں بھی ہم وہی کر لیں گے“ وہ فوراً کھڑا ہو کر بولا تھا۔۔ ظاہر ہے شہر وز کی معنی خیز نظریں مزید ایلاف پر وہ برداشت نہیں کر پارہا تھا۔۔ اور ایلاف۔۔ وہ کیوں اتنا مسکرا رہی ہے۔۔ حد ہو گی۔۔

”باقی باتیں؟“ شہر وز کی جانب سے سوال ہوا تھا۔۔ بے تکا سوال۔۔

”کیا ہم نے اس پراجیکٹ پر کام کرنے کے لئے بات نہیں کرنی؟“ سنجیدگی سے کئے گئے ار حم کے سوال پر شہر وز گڑ بڑایا تھا۔۔

”نہیں۔۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔ یو ٹو کین گو۔۔“ اور ار حم تو جیسے اسکے کہنے کا ہی انتظار کر رہا تھا فوراً دروازے کی جانب بڑھا اور ایلاف بھی اسے اتنی تیزی سے جاتا دیکھ کر فوراً اس کے پیچھے آنے لگی تھی۔۔

”یہ بھائی کا موڈ کیوں آف رہتا آج کل؟“ خود سے کہتے ہوئے وہ اب لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔ جبکہ باہر کی جانب آؤں کو ار حم آگے آگے اور ایلاف اسکے پیچھے پیچھے تھی۔۔ کچھ دیر پہلی والی مسکراہٹ اب بالکل غائب ہو گئی تھی۔۔ ذہن اب اپنے سامنے چلتے اس شخص پر تھا۔۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ اسے یہاں اس طرح اچانک مل جائے گا۔۔ اور جس مقصد کے لئے وہ یہاں آئی تھی اس میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ وہ نہیں چاہتی تھی مگر یہ شخص۔۔ جانے کیوں اب اسے لگنے لگا تھا کہ یہ شخص اسکے لئے مسائل کھڑے کر دے گا۔۔

کچھ دیر بعد وہ ایک آفس کے دروازے کے سامنے رکا۔ اور اسکی جانب پلٹا تھا۔

”ویلم“ دروازے کا لاک گھما کر اس نے اسکے لئے آدھا دروازہ کھولا تھا۔ اور وہ خاموشی سے اندر آئی۔ اس کی نظریں اب اسکے آفس کا جائزہ لے رہی تھیں۔ گرے اینڈ بلیک کے کنڑ اس کی میز اور کرسیاں۔ دائیں جانب ایک فائلز سے بھرا کیبنٹ، بائیں جانب گرے کلر کا چھوٹا صوفہ سیٹ اور اس کے سامنے ہی ایک سافٹ بورڈ جو کہ گراف بنانے کے لئے استعمال ہو سکتا تھا۔ میز کے بیچ رکھی اسکی کرسی کے پیچھے ایک مررونڈو تھی جسکی لمبائی پوری وال کے برابر ہی تھی۔ باہر کا ویو بالکل صاف نظر آ رہا تھا۔

”کیسا لگا؟“ ار حم کی آواز نے اسکا سکتا توڑا تھا۔

”اچھا ہے“ مختصر جواب دیتے ہوئے وہ آگے بڑھی اور میز پر اپنا بیگ رکھا۔

”اچھا تو لگنا ہی ہے۔ کلر کا بہرہ منیشن بالکل تمہاری پسند کا جو ہے“ تو اسے اسکی پسند یاد تھی۔ بے اختیار آنے والی مسکراہٹ کو اس نے روکا تھا۔ نہیں۔ یہ ان چیزوں کا وقت نہیں ہے۔ اب وہ ویسی نہیں رہی۔

”شہر وز نے بتایا کہ آپ بھی ایک ڈیزائنر ہیں۔ پھر بھی آپ نے ایک نیوڈیزائنرز کو اپائنٹ کرنا ضروری سمجھا۔ حالانکہ آپ خود بھی یہ سب ہینڈل کر سکتے ہیں۔“ اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ اور ار حم نے محسوس کیا۔ وہ اسکی باتوں کو انور کر رہی تھی۔ لیکن کب تک۔



”بلکل۔۔ لیکن میں یہاں اپنی ایک برانچ کی اوپننگ کے لئے آیا ہوں اور اسی لئے میں اس پراجیکٹ کو اپنی پوری توجہ نہیں دے سکتا۔ اگر ایک پارٹنر ساتھ ہو گا تو میری غیر موجودگی میں وہ اسے ہینڈل کر سکے گا۔ اس لئے ہم نے نیاڈیزائیز اپائنٹ کیا۔“ پرفیشنل انداز میں کہتا وہ اس کے پاس آکر رکا تھا۔

”اوہ اچھا۔۔“

”یس۔۔ اور اب کیونکہ مجھے ایک بہترین پارٹنر مل گیا ہے۔۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ پراجیکٹ ہمیں ہی ملے گا۔ آخر۔۔“ وہ ایک قدم مزید اس کے قریب آیا تھا۔

”ہم پہلے بھی تو ساتھ کام کر چکے ہیں نہ؟“ ارحم کی بات پر ایلاف نے حیرانگی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔ اور اس حیرانگی نے ارحم کو سمجھا دیا تھا۔۔ کہ ابھی وہ کچھ بھولی نہیں تھی۔۔ اسے وہ یاد تھا۔

ایلاف اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں حیرت لئے۔ ذہن کے پردوں پر ایک منظر روشن ہوا تھا۔

یونیورسٹی کی کلاس کا ایک منظر۔۔

”سوسٹوڈنٹس۔۔ اب میں آپ سب کو آپکا پہلا پراجیکٹ دوں گا۔۔ ویسے تو اس کے لئے گروپس بنائے جاتے ہیں مگر اس بار ہر سٹوڈنٹ الگ الگ اپنا ماڈل ریڈی کرے گا“ پرافیسر کی بات پر جہاں سب حیران ہوئے تھے وہیں سیکینڈرو میں بیٹھی ایلاف بھی پریشان ہو گئی تھی۔۔ ایسا نہیں تھا کہ اسے کچھ آتا نہیں تھا۔۔ مگر اکیلے ایک پراجیکٹ پر کام کرنا وہ بھی بنا کسی کی گائیڈ کے۔۔ بے حد مشکل تھا۔۔

”لیکن آپ سب کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ کیونکہ اس بار ہر سٹوڈنٹ اپنا اپنا پراجیکٹ ڈیزائن اکیلا بنائے گا۔ اس لئے ہم ہر سٹوڈنٹ کے ساتھ ایک سینئر کور کھینگے جو اس پراجیکٹ میں انہیں گائیڈ کرے گا۔۔ یعنی وہ دونوں پارٹنرز بن کر اس پراجیکٹ پر کام کریں گے مگر یاد رہے۔۔ سینئر صرف آپکو گائیڈ کرے گا آئیڈیاز دیگا۔۔ باقی کا کام آپکا اپنا ہوگا“ اور اب جا کر اسکی سانس میں سانس آئی تھی۔۔ شکر ہے پرافیسر کورحم تو آیا۔۔

”تو اب میرے سامنے یہ باکس رکھا ہے جس میں ہمارے تمام سینئرز کے نام ہیں۔۔ اب یہ آپکی قسمت ہے کہ آپکے پاس کس کا نام آتا ہے۔۔ جسکے نام کی چٹ آپ اٹھائی گے۔۔ آپکو ہر حال میں اسی کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔۔ ہم میں سے کوئی بھی اسے چینج نہیں کر سکتا جب تک وہ سینئر خود آپکے ساتھ کام کرنے سے منع نہ کر دے۔۔ انٹر سٹینڈ“ !

”یس سر“ کلاس میں موجود تمام سٹوڈنٹس کی آواز گونجی تھی۔۔

”اوک۔۔ آجائیں آپ سب اندر“ پرافیسر نے اب دروازے کی جانب اونچی آواز میں کہا تھا۔۔ اور پھر کچھ سٹوڈنٹس جو کہ انکے سینئرز تھے۔۔ اندر آئے وہ سامنے ایک قطار کی صورت میں کھڑے ہو گئے تھے۔۔ ان میں کچھ گرلز تھیں۔۔ اور کچھ بوائے۔۔

”اللہ۔۔ پلیز کسی لڑکی کا نام نکلو ادینا“ ایلاف نے دل میں دعا مانگی تھی۔۔

”ارسلان۔۔ آپ یہ باکس ہر سٹوڈنٹ کے پاس لے کر جائیں“ پرافیسر کے کہنے پر سامنے بیٹھا ارسلان اپنی جگہ سے اٹھا اور اب وہ باکس لے کر لائن سے ہر سٹوڈنٹ کے پاس جا رہا تھا اور وہ سب ایک ایک چٹ نکال رہے تھے۔۔۔

”یورٹرن“ اس کے سامنے باکس کرتے ہوئے ارسلان نے کہا تھا۔ جبکہ ایلاف نے ایک گہری سانس لے کر چٹ نکالی۔ ارسلان آگے بڑھ گیا تھا۔

”اوک سٹوڈنٹس۔۔ تو اب آپ سب ایک ایک کر کے اپنی چٹ کھولینگے اور اس میں لکھا نام کھڑے ہو کر بتائینگے۔۔ اور جس کا نام آئیگا وہ آج سے آپکو جوائن کرے گا“ تمارم سٹوڈنٹس کے چٹ نکال لینے کے بعد پرافیسر نے کہا تھا۔۔۔

اور اب۔۔ ایک ایک کر کے سٹوڈنٹ اپنی چٹ میں لکھا نام بتا رہے تھے۔۔ اور ان کے پارٹنر آگے بڑھ کر انہیں جوائن کر رہے تھے۔۔

”منال“

”زویب“

”یاسین“

”ایمن“

”ارتج“

”شاہر“

اور اب۔۔ ایلاف کی باری تھی۔۔

”پلیز کوئی لڑکی ہو“ اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اس نے اپنی چٹ کھولی۔۔ اور چہرے کے تعصبات فوراً ہی بدلے تھے۔۔ یقیناً یہ کوئی لڑکی نہیں تھی۔۔

”کیا نام ہے ایلاف؟“ پرافیسر کی آواز پر اس نے سامنے کی جانب دیکھا۔۔

”ارحم“ اور جانے اس نام میں ایسا کیا تھا کہ پرافیسر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

”لکی گرل۔۔ سب سے بریلیئنٹ پارٹنر ملا ہے تمہیں۔۔ ارحم“ اور اسی کے ساتھ پرافیسر نے ارحم کو پکارا تھا

--

”ارحم؟“ پرافیسر کے دوبارہ کہنے پر بھی کوئی آگے نہیں بڑھا تھا۔۔ جبکہ ایلاف اور پرافیسر اب دونوں کی نظریں سینئر زپر تھیں۔۔

”ارحم کہاں ہے؟“ پرافیسر نے پوچھا تھا۔۔

”سروہ۔۔ ابھی تک تو نہیں آیا“ انہیں میں سے ایک سٹوڈنٹ نے کہا تھا۔۔

”تو سر کا بریلیئنٹ سٹوڈنٹ پہلے ہی دن لیٹ ہے۔۔ تمہارا تو پھر خدا ہی حافظ ہے ایلاف“ خود سے کہتے ہوئے وہ دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھی تھی۔ جبکہ پرافیسر اب اس بیچارے سٹوڈنٹ پر برس پڑے تھے جس نے ارحم کی غیر موجودگی کا بتانے کا جرم کیا تھا۔۔

”آر یو دیر؟“ ارحم کی آواز اسے ماضی کی یادوں سے باہر لائی تھی۔۔

”یس۔۔ کیا کہہ رہے تھے آپ؟“ خود کو نارمل ظاہر کرتے ہوئے وہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھی تھی جبکہ ارحم اب اسکے سامنے بیٹھا تھا۔۔

”اس فائیل میں ریسٹورانٹ کے ایریا، پورشنز، گراف اور اسکی ساری ڈیٹیلز موجود ہیں۔۔ اس کے علاوہ اس میں انکی تمام ڈیمانڈز موجود ہیں۔۔ اور یہ۔۔“ اس نے ایک اور فائل اسکی جانب بڑھائی تھی۔۔

”اس میں ان دونوں پریزنٹیشنز کی ڈیٹیلز ہیں جو کہ ہمارے ایکس ڈیزائنز نے دی تھیں۔۔ سچ بتاؤ تو یہ ڈیزائنز بہترین تھے۔۔ مجھے ان میں کوئی کمی نظر نہیں آئی۔۔ لیکن پھر بھی ہمیں انہیں دیکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم ان میں سے کوئی آئیڈیا نالیں“ وہ اب پرافیشنل انداز میں بات کر رہا تھا۔

”اوک۔۔ میں یہ سب سڈی کر لوں پھر ہم آج ہی اس پر کام شروع کریں گے“ فائل کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ جبکہ ارحم کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ وہ بس اپنی جگہ پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

”آپ کو کوئی کام نہیں ہے؟“ تقریباً دس منٹ بعد اسکی نظروں سے تنگ آکر ایلاف نے چڑتے ہوئے کہا تھا۔۔ جبکہ ارحم کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔

”تو میرا اندازہ ٹھیک نکلا۔۔“ وہ اب جانے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔۔

”کیسا اندازہ؟“

”یہی کہ تم بدلی نہیں ہو۔۔ بس بدلنے کی ایکٹنگ کر رہی ہو“ اور اسی کے ساتھ۔۔ وہ آفس سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ ایلاف اب اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔

”میں تمہیں اپنے راستے میں نہیں آنے دوں گی ارحم۔۔ کبھی نہیں۔۔ کبھی بھی نہیں“ اور اسی کے ساتھ وہ دوبارہ فائل کھول کر اسکی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔۔ لیکن یہ وہ بھی جانتی تھی کہ اب کام کرنا آسان نہیں تھا۔۔

وہ اپنے کام میں اتنی مگن تھی کہ اسے دروازہ ناک ہونے اور پھر کسی کے اندر آنے کا احساس بھی نہ ہوا تھا۔۔ احساس ہوا بھی تو تب جب اپنے قریب اسے کسی کے گلہ صاف کرنے کی آواز آئی۔۔ اس نے چونک کر دیکھا۔۔ اور سامنے۔۔ اپنی تمام تر مسکراہٹوں اور چمکتی گہری براؤن آنکھوں کے ساتھ وہ کھڑا تھا۔۔

”کام میں اتنی مگن ہیں آپ کے میرے آنے کا بھی احساس نہ ہوا۔۔ کاش کہ دل میں بھی اسی طرح خاموشی سے آسکتے ہم“ اور آکلورس یہ تھے ہمارے شہر وز ہمدانی۔۔

”آپ؟ آپ اندر کب آئے؟“ اس نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔

”جب آپ اس فائل میں مگن تھیں“ مسکرا کر کہا تھا۔۔

”اوہ۔۔ اچھا“ اس نے اب فائل بند کی تھی۔۔

”جی۔۔ ویسے آپکا لنچ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے کیا؟“ دونوں ہاتھ میز پر جمائے وہ تھوڑا جھک کر کہہ رہا تھا۔۔

”لنچ؟ کیا ٹائم ہو رہا ہے؟“ اس نے اب اپنا موبائل اٹھا کر ٹائم چیک کیا۔۔

”اوہ۔۔ مجھے احساس ہی نہیں ہوا وقت کا“ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔

”لیکن مجھے آپکا احساس ہے۔۔ اس لئے تو آیا ہو یہاں“ وہ اب سیدھا ہوا۔۔

”کیا مطلب؟“

”وان آلنچ و تھ می؟“ ایک بہترین آفر ہوئی تھی۔۔

”نو“ ایک بہترین انکار ہوا تھا۔۔

”وائے؟“ ایک بہترین سوال ہوا۔۔

”بیکوز آئی ڈونٹ وانٹ اپنی پرسن لائیک یو ایز آلنچ پارٹنر“ ایک بہترین جواب دیا تھا۔۔

”اپنی پرسن لائیک می؟ کیا مطلب آپکا؟“ حیران سا انداز تھا۔۔

”میرا مطلب صاف ہے مسٹر شہروز۔۔ آپ جیسا انسان جو ہر دوسری لڑکی کو پہلے لنچ یا ڈنر آفر کرتا ہے اور پھر اس سے کھلے عام فلرٹ کرتا ہے۔۔ میں ایسے انسان کے ساتھ لنچ نہیں کر سکتی۔۔ کیونکہ میں وہ لڑکی نہیں ہوں جو لنچ

اور ڈنرز سے امپریس ہو جائے۔۔ تو۔۔ مجھ سے فلرٹ کرنے کے بجائے۔۔ مجھ سے نئے پراجیکٹ پر بات کرنے کی ضرورت ہے آپکو۔۔ جس کے لئے میرے پاس ایک بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ جو کہ میں اپنے سکون سے لنچ

کرنے کے بعد بتاؤنگی،“ اور اسی کے ساتھ وہ آفس سے جا چکی تھی جبکہ شہر و زاب وہی کھڑا حیرانگی سے اس دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

”واؤ۔۔ امپریسو۔۔ بہت عرصے بعد کوئی ٹکر کی لڑکی ملی ہے۔۔ اور بہت عرصے بعد مجھے دوبارہ وہی محنت کرنی پڑے گی،“ خود سے کہتے ہوئے وہ مسکرا کر آگے بڑھا تھا۔

وقت کو تھوڑا آگے لے جاؤ تو یہ آفس کا میٹنگ روم تھا جہاں سب اپنی اپنی چیئرز پر بیٹھے باس کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔ باس کی چیئر کے دائیں جانب ایلاف جبکہ بائیں جانب ارحم بیٹھا تھا۔ اس کے علاوہ باقی پورا اسٹاف بھی وہاں موجود تھا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور شہر و زہدانی اندر آئے۔۔ جنہیں دیکھتے ہی تقریباً پورا اسٹاف ہی اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

”پلیز سٹ ڈاؤن۔۔ مجھے اس طرح کی فار میلیٹیس بالکل نہیں ہیں،“ مسکرا کر کہتے ہوئے وہ اپنے جگہ پر بیٹھا تھا۔۔ نظروں کا رخ ایلاف کی جانب تھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

”سو۔ آپ سب کو یہاں بلانے کا مقصد آپکا کمپنی کی نیوڈیزائیز مس ایلاف سے تعارف کروانا ہے،“ ایلاف کی جانب اشارہ کیا گیا تھا۔۔ جس پر سب کی نظریں ایلاف پر گئیں تھیں جو اسے ویلکم کر ہی تھیں۔۔

”ہمارا نیا پراجیکٹ جو کہ اب تک ہمارا نہیں ہوا۔ اس کی پریزنٹیشن کے لئے ہمارے پاس اب صرف پانچ دن رہ گئے ہیں۔۔ اس پراجیکٹ میں مس ایلاف کے پارٹنر مسٹر ارحم ہوں گے۔۔“ اب ارحم کی جانب اشارہ ہوا تھا۔۔



”اور آپ سب ان دونوں کی مدد کے لئے دن رات ایک کر دیں گے۔ ٹائم کم ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ کچھ دن آپ لوگوں کو دیر تک یہاں رکنا پڑے۔ لیکن یہ سب ہمارے اس پراجیکٹ کے لئے ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سب ایک ٹیم کی طرح مل کر کام کریں گے اور اس کے بعد جب ہمیں کامیابی مل جائے گی تو یقیناً کپنی کے ساتھ ساتھ یہ آپ سب کی بھی کامیابی ہو گی“ شہر وز نے مسکرا کر کہا تھا۔

”ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے سر۔۔“ نیجمر نے کہا تھا۔

”میرے پاس اس پریزنٹیشن کے لئے کچھ آئیڈیاز ہیں جو میں آج ہی مسٹر ارحم سے سنیر کرونگی۔ اور اس کے بعد اس پر کام کرنے کے لئے ہمیں آپ سب کی مدد کی ضرورت ہو گی۔ کیونکہ وقت بہت کم ہے ہمارے پاس“ ایلاف نے سب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ جبکہ نظر آکر رکی سامنے بیٹھے ارحم پر تھی۔

”ہم آج ایک دوسرے کے آئیڈیاز پر غور کریں گے۔ اور کل سے ان پر کام شروع کیا جائے گا۔“ ارحم نے بھی اپنا حصہ ڈالا تھا۔

”اوک گڈ۔۔ مجھے پورا یقین ہے کہ مس ایلاف اور ارحم برواسے بہت اچھے سے ہینڈل کر لیں گے۔“ شہر وز اب اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔ اشارہ میٹنگ ختم ہونے کا تھا۔

”ویلم مس ایلاف“ اب سب باری باری اسے ویلم کر کے وہاں سے جا رہے تھے جبکہ وہ سب کو مسکرا کر جواب دے رہی تھی۔

”تھینک یو مسٹر شہر وز“ آخر میں ایلاف نے شہر وز کی جانب دیکھ کر کہا تھا۔

”ناٹ مسٹر۔۔ اٹس اونلی شہر وز فار یو ڈیئر۔۔“ اور یہ آگیا شہر وز اپنے اصل انداز میں۔۔

”آپ کے پاس کچھ آئیڈیاز ہیں؟“ اس سے پہلے کے ایلاف کوئی جواب دیتی ار حم کی سنجیدہ آواز نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

”یس۔۔ میں نے سب سٹڈی کر لیا ہے اور اب میرے مائنڈ میں ایک دو آئیڈیاز ہیں جس پر میں بات کرنا چاہتی ہوں“ فرافیشنل انداز تھا۔۔

”چلیں پھر۔۔ ہمارے پاس ٹائم کم ہے“ اور اسی کے ساتھ وہ باہر کی جانب تیزی سے بڑھا تھا۔۔ اور ایلاف اس کے پیچھے۔۔ پتہ نہیں اسے اتنی جلدی کس بات کی ہے؟

”یہ برو بھی نا“ اب شہر وز بھی اپنے آفس کی جانب بڑھا تھا۔۔

جبکہ ایلاف کے آفس کے اندر آتے ہی ار حم نے پلٹ کر اندر آتی ایلاف کی جانب دیکھا۔۔

”یہ سب کیا ہے؟“ وہ تھوڑا غصے میں لگ رہا تھا۔۔، مگر کیوں؟

”کیا ہے؟“

”وہ تم سے کھلے عام فلرٹ کر رہا ہے اور تم اسے مسکرا کر جواب دے رہی ہو؟“ اس نے حیرت سے پوچھا تھا

--

”وہ میرے پاس ہیں مسٹر ار حم۔۔ اور میں انہیں کیسا بھی ریسپانس دوں۔۔ یہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے۔۔ اینڈ کال میں آپ ناٹ تم“ وہ بھی اسی کے انداز میں جواب دیتی اپنی چمیر کی جانب آئی تھی۔۔ جبکہ ار حم کو اب مزید غصہ آنے لگا تھا۔۔

”میرا مسئلہ ہی ہے یہ۔۔ مجھے اپنے آفس میں اس طرح کی حرکتیں بالکل نہیں پسند“

”تو پھر یہ واقعی آپ کا ہی مسئلہ ہے۔۔ میرا اس سے کوئی کنسر ن نہیں۔۔ اور بائے داوے۔۔ یہ آپ کا آفس نہیں ہے۔۔ یہاں کے اوئر شہر وز ہمدانی ہیں“ اور اس کا جواب ار حم کو حیرانگی کی انتہا پر لے جا چکا تھا۔۔ یہ وہ کیا کہہ رہی تھی؟ اسے واقعی شہر وز کے اس انداز سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا؟ مگر کیوں؟

”تم ایسی نہیں ہو ایلاف۔۔ تم کبھی بھی ایسی نہیں تھی۔۔ تمہیں تو اس طرح کی باتیں وہ بھی کام کے وقت بالکل بھی اچھی نہیں لگتی تھیں۔۔ پھر اب؟ اب کیا ہو گیا ہے تمہیں؟“ ایک سوال ہوا تھا۔۔ جس پر ایلاف کچھ پل کے لئے۔۔ ہاں بس کچھ پل کے لئے رک سی گئی تھی۔۔

”سوری۔۔ میں کچھ سمجھی نہیں۔۔ کیا ہم پہلے مل چکے ہیں؟“ اور جانے ان الفاظ میں ایسا کیا تھا جس نے سامنے کھڑے ار حم کی زبان کو تالے لگا دیئے تھے۔۔ اسکے چہرے کے تعصوبات بدلے تھے۔۔ اب وہاں غصہ نہیں تھا۔۔ ایک عجیب سی مایوسی تھی۔۔ دکھ تھا۔۔ شاید اسکے الفاظ اسے ہرٹ کر گئے تھے۔۔ اور پھر۔۔ اس نے دیکھا۔۔ وہ بنا کچھ کہے تیزی سے وہاں سے چلا گیا۔۔ مگر وہ اب بھی اس دروازے کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔ خالی نظروں سے۔۔ مگر اچانک ہی منظر بدلا تھا۔۔

دروازہ کھلا اور ار حم ہاتھ میں پیزا کے باکسز لے کر اندر آیا تھا۔۔

”اٹس لنچ ٹائم“ اس آواز پر اس نے حیرانگی سے اپنے سامنے کھڑے اس لڑکے کی جانب دیکھا۔۔۔ وائٹ ٹی۔ شرٹ اور بلیک پینٹ پہنے۔۔۔ سٹائلیش براؤن بال بنائے۔۔۔ ہلکی بئیر ڈاور سر منی آنکھوں میں عجیب سے چمک لئے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ چہرے پر مسکراہٹ سجائے۔

”سوری؟ میں نے کوئی پیزا آرڈر نہیں کیا؟“

”آئی نو میم۔۔۔ مگر یہ لنچ ٹائم ہے اور یقیناً آپکو بہت بھوک لگ رہی ہوگی۔۔۔ اس لئے میں پیزا لے آیا۔۔۔ سنا ہے آپکو بہت پسند ہے یہ؟“ مسکرا کر کہتے ہوئے اس نے میز پر اسکے سامنے پیزا کا باکس رکھا تھا۔

”آپکو میری پسند نہ پسند کے بارے میں سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مسٹر ارحم۔۔۔ اور ویسے بھی مجھے بالکل ابھی بھوک نہیں ہے“ سنجیدگی سے کہتی وہ دوبارہ اپنے گراف کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔

”اوہ کم آن ایلاف۔۔۔ ہم تین گھنٹے سے کام کر رہے ہیں۔۔۔ اور تم نے ناشتہ بھی نہیں کیا۔۔۔ اس طرح کروگی تو بیمار ہو جاؤ گی تم۔۔۔ پلیز کچھ کھا لو۔۔۔ میری خاطر؟“ معصومانہ انداز میں اس نے کہا تھا۔

”وٹ یو مین بائے میری خاطر؟“

”آفٹر آل میں تمہارا سینئر ہوں اور اب تو تم اچھے دوست بھی بن چکے ہیں سواب ایک دوسرے کا خیال رکھنا اور بات ماننا بھی لازم ہے نہ“ مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

”آپ میرے صرف اس پراجیکٹ کے پارٹنر ہیں اور آپ سے کس نے کہا ہے ہم دوست ہیں؟ سوری ٹو سے مسٹر ارحم بٹ مجھے بوائز سے دوستیاں کرنے میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔۔ اور آئندہ کام کے دوران مجھ سے کوئی

فضول بات مت کیجیے گا“ اسے سخت جواب دے کر وہ اپنے کام کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔ جبکہ ار حم منہ بنائے اب پیزا کا ایک پیس اٹھائے اسے کھانے لگا تھا۔ ویسے بھی ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کوئی پہلی بار تو نہیں تھا۔ وہ جب بھی اس سے کام سے ہٹ کر کوئی بات کرنے کی کوشش کرتا تھا وہ اسی طرح اسے ٹکاسہ جواب دیتی تھی۔ اسے کسی کا بھی اس طرح فری ہونا بالکل نہیں پسند تھا۔ اور یہی تو وہ وجہ تھی جو اسے ار حم کے دل کے مزید قریب کر رہی تھی۔

منظر دھندھلا کر غائب ہوا تھا اور اب ایلاف نے اپنی نظریں اس دروازے سے ہٹا کر مرروال کی جانب کی تھیں۔۔۔ باہر کا منظر واضح تھا۔ مگر دماغ اس منظر پر نہیں تھا۔

”تم نے ٹھیک کہا ار حم۔۔ میں ایسی نہیں تھی۔۔ کبھی بھی نہیں تھی۔۔ لیکن۔۔ اب میں ایسی ہو گی ہوں۔۔ اور تمہیں یہ قبول کرنا ہو گا۔۔ ہر حال میں“ خود سے کہتے ہوئے اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔

”واٹ۔۔ یعنی۔۔ وہ وہی تھی؟ وہی جسے ہم تلاش کر رہے تھے؟“ ہادی کی حیرت زدہ آواز نے آس پاس گزرتے کچھ لوگوں کو اسکی جانب متوجہ کیا تھا۔ جبکہ ار حم نے اسکی حرکت پر اسے گھورا تھا۔

”ایسے مت دیکھو یار۔۔ میرا حیران ہونا غلط نہیں ہے۔۔ خدا کی کرنی دیکھو۔۔ جس لڑکی کو ہم اتنے دنوں سے ڈھونڈ رہے تھے۔۔ قسمت اسے خود سامنے لے آئی“ وہ خوش تھا۔ جبکہ گاڑی سے فرنٹ سے ٹیک لگائے کھڑا ار حم خاموش۔۔

”یہ تمہارے منہ پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟ تمہیں تو اس وقت خوشی سے ناچنا چاہیے۔۔ اور مجھے ایک اچھی سی ٹریٹ بھی دینی چاہئے“ اور ہادی اپنی ٹریٹ کیسے چھوڑ سکتا تھا۔۔

”میں خوش تھا ہادی۔۔ میں بتا نہیں سکتا کہ اس پل جب میری نظر اس پر پڑی میں کتنا خوش تھا۔۔ مگر میری یہ خوشی اگلے کی پل تھم گئی۔۔“

”کیوں؟ ایسا کیا ہوا؟ وہ ٹھیک ہے نا؟“ ہادی کو اب فکر ہونے لگی تھی۔۔

”وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔ وہ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔۔ بہت بدل گئی ہے ہادی وہ۔۔ اس میں کچھ بھی پہلے جیسا نہیں رہا“ اسکا لہجہ اسکے درد کی وضاحت کر رہا تھا۔۔ ہادی نے آج سے پہلے اسے کبھی اتنا مایوس نہیں دیکھا تھا۔۔

”چار سال کسی کے بدلنے کے لئے بہت ہوتے ہیں ار حم۔۔ تمہیں کیا لگا وہ تمہیں ویسی ہی ملے گی جیسی وہ تھی؟“

”ہاں۔۔ مجھے لگا وہ مجھے ویسی ہی ملے گی۔۔ ویسی ہی غصیلی۔۔ ویسی ہی اپنی تعریف پر بھڑک جانے والی۔۔ ویسی ہی سب کو انکی حد دکھانے والی۔۔ لیکن اب ایسا کچھ نہیں رہا۔۔ وہ اب حد نہیں دکھاتی۔۔ اب وہ غصہ نہیں ہوتی۔۔ اب وہ مسکراتی ہے ہادی۔۔ شہر وز کی نگاہوں پر مسکراتی ہے۔۔ اسکی باتوں پر مسکراتی ہے۔۔ اسکے فلرٹی انداز پر خاموش رہتی ہے۔۔ اور مجھ سے یہ سب برداشت نہیں ہوتا“ اسے اب پھر غصہ آنے لگا تھا۔۔ شہر وز کی نگاہیں اور ایلاف کی مسکراہٹ یاد کر کے۔۔

”ہو سکتا ہے اسے شہر وز پسند ہو“

”امپا سیبل۔۔ یہ ناممکن ہے“ فوراً انکار ہوا تھا۔

”کیوں ناممکن ہے؟“

”کیونکہ میں نے اسکی آنکھیں دیکھی ہیں۔۔ وہ جب شہروز کو دیکھ کر مسکراتی ہے۔۔ تو اسکی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ہوتی ہے۔۔ لیکن یہ محبت کی نہیں ہے۔۔ محبت تو کہیں نہیں ہے۔۔ یہ کچھ اور ہے۔۔“

”کچھ اور کیا؟“ ہادی بھی اب کنفیوز ہونے لگا تھا۔

”میں نہیں جانتا۔۔“ دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔ اس وقت اسکا دماغ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا۔

”تم اس سے بات کر کے دیکھو۔۔ ہو سکتا ہے وہ کچھ بتا دے“ ہادی نے ایک حل پیش کیا تھا۔

”بات کرنے کی کوشش کی تھی میں نے۔۔“

”پھر؟“

”اس نے مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا“

”واٹ“ ارحم کے الفاظ تو ہادی کو ایک بار پھر حیران کر گئے تھے۔

”تم یہ کہہ رہے ہو کہ جس لڑکی کو چار سال تک تم ایک سیکیئنڈ کے لئے نہیں بھولے۔۔ جس کی تلاش میں تم یہاں تک آگئے۔۔ وہ تمہیں بھول چکی ہے۔۔ تمہیں پہچانتی بھی نہیں ہے۔۔ آئی کانٹ بلیو دس“ ہادی کا تو بس

نہیں چل رہا تھا کہ اپنے بال نوچ لے۔۔ ظاہر ہے جس لڑکی کی خاطر اس نے اپنے نیلے اور ہرے نوٹ ضائع کئے۔۔ اسکی تو یاداشت ہی غائب تھی۔۔

”میں نے کہا کہ اس نے مجھے پہچاننے سے انکار کیا ہے۔۔ یہ نہیں کہ وہ مجھے پہچانتی نہیں“ ار حم کے الفاظ پر ہادی ایک بار پھر کنفیوز ہوا تھا۔۔

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ اس نے مجھے پہچاننے سے انکار کیا ہے ہادی۔۔ مگر وہ مجھے پہچانتی بھی ہے۔۔ اور اسے سب یاد بھی ہے۔۔“

”اور یہ تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟“ ہادی کی جانب سے سوال ہوا تھا۔۔ جس پر ار حم کے ہونٹوں پر پہلی بار مسکراہٹ آئی تھی۔۔

”تمہیں کیا لگتا ہے۔۔ جن آنکھوں کو میں چار سال تک اپنی نگاہوں میں بساتا رہا۔ کیا انہیں پڑھ نہیں سکتا؟“ اور ار حم کے سوال نے ہادی کو سمجھا دیا تھا۔۔ حالات کچھ اور تھے۔۔ بات کچھ اور تھی۔۔ اور ظاہر کچھ اور ہے۔۔

”اسکی آنکھوں میں بہت گہرائیاں ہیں ہادی۔۔ وہ اتنی گہری ہیں کہ انکار از جاننے کے لئے انکی گہرائیوں میں جانا ہوگا۔۔ اور میں۔۔ ان آنکھوں کی گہرائیوں میں جانے کے لئے تیار ہوں۔۔ چاہے اسکی زبان مجھے کتنا ہی روکنے کی کوشش کیوں نہ کرے۔۔ میں ان گہرائیوں میں چھپے ہر راز کو جان کر رہوں گا۔۔ ہر حال میں۔۔“ ار حم کے



الفاظ اور اسکا لہجہ بے حد پختہ تھا۔ جس نے ہادی کو سمجھا دیا تھا کہ اب واپسی کا کوئی راستہ نہیں بچا۔ اب ایک نیا دور شروع ہونے والا تھا۔ اور دیکھنا یہ ہے کہ یہ دور اب دونوں کا کہاں تک لے جاتا ہے۔

وہ اس وقت اپنے فلیٹ میں بیٹھی ٹی۔وی دیکھ رہی تھی جب موبائل پر آنے والی کال نے اسکی توجہ لی تھی۔

”ہیلو“ ایک انجان نمبر تھا۔

”میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا آپکو“ لیکن یہ آواز اسکے لئے انجان نہیں تھی۔

”خیریت ہے سر آپ نے اس ٹائم کال کی؟“ وال کلاک کی جانب دیکھا جو رات کے دس بجارہی تھی۔

”کتنی بار کہا ہے آپ سے کہ مجھے شہر وز کہا کریں۔ آئی ایم ناٹ یور باس“

”اوک۔۔ سو شہر وز اس ٹائم کال کرنے کی کوئی خاص وجہ؟“ اپنا سوال دوبارہ دہرایا تھا۔

”کچھ نہیں۔۔ بس آپکی یاد آئی تو سوچا آپکی آواز ہی سن لی جائے“ رومانی انداز تھا۔ اور ایلاف نے ایک گہری سانس تھی۔۔ اگلورس یہ تو ہونا ہی تھا۔

”مجھے نہیں لگتا کہ یہ کسی کو بھی یاد کرنے کا مناسب وقت ہے مسٹر شہر وز۔۔ اور جہاں تک بات میری آواز کی ہے۔ وہ آپ نے سن لی ہے۔۔ اب بائے“ اور اسی کے ساتھ کال کٹ کر دی گئی تھی۔ جبکہ دوسری جانب موجود شہر وز حیران رہ گیا تھا۔ یہ پہلی بار تھا جب کسی لڑکی نے اسکی کال کٹ کی تھی۔

”بہت نخرے ہیں بھی۔۔ چلو پھر تمہیں تمہارے ہی انداز سے ڈیل کرنا ہو گا اب ایلاف میڈم“ اپنا موبائل بیڈ پر رکھتے ہوئے اس نے اپنی گاڑی آگے بڑھائی تھی۔۔ اب اسے اپنے دوستوں سے بھی تو ملنا ہی تھا۔۔

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی مسلسل ایک فائل پر پینسل چلا رہی تھی۔۔ اس کی مکمل توجہ اسکی جانب تھی۔۔ جبکہ سامنے بیٹھے ارحم کی مکمل توجہ اس پر تھی۔۔

”یہ دیکھیں۔۔ میرے خیال سے اگر اسے تھوڑا سا بولڈ کر دیتے ہیں تو یہ زیادہ خوبصورت لک دے گا۔۔“ کچھ دیر بعد اس نے فائل میں ایک جگہ پر پینسل سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ جبکہ ارحم کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔۔ وہ بس یک ٹک اسے دیکھے جا رہا تھا۔

”باس؟“ کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔

”ہیلو“ اپنا ہاتھ اس کے چہرے کے سامنے لہرایا جس پر ارحم ہوش میں آ ہی گیا تھا۔۔

”کہاں گم ہیں آپ؟“

”کچھ نہیں۔۔ کیا کہاتم نے؟“ اس نے جیسے اسکی کوئی بات سنی ہی نہیں تھی۔۔

”میں نے کچھ سیمپلز بنائے ہیں۔۔ میں اس پارٹ کو بولڈ کرنا چاہ رہی ہوں۔۔ دیکھیں“ وہ اب دوبارہ فائل کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔

”یہ تو بہت اچھا ہے گا۔۔ ہمارے پچھلے فیزائینز سے بہت مختلف ہے یہ۔۔ گڈ ورک“ اسے واقعی ایلا ف کا بنایا گیا گراف بے حد پسند آیا تھا۔۔

”ہمارے پاس چار دن رہ گئے ہیں۔۔ جن میں سے ایک سنڈے ہے۔ اس طرح صرف تین دن ہیں ہمارے پاس آج، کل اور منڈے۔۔ اگر ہم مل کر دیر تک اس پر کام کریں تو ہم اسے آرام سے ریڈی کر لیں گے“ ایلا ف نے اندازہ لگایا تھا۔۔

”تین نہیں۔۔ دو۔۔ صرف دو دن ہیں ہمارے پاس“

”کیا مطلب؟ دو کیسے؟“ ار حم کی بات پر وہ پریشان ہوئی تھی۔ اتنی جلدی وہ یہ سب کیسے کر سکتی تھی۔۔

”منڈے کو ہمیں انہیں پر پزینٹیشن دینی ہے۔۔ اس لئے صرف آج اور کل کا دن ہے ہمارے پاس۔۔ ہمیں ہر حال میں کل رات تک اسے کمپیٹ کرنا ہو گا تاکہ ہم سنڈے کو اس پر نظر ثانی کر سکیں“

”لیکن اگر میں پوری رات بھی کام کروں تو اتنی جلدی سب ریڈی نہیں کر سکتی“

”لیکن اگر ہم دونوں پوری رات جاگیں۔۔ تو یہ ممکن ہے۔۔ اس لئے ڈونٹ وری۔۔ ہمیں جتنی بھی محنت کرنی پڑی ہم کریں گے۔۔ لیکن یہ پراجیکٹ اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے ہم“ ار حم نے مسکرا کر کہا تھا جبکہ ایلا ف نے گہری سانس لی۔۔ یہ واقعی اسکی سوچ سے زیادہ مشکل تھا۔ ار حم کے ساتھ اکیلے کام کرنا اور وہ بھی پوری رات

”اوک پھر۔۔ ہم ابھی سے کام شروع کرتے ہیں“ اسی کے ساتھ وہ اپنی چٹیر سے کھڑی ہو کر سامنے لگے بورڈ کی جانب بڑھی تھی جبکہ اب ارحم بھی کام کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

اب اگر ہم ہمدانی مینشن کی جانب آئیں تو یہاں عامر ہمدانی اپنے سٹڈی روم میں بیٹھے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ تھے۔۔ شاید کوئی ضروری کام کر رہے تھے۔۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور شیدا ہمدانی ہاتھ میں کافی کا کپ لئے انکی جانب آئی تھیں۔۔

”آپکی کافی“ میز پر کافی رکھتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو“ انکی جانب دیکھا بھی نہیں تھا۔

”اتنی توجہ سے کس کام میں مصروف ہیں آپ؟“

”ارحم نے آج ایک نیو پراجیکٹ کے بارے میں بتایا تھا۔۔ جس کے لئے انہوں نے فی ڈیزائنز ہائیر کی ہے۔۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آخر ہمارے پچھلے ڈیزائنز میں کیا خرابی تھی جو انہیں ریجیکٹ کیا گیا“

”افو عامر۔۔ آپ نے یہ سب شہروز کے حوالے کر ہی دیا ہے تو اس بزنس کی سب پریشانیوں کو بھی اسکے حوالے کر دیں۔۔ اس طرح گھر بیٹھ کر بھی آپنے یہی سب کرنا ہے تو کیا فائدہ آفس چھوڑنے کا“ بات تو شیدا ہمدانی کی بھی ٹھیک ہی تھی۔۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو مگر میرے لئے یہ حیران کن بات ہے کہ کسی نے ہمارے ڈیزائنز ریجیکٹ کئے ہیں۔۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا“ کافی کا سپ لیا تھا۔

”ہو سکتا ہے انہیں واقعی وہ پسند نہ آئے ہوں اور ویسے بھی ہر کوئی کچھ نیا اور یونیک چاہتا ہے۔۔ آپ یہ سب شہر وز پر چھوڑ دیں۔۔ وہ اس پراجیکٹ کو ہمارے ہاتھ سے نہیں جانے دیگا۔۔

”مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔۔ مگر اگر ایسا نہ ہوا تو ہمیں بہت بڑا نقصان فیس کرنا ہوگا“

”آپ پریشان مت ہوں سب ٹھیک ہوگا“ شیلا ہمدانی نے مسکرا کر تسلی دی تھی جس پر مسکرائے تو وہ بھی تھے مگر جانے کیوں دل اب بھی مطمئن نہیں ہوا تھا۔۔

ہمدانی انٹیریئر میں اس وقت تقریباً پوراسٹاف جاچکا تھا۔ آفس کے ٹاپ فلور میں ایلاف کے آفس کی جانب آؤ تو یہاں ایلاف اور ار حم اپنی پریزنٹیشن کی تیاریوں میں بے حد مصروف دکھائی دے رہے تھے۔ جبکہ یہاں سے کچھ رومز آگے شہر وز کے آفس میں آؤ تو منظر کچھ الگ تھا۔ کرسی سے ٹیک لگائے جھولتے ہوئے ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ لئے وہ وال کلاک کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جیسے وقت گزرنے کا انتظار ہو۔ کچھ دیر بعد ہی دروازے پر ہونے والی دستک پر وہ سیدھا ہوا۔

”کم ان“ سنجیدگی سے جواب دیا گیا۔ اور پھر ایک درمیانی عمر کا لڑکا ہاتھ میں کچھ باکسز پکڑے اندر کی جانب آیا تھا۔

”باس آپکا ڈنر“ اس کے سامنے باکسز رکھتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

”گڈ۔ اب آپ مس ایلاف اور مسٹرار حم کو بلا لیں“

”اوک“ وہ کہہ کر آفس سے باہر نکلا اور اب وہ ایلاف کے آفس کے سامنے کھڑا دستک دے رہا تھا۔

”کم ان“ ایلاف کی آواز پر وہ اندر داخل ہوا۔ پورا آفس پیپرز سے بھرا ہوا تھا۔ میز پر مختلف فائلز اور سامنے لگے بورڈ پر ایک گراف جو کہ تقریباً مکمل تھا۔ لگا تھا۔

”آپ دونوں کو باس نے بلایا ہے“ ایلاف اور ار حم کی سوالیاں نظریں خود پر محسوس کر کے اس نے کہا۔

”اوک وی آر کمنگ“ اپنی فائل بند کرتے ہوئے ار حم نے کہا تھا۔

”اسے ضرور اپڈیٹس چاہیئے ہونگی“

”میں نے کہا تھا کہ مارنگ میں دوں گی“ ایلاف بھی اب اپنا سامان سمیٹ کر کھڑی ہوئی تھی۔

”دیکھتے ہیں“ اور اسی کے ساتھ وہ دونوں آفس سے باہر نکلے تھے۔

اس نے موجود صوفہ سیٹ کے درمیان رکھی میز پر ڈنر لگا دیا تھا۔ اور یہ واقعی پہلی بار تھا جب اس نے خود کسی کے لئے ڈنر لگایا تھا۔ مسکرا کر اپنی کاروائی کو دیکھ ہی رہا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔

”کم ان“ اور آگے ار حم اور اسکے پیچھے ایلاف آفس میں داخل ہوئی تھی۔ ار حم کی نگاہیں اس سے ہوتی ہوئی میز پر رکھے ڈنر کی جانب گئی تھیں۔ جبکہ ایلاف بھی کچھ حیران تھی۔

”آپ نے بلا یا شہروز“ اسکے نام لینے پر ار حم نے حیرانگی سے اسکی جانب دیکھا۔ ار حم اس کے لئے باس تھا۔ تو پھر شہروز صرف شہروز کیوں تھا۔ جبکہ ایلاف اسکی نگاہوں کی تپش کو انور کرتی شہروز کی جانب دیکھ رہی تھی جو اس وقت اپنا نام لئے جانے پر بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

”آپ صبح سے اس پراجیکٹ پر کام کر رہی ہیں ایلاف۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ اس کام کے دوران آپ نے اپنا ڈنر بھی سکپ کر دیا۔ اس لئے میں نے ہمارے ڈنر منگوایا ہے آئیں ساتھ بیٹھ کر ڈنر کرتے ہیں“ اسے سنگل صوفہ کی جانب بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

”واہ ایلاف کتنی محنت ہو رہی ہے تم پر“ اس سوچ نے ایلاف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی تھی جو کہ ار حم کی نگاہوں سے چھپ نہیں سکی تھی۔ وہ اب شہر وز کی بتائی ہوئی جگہ پر بیٹھ گئی۔ جبکہ شہر وز اس کے ساتھ رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور ان سب میں ایک بیچارہ ار حم ہی تھا جو کہ مکمل اگنور ہو چکا تھا۔

”ارے برو بیٹھیں نا۔ میں نے آپکے لئے بھی ڈنر منگوایا ہے“ اسکا دل تو ایلاف کے ساتھ اکیلے ڈنر کرنے کا چاہ رہا تھا لیکن کیا کریں مجبوری تھی۔۔

”تھینکس“ ار حم ایلاف کے بالکل سامنے بیٹھ چکا تھا۔ اسکا دل تو ایلاف کو یہاں سے لے جانے کا چاہ رہا تھا مگر کیا کریں مجبوری ہے۔۔

”میں اپنے ہاتھوں سے آپکی پلیٹ بنانا چاہتا ہوں“ ایلاف کی پلیٹ اٹھاتے ہوئے شہر وز نے کہا تھا۔ جس پر ار حم تو مزید جل رہا تھا۔ جبکہ ایلاف میڈم یہ ڈرامہ ایجوائے کرنے کے موڈ میں تھیں۔۔

”یہ لیں۔۔“ پلیٹ اس کے سامنے کرتے ہوئے شہر وز نے دلکش مسکراہٹ لئے کہا۔

”آپکو کیسے معلوم ہوا کہ مجھے چائینیز پسند ہے؟“ اور ایلاف کی معصومانہ آواز اور دلکش مسکراہٹ سے کہے گئے ان الفاظ پر جہاں ار حم اب جلنے کے بعد بھن چکا تھا وہیں شہر وز اب ہواؤں میں اڑنے لگے تھے۔۔

”جیسے آپکو پسند کر لیا۔ ایسے ہی آپکی پسند کو بھی جان لیا“ اور بس۔۔ اب ار حم کی برداشت ختم ہو چکی تھی۔۔

”چلیں۔۔ ہمیں بہت کام کرنا ہے“ فوراً کھڑے ہوتے ہوئے شعلہ برساتی آنکھوں سے ایلاف کو دیکھتے کہا تھا



”پہلے ڈنر تو کر لینے دیں بھائی۔۔ کام تو پوری رات ہی چلتا رہے گا“ شہروز کو ار حم کا رویہ بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔۔

”ہمارے پاس ڈنر کا ٹائم نہیں ہے۔۔ چلیں مس ایلاف“ اس کی جانب سے نظریں ہٹائے بنا کہا۔۔

”آپ جائیں۔ میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں“ اور یہ ایلاف ہی جانتی تھی کہ کس کا نپتے دل کے ساتھ اس نے یہ الفاظ ار حم سے کہے تھے۔۔ جبکہ ار حم اب اپنے پیر پٹختے وہاں سے جا چکا تھا۔۔

”تھوڑا سا کھالیں پہلے ایلاف۔۔ میں آپ کو خالی پیٹ اتنی محنت نہیں کرنے دوں گا؟“ ار حم کے جاتے ہی شہروز نے اپنی فکر مندی ایلاف پر جھاڑی تھی۔۔ جبکہ ایلاف نے سر ہلائے پہلا بائیٹ لیا۔۔

آفس میں آتے ہی جو پہلا کام ار حم نے کیا وہ سامنے رکھی میز کو لات مارنے کا تھا۔۔ اسے اپنا خون کھولتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔ ایلاف کو شہروز کے ساتھ دیکھنا وہ بھی اتنا بے تکلف۔۔ یہ اس کے لئے نہایت ہی مشکل تھا اور اس نے اسے منع کیسے کیا؟ اور اب۔۔ اب وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر ڈنر کر رہی ہے۔۔ وہ اب ایلاف کے انتظار میں دائیں بائیں چکر لگا رہا تھا۔۔ اور اس کا ارادہ اپنا یہ بے تحاشہ غصہ ایلاف پر نکالنے کا تھا۔۔

شہروز کے آفس سے نکلتے ہی اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔ ار حم کی آنکھوں میں جو غصہ اس نے کچھ دیر پہلے دیکھا تھا یہ پہلی بار تھا۔۔ اور اب وہ جانتی تھی کہ اسے ار حم کے غصے کو فیس کرنا پڑے گا۔۔ لیکن کچھ بھی ہو جائے۔۔ وہ ار حم کو کچھ بھی بگاڑنے نہیں دے سکتی تھی۔۔ اسے ار حم کو اپنے راستے سے ہٹانا تھا۔۔ چاہے اس کے لئے اسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔۔

انہیں سوچوں کے ساتھ وہ آفس میں داخل ہوئی اور نظر سامنے کھڑے ار حم پر پڑی جو اپنی شعلہ بر ساتی آنکھوں میں دنیا جہاں کا غصہ لئے اسکی جانب آرہا تھا۔

”کیا کر رہی تھی تم اس کے ساتھ“ ایک ایک لفظ چبا کر کہا گیا۔

”کس کے ساتھ؟“ وہ ایک قدم پیچھے ہوئی تھی جبکہ ار حم کے قدم آگے بڑھے۔

”شہر وز کے ساتھ۔ کیا کر رہی تھی تم اس کے آفس میں؟“ اس کے قریب آکر رکھا تھا۔

”ڈنر کر رہی تھی میں“ وہ سیدھا جواب دے کر سائیڈ سے گزرنے لگی تھی کہ اگلے ہی لمحے ار حم نے اسکے بازو کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیا تھا۔

”ڈنر کر رہی تھی تم۔ ہاں“ ار حم کے انداز پر ایلا ف کچھ حیران ہوئی تھی۔ اس نے آج سے پہلے کبھی ار حم کا یہ انداز نہیں دیکھا تھا۔

”چھوڑیں مجھے۔ کیا بد تمیزی ہے یہ“ اسے اب ار حم پر غصہ آنے لگا تھا۔ جسکی گرفت اسکے بازو پر مزید مضبوط ہوئی تھی۔

”اوہ اچھا۔ تو تمہیں غصہ کرنا یاد ہے ہاں۔ یا پھر یہ غصہ اور یہ معصومیت کا ڈھونگ صرف میرے ہی سامنے کرتی ہو تم؟“ وہ اپنے اندر لگی حسد کی آگ کو اپنے الفاظ کے ذریعے اب ایلا ف تک لا رہا تھا۔ اور ایلا ف اب اس میں جلنے بھی لگی تھی۔

”کیا بول رہے ہیں آپ۔۔ چھوڑیں مجھے“ اس نے ایک بار پھر اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔۔ ناکام کوشش۔۔

”نہو۔۔ لیٹ می سی یور ریل سائیڈ مس ایلاف۔۔ اپنے باس کا نام لیتی ہو۔۔ اسکے ساتھ ڈنر کے بہانے فلرٹ کرتی ہو۔ یا پھر یہ کہوں کہ ڈنر نہیں۔۔ ایک ڈیٹ کر کے آرہی ہو اس کے ساتھ تم۔۔ اگر اتنا ہی شوق ہے تمہیں فلرٹنگ اور ڈیٹس کا تو۔۔ آئی ایم آلسو ہیئر فار یو۔۔ تھوڑا فلرنٹ میرے ساتھ بھی کر لو“ اور یہ آگ جس لاوے کی صورت باہر نکلی تھی۔۔ اس نے ایلاف کو تڑپا دیا تھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے۔۔ تیز رفتاری سے ایلاف کا ہاتھ اٹھا۔۔ اور آفس میں ایک تھپڑ کی گونج نے ہر چیز کو روک دیا تھا۔۔

یو آر ڈسکسٹنگ“ تین الفاظ اس کے منہ پر مار کر وہ آفس سے جا چکی تھی۔۔ جبکہ ارحم کے گال اب اس تھپڑ سے جل رہے تھے۔۔ اور یہ جلن۔۔ حسد کی جلن سے کی زیادہ تھی۔۔

اسے اب احساس ہوا تھا کہ وہ کیا کہہ گیا ہے۔۔ اور اسے اب احساس ہوا تھا کہ اس کے منہ سے نکلے الفاظ کیا کر گئے ہیں۔۔ وہ اسکے الفاظ اس تھپڑ کی صورت اسکے منہ پر مار گئی تھی۔۔ اور اب وہ نہیں جانتا تھا کہ دوبارہ کیا وہ اسے اپنا چہرہ دکھا سکتا تھا؟ کیا وہ دوبارہ وہ الفاظ لاسکتا تھا جو اس جلن کو ختم کر سکیں۔۔

وہ صبح اپنے آفس میں آکر بیٹھی ہی تھی کہ دروازہ کھول کر شہروز مسکراتے چہرے کے ساتھ اندر آیا تھا۔۔

”گڈ مارننگ“

”ماسنگ سر۔۔ کوئی کام تھا؟“ وہ اس وقت شہر وز کی کوئی فضول بات سننے کی موڈ میں نہیں تھی۔۔ کل جو کچھ بھی ہوا وہ اب تک دماغ میں تازہ تھا۔۔

”کیا مجھے یہاں آنے کے لئے کسی کام کی ضرورت ہے؟“ اس کے سامنے کھڑے ہوتے کہا۔۔ ایلاف کا سنجیدہ انداز اور پریشانی اس سے چھپ نہیں سکی تھی۔۔

”نہیں۔۔ میں نے ایسا نہیں کہا“ اس کے پاس سے گزر کر اب وہ اپنی چمیر کی جانب آئی تھی۔۔ مگر بیٹھی نہیں تھی ظاہر ہے باس کی موجودگی میں وہ کیسے سکون سے بیٹھ سکتی تھی۔۔

”کل آپ بہت ڈنر کے فوراً بعد چلی گئی تھیں۔۔ اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے آپ دونوں نے تو بہت کام کرنا تھا“ اسے غور سے دیکھتے کہا تھا۔۔

”جی سر وہ بس میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔“ ذہن میں کل ہونے والی ارحم سے تکرار دوبارہ تازہ ہوئی

”وہ تو مجھے اب بھی ٹھیک نہیں لگ رہی“ وہ اب ایک قدم اس کی جانب بڑھا تھا۔۔

”نہیں۔۔ اب میں ٹھیک ہوں“ جانے یہ شخص کب یہاں سے جائے گا۔۔

”دیکھیں ایلاف۔۔ میں یہاں ایک باس نہیں بلکہ ایک اچھے دوست کی حیثیت سے آیا ہوں۔۔ اور ایک اچھا دوست اپنے دوست کی پریشانی اس کے بتائے بنا سمجھ جاتا ہے۔۔ میں جانتا ہوں آپ مجھے اپنا دوست نہیں سمجھتی

اس لئے میں آپ سے وجہ نہیں پوچھوں گا۔ مگر“ میز پر دونوں ہاتھ رکھ کر وہ تھوڑا جھکا۔ نظریں اس کے چہرے پر تھیں۔۔

”میں آپکا موڈ اور آپکی طبیعت ایک اچھے دوست کی طرح بالکل ٹھیک کر سکتا ہوں۔۔ جسٹ لیٹ می ڈواٹ“ اور ایلاف نے اس کی جانب دیکھا۔ اس چہرے پر مخلصی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ آنکھوں میں ایک تجسس تھا۔ شاید اسے جان لینے کا تجسس یا اس کے جواب کا۔ اور واقعی اس کی جگہ کوئی بھی لڑکی ہوتی تو وہ اس مخلصی پر یقین کر چکی ہوتی۔۔ مگر۔۔ وہ ایلاف تھی۔۔ ایسی لڑکی۔۔ جس نے اس کے نقاب سے پہلے ہی اسکی حقیقت دیکھ رکھی تھی۔۔ وہ کیسے آسکتی تھی اس کی دلکش باتوں میں؟

”تھینک یو سر۔۔ بٹ آئی ایم پرفیکٹلی فائن“ مسکرا کر کہا تھا۔ ایک پرافیشنل مسکراہٹ۔۔

”شہر وز۔۔ کالمی شہر وز ایلاف۔۔ اینڈ پلیز۔۔ میں صرف آپکے ساتھ ایک لنچ کرنا چاہتا ہوں۔۔ اگر اس کے بعد بھی آپکا موڈ اچھا نہ ہوا۔۔ تو پھر دوبارہ کبھی نہیں کہوں گا میں۔۔“ اس نے اب ریکوسٹ کی تھی۔۔ جسے ایلاف ایک بار پھر ریجیکٹ کرنے ہی والی تھی۔۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔۔ آفس کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا۔۔ جس پر سب سے پہلی نظر ایلاف کی پڑی تھی۔۔ اور وہ بھی اسے شہر وز کے ساتھ دیکھ کر وہی رک گیا تھا۔۔

ایلاف کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے شہر وز نے بھی پلٹ کر اسے دیکھا۔۔

”ہائے برو۔۔ ویلم“ شہر وز نے مسکرا کر کہا جبکہ ار حم ایلاف اور ایلاف ار حم کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ کل اس کے کہے گئے الفاظ ایک بار پھر اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔۔ جو انسٹ کل اس شخص نے اسکی کی تھی۔۔ ایک بار پھر اسے محسوس ہونے لگی تھی۔۔ ار حم نے نوٹ کیا۔۔ اس کے چہرے کے تعصبات اسے دیکھتے ہی سخت

ہو گئے تھے۔۔ وہ اب بھی غصے میں تھی۔۔ اور کیوں نہ ہوتی۔۔ جو کچھ اس نے کہا تھا اس کے بعد وہ نارمل کیسے رہ سکتی تھی۔۔ اور اس سے پہلے بھی وہ کونسا نارمل تھی۔۔

”سو۔۔؟“ شہر وز نے سوالیاں انداز سے ایلاف کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور ارحم نے دیکھا۔۔ اس کے چہرے کے تصورات میں تبدیلی آئی تھی۔۔ آنکھیں اچانک ہی چمکنے لگی تھیں۔۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔۔ اور یہ پہلی بار تھا جب ایلاف کی چمکتی سیاہ آنکھیں، مسکراتے ہونٹ اسے کسی خطرے کی علامت لگے تھے۔۔

”شیور شروز۔۔ بٹ ایکچولی لنچ ٹائم پر میں تھوڑی بڑی ہوں۔۔ مگر اگر تم چاہو تو ہم ساتھ ڈنر کر سکتے ہیں“ ایک دلکش مسکراہٹ کے ساتھ کہے گئے ایلاف کے الفاظ جہاں شہر وز کو ساتھیں آسمان پر لے گئے تھے وہیں ارحم کو زمین کی تہہ میں دفن کرنے لگے تھے۔

”گریٹ۔۔ تو پھر ڈنر پر ملاقات ہوتی ہے۔۔ بائے“ اور وہ خوشی سے چہکتا ہوا وہاں سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ ارحم اب ایلاف کی جانب سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔ اور ایلاف؟

”میں تقریباً دو گھنٹے میں یہ گراف کمپلیٹ کر لوں گی۔۔ جب تک آپ یہ فائل کمپلیٹ کر لیں۔۔ آج آخری دن ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ ہم شام تک یہ کام مکمل کر لیں گے“ اسکی نگاہوں کو مسلسل اگنور کرتی وہ اب اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔۔ جبکہ کچھ دیر اسے گھورنے کے بعد ارحم تیزی سے آفس سے باہر نکلا۔۔ اور دروازے کے زور سے بند ہوتی آواز نے ایلاف کو اس کے غصے کا احساس دلادیا تھا۔۔

”تم یہی ڈیزرو کرتے ہو مسٹر ار حم“ ایک گہری سانس کے ساتھ وہ دوبارہ اپنے کام میں لگ چکی تھی۔۔ جبکہ باہر کی جانب آؤں تو ار حم تیز قدم اٹھاتا شہر وز کے آفس کی جانب جا رہا تھا۔ انداز سے واضح تھا کہ وہ اپنا غصہ کہاں نکالنے والا تھا۔۔

اور اگر شہر وز کے آفس کی جانب آؤں تو اس کا ایک ایک انگ خوشی سے جھوم رہا تھا۔۔ ایسے جیسے یہ کوئی پہلی بار ہو۔۔ مگر ہاں ایسی خوشی اسے پہلی بار ہی ہو رہی تھی۔۔ کیونکہ آخری لمحے تک اسے یقین سا تھا کہ ایلاف انکار کر دے گی۔ مگر اس نے تو ڈنر کی آفر کر دی۔۔ اور یہ اس کے لئے حیران کن تھا۔۔

اپنا موبائل میز سے اٹھا کر اس نے کسی کو کال کی تھی۔۔

”ایک بہت ہی شاندار ریسٹورینٹ میں میرے لئے ایک ٹیبل ریزرو کرو۔۔ ڈیکوریشن کمال ہونی چاہئے اور مجھے مکمل پرائیویسی چاہئے۔۔ کھانے کا مینیو چائینیز ہو گا۔۔“ اس نے اپنے آرڈر پاس کر کے کال کٹ کی تھی اور اسی لمحے اسکے آفس کا دروازہ کھولے ار حم ماتھے پر بل لئے اسکی جانب آیا تھا۔۔

”کیا ہوا برو؟ آپ اتنے غصے میں کیوں لگ رہے ہیں؟“

”یہ سب کیا کر رہے ہو تم؟“ سنجیدگی سے سوال کیا گیا تھا۔

”کیا کر رہا ہوں میں؟“ اسے واقعی ار حم کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ اس بار تو اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔۔

”یہ آفس ہے شہر وز۔۔ اور انکل نے تمہیں یہاں اسے آگے بڑھانے کے لئے بھیجا ہے۔۔ ناکہ یہاں کا ماحول خراب کرنے اور اپنے کلائنٹس کے ساتھ ڈیٹ کرنے کے لئے“ میز پر دونوں ہاتھ رکھے اسکی جانب جھکتے ہوئے اس نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا۔۔ جیسے خود کر قابور کھنا چاہ رہا تھا۔۔

”میں آپکی بات نہیں سمجھا برو۔۔ میں نے ایسا کیا کر دیا ہے اور یہ کس ڈیٹ کی بات کر رہے ہیں آپ؟“ اور یہ شہر وز کی معصومیت۔۔

”مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے تم شہر وز۔۔ تمہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں میں۔ لڑکیوں سے دوستی اور فلرٹنگ میں تم ہمیشہ سے ہی بہت ایکسپریٹ رہے ہو مگر۔۔“ وہ تھوڑا اور جھکا تھا۔۔

”میں تمہیں اس آفس میں ایسا کچھ کرنے نہیں دوں گا۔۔“

”مگر میں نے ایسا کچھ نہیں کیا برو“ اور شہر وز کی معصومیت تو ختم ہی نہیں ہونی تھی۔

”سب نظر آ رہا ہے مجھے۔۔ اور اب“ وہ سیدھا کھڑا ہوا۔۔ چہرے کا تناؤ اب کچھ کم ہوا تھا۔۔

”یہ جو ابھی مس ایلاف کے ساتھ ڈنر فکس کر کے آئے ہو۔۔ اسے تم کینسل کرو گے“ اور ارحم کی بات پر تو شہر وز جیسے تڑپ ہی گیا تھا۔۔

”نہیں برو۔۔ میں ایسا کچھ نہیں کروں گا اتنی مشکلوں سے مانی ہے وہ“



”ٹھیک ہے پھر مجھے یقین ہے کہ انکل یہ جان کر بہت خوش ہونگے کہ تم ہماری کمپنی کی ڈیزائنرز کے ساتھ ڈنر پر گئے ہو وہ بھی بالکل ان پرفیشنل“ وہ کہہ کر آفس سے جانے لگا تھا جب شہر وز بھاگتا ہوا اس کے سامنے آکھڑا ہوا

--

”نہیں پلیز۔۔ پاپا کو کچھ مت بتائیے گا“

”جب کوئی ڈنر ہو گا ہی نہیں، تو پھر میں کیا بتاؤنگا انہیں؟“ اور اس بار معصومیت دکھانے کی باری ارحم کی تھی

--

”لیکن برو“ اور اسکی بات سنے بنا ہی ارحم آفس سے جا چکا تھا۔ فرق بس اتنا تھا کہ اس بار غصے کے بجائے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔۔ جبکہ اب شہر وز دوبارہ زمین پر آچکا تھا۔۔

”ڈن۔۔ فائنلی ہمارا کام ختم ہو گیا“ ارحم نے فائل بند کرتے ہوئے کہا تھا۔۔ جبکہ ایلان اب بھی کچھ لکھنے میں بڑی تھی۔۔

”میرا بھی بس ہو گیا“ آہستہ سے کہتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھ روکے اور مسکرائی۔۔ اسکا ڈیزائن ریڈی تھا۔۔

”یہ دیکھیں“ پیپر اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔ ارحم نے پیپر لے کر اسے غور سے دیکھا۔۔

”اگر کہیں کوئی چینجنگ کرنی ہے تو بتادیں۔۔“

”نہیں۔۔ اٹس پرفیکٹ۔۔ ویلڈن“ اس نے دل سے اسکی تعریف کی تھی۔۔ ایلاف نے واقعی ایک بہت بہترین ڈیزائن بنایا تھا۔۔ اور اس میں اسے اسکی زیادہ مدد کی ضرورت بھی نہیں پڑی تھی۔۔

”تھینکس۔۔ چلیں شہر وز کو بتاتے ہیں“ وہ کہہ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔ ار حم نے دیکھا وہ بہت خوش تھی؟ کیا آج کے ڈنر کی وجہ سے؟

”تم جاؤ مجھے کچھ کام ہے“ سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ دوبارہ فائل کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔۔ جبکہ ایلاف کو اسکا انداز سمجھ نہیں آیا۔۔

اب اگر شہر وز کے آفس کی جانب آؤ تو وہ اپنا سر پکڑے بیٹھا تھا۔۔

”کس مصیبت میں پھنس گیا یار۔۔ اب کیا کرونگا میں؟“ وہ مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔۔ ار حم نے تو واقعی اسے مشکل میں ڈال دیا تھا۔۔

”کم ان“ دروازے پر ہونے والی دستک پر اس نے بنا سراٹھائے کہا تھا۔۔

ایلاف آفس میں داخل ہوئی اور نظر سامنے بیٹھے ار حم پر پڑی تھی جو اپنا سر تھامے جانے کیا سوچ رہا تھا؟

”ابھی سے سر پکڑ لیا تم نے۔۔ ابھی تو کچھ ہوا ہی نہیں“ دل میں سوچتے وہ مسکراتی آگے بڑھی۔۔

”آریو اوک؟“ ایلاف کی آواز پر اس نے فوراً سراٹھایا۔۔ وہ اس کے سامنے ہی کھڑی تھی۔۔ چہرے پر فکر مندی لئے۔۔

”یس یس۔۔ آئی ایم۔۔ پلیز ہیو آسٹ“ اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ایلاف اسے بغور دیکھتے بیٹھی۔۔

”کیا بات ہے؟ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں“

”نہیں۔۔ کچھ نہیں آپ بتائیں“

”آپنے کہا تھا ہم دوست ہیں؟ کہا تھا نا؟“ ایلاف نے اس سے پوچھا تھا۔۔ اور شہروز کو اس کا یہ انداز حیران کر گیا تھا۔۔ آج وہ اس پر اتنی مہربان کیسے ہو گی؟

”ہاں۔۔ بالکل ہم ہیں“

”تو پھر اپنی اس دوست کو اپنی پریشانی نہیں بتائینگے آپ؟“ مسکراتے ہوئے اس سے کہا تھا۔۔ اور بس۔۔ یہ انداز ہی کافی تھا شہروز کو سب بھلانے کے لئے۔۔ اور وہ بھول بھی چکا تھا۔۔ ارحم کو۔۔ اسکی دھمکی کو

”رات ہونے والے ڈنر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ ایک یادگار بن جائے“ تھوڑا آگے جھکتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ انداز معنی خیز تھا۔

”وہ تو سمجھیں بن گیا“ ایلاف نے کاندھے اچکا کر کہا۔۔

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ ہماری پریزنٹیشن ریڈی ہو گی ہے۔۔“ فائل اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

”ریلی؟“ حیرانگی سے فائل اس کے ہاتھ سے لی اور اسے دیکھنے لگا۔۔

”ویلڈن! مجھے اس بات کا تو یقین تھا کہ آپکا بنایا ڈیزائن بہت خوبصورت ہوگا۔ مگر وہ اتنا جلدی تیار ہو جائے گا۔۔ اسکا یقین نہیں تھا مجھے۔۔“ اور یہ پہلی بار تھا جب اس نے واقعی اس سے امپریس ہو کر تعریف کی تھی۔۔ ناکہ امپریس کرنے کے لئے۔۔

”ارحم سرنے بھی میری بہت مدد کی۔۔ انفیکٹ یہ ہم دونوں ہی کی محنت کا نتیجہ ہے“ جو بھی ہوا ہو لیکن سچ تو یہی تھا کہ وہ اکیلے اتنی جلدی اسے ریڈی نہیں کر سکتی تھی۔۔

”برو تو ہیں ہی کمال کے۔۔ لیکن آپ بھی کسی سے کم نہیں ہیں“ معنی خیز انداز تھا۔  
 ”جانتی ہوں“ معنی خیز جواب تھا۔۔

”چلیں پھر اب آپ شام تک ریسٹ کریں۔۔ ڈنر پر آپ سے ملاقات ہوتی ہے“ شہروز کے کہتے ہی وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔۔

”شیور۔۔ میں انتظار کرونگی“ مسکرا کر کہتی وہ وہاں سے جا چکی تھی جبکہ شہروز اب شام کا انتظار کر رہا تھا۔۔ ارحم کی دھمکی کو بھلائے۔۔

اب اگر واپس ایلاف کے آفس کی جانب آؤ تو ارحم مطمئن سادر وازے کی جانب دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ اندر آرہی تھی۔۔

”کیا کہا اس نے؟“ اس نے سوال کیا۔۔

”انہیں ہمارا ڈیزائن بہت اچھا لگا اور کام وقت پر ہونے پر وہ خوش تھے“ مسکرا کر کہتے اس نے اپنے بیگ میں اپنا سامان ڈالنا شروع کیا تھا۔

”اور کیا کہا؟“ اس نے پھر پوچھا۔ ظاہر ہے اب وہ ڈنر کینسل ہونے کا ڈائریکٹ تو نہیں پوچھ سکتا تھا۔

”آج کے لئے آف دے دیا ہے۔ میں گھر جا رہی ہوں“ بیگ کاندھے سے لگائے وہ باہر کی جانب بڑھی ہی تھی جب وہ اچانک کھڑا ہوا ہوا۔

”اور ڈنر؟“ ایلاف کے بڑھتے قدم رکے تھے۔

”کیا ڈنر؟“ اوہ تو یہ تمہارا کام تھا؟ اسے اب شہر وز کی پریشانی سمجھ آئی تھی۔

”تمہارا ڈنر تھا نہ آج اس کے ساتھ؟“ اپنا سوال دہرایا تھا۔

”ہاں۔۔ ڈنر ہے میرا اس کے ساتھ۔۔“ اس نے ”ہے“ پر زور دیا تھا جس پر ارحم کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

”تم نہیں جاؤ گی؟“ اسکی جانب بڑھتے ہوئے کہا۔

”سوری! میں کہاں نہیں جاؤ گی؟“ وہ پھر انجان بنی۔

”تم اس کے ساتھ ڈنر پر نہیں جاؤ گی“ اب کی بار اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔

”یہ میری مرضی ہے کہ میں جہاں جانا چاہوں جاؤں اور جہاں نہ جانا چاہوں نہیں جاؤ گی۔ آپ کون ہوتے ہیں

مجھے بتانے والے؟“ اسے ارحم کے اس طرح روب جھاڑنے پر اب غصہ آنے لگا تھا۔

”تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں کون ہوں۔۔ اور اگر میں نے کہہ دیا کہ تم نہیں جاؤ گی تو تم نہیں جاؤ گی“ اپنی غصیلی آنکھیں اسکے چہرے پر گاڑتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اپنی بات دہرائی تھی۔۔

”تم کوئی نہیں ہو ار حم ہمدانی۔۔ کوئی بھی نہیں ہو تم۔۔“ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس نے کہا تھا اور جانے ایسا کیا تھا اسکی آنکھوں میں کہ ار حم کہ اندر کچھ ٹوٹ سا گیا تھا۔ اس کے الفاظ کسی تیر کی طرح اس کے دل میں لگے تھے۔۔ اور وہ رک سا گیا تھا۔۔ جبکہ وہ۔۔ اس پر اپنے الفاظ کے تیر برسا کروہاں سے جا چکی تھی۔۔

اس نے اپنی پلکوں پر مسکارا لگا کر آخری بار خود کو آئینے میں دیکھا۔۔

لال رنگ کی شرٹ جو آگے سے گٹھنوں تک اور پیچھے سے پاؤں کو چھوتی اس کے ساتھ بلیک کلر کا پجامہ اور دوپٹہ دائیں کاندھے میں لٹکائے۔۔ اپنے سیاہ کمر کے قریب آتے بال کھولے اور بائیں کاندھے پھیلائے، میک اپ کے نام پر آنکھوں میں کاجل، آئی لائینر کی ہلکی لائن، مسکارا اور ہونٹوں پر ریڈ لپ سٹک لگائے، کانوں میں کالے نگینے والے ٹاپس اور اسی کے ساتھ کالا کٹ پہنے اور ڈنر پر جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔۔ ہمیشہ سے کی زیادہ پرکشش اور خوبصورت لگتی وہ خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔۔ گہری سیاہ آنکھوں میں ایک چمک تھی۔۔ ایک عجیب سی چمک۔۔ جو نا تو خوشی کی تھی اور نا ہی کسی غم۔۔ پھر جانے یہ کیا تھا۔۔ جو اسکے ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ بن کر ابھرا تھا۔۔

موبائل پر بجنے والی ٹیون نے اسکی توجہ آئینے سے ہٹائی تھی۔۔ بیٹ کے پاس آکر دیکھا۔۔ اسی کی کال تھی۔۔

”آگئے تم؟“ موبائل کان سے لگائے فوراً کہا۔۔ جبکہ دوسری جانب شہروز کو ایک خوشگوار حیرت ہوئی۔۔ یہ پہلی بار تھا جب ایلاف نے اسے تم کہا تھا۔۔

”یس میم۔۔ آپکے اپارٹمنٹ کے سامنے کھڑا ہوں“ مسکرا کر کہا۔۔ نظریں ایلاف کے اپارٹمنٹ کی کھڑکی کی جانب تھیں۔

”آئی ایم کمنگ“ کال کٹ کر کے اس نے پلٹ کر ایک آخری نظر آئینے پر ڈالی اور پھر وہی مسکراہٹ۔۔ پر سرار سی۔۔

وہ اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔ بلیک پینٹ کوٹ پہنے، سٹائلیش براؤن بال جیل سے ڈکائے ہوئے، دائیں کلائی پر قیمتی کھڑی پہنے، گہری براؤن آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے وہ اسکے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔ جب اس نے سامنے اسے آتے دیکھا۔۔ اور ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔ آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا۔۔ وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔ کتنی حسین لگ رہی تھی وہ۔۔ اسے ماننا پڑا۔۔ اس نے آج تک اس سے زیادہ خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی تھی۔۔ وہ اسکے قریب آکھڑی ہوئی۔۔ شاید اسکے ہٹنے کا انتظار کر رہی تھی تاکہ وہ گاڑی میں بیٹھ سکے۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔ اسکے ہونٹ ہلے تھے۔۔ شاید وہ کچھ کہہ رہی تھی۔۔ مگر کیا؟

”ہیلو؟“ اسکے چہرے کے سامنے چٹکی بجائی تھی۔۔ اور ایک جھٹکے سے اپنے حواس میں واپس آیا۔۔

”کہاں گم ہو گئے؟“

”یو۔۔“ اس نے ایک بار پھر اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔۔ ”آر لو گنگ بیوٹیفل“

”تھینک یو۔۔ اب چلیں“ مسکرا کر پوچھا تھا۔۔ اور اب۔۔ وہ بھی مسکرایا تھا۔۔ گہری مسکراہٹ۔۔

”آفلورس مائی پرنس“ اس کے لئے فرنٹ ڈور کھولتے ہوئے کہا جبکہ ایلاف اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔

وہ جلدی سے اپنی سیٹ پر آکر بیٹھا اور اسے ایک نظر اور دیکھ کر ایک گہری سانس لی۔۔  
 ”اوک۔۔ سو۔۔ لیٹس گو“ اور اسی کے ساتھ اس نے گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔۔

”تو تم یہ کہہ رہے ہو کہ ایلاف۔۔ شہر وز میں انٹر سٹڈ ہے؟“ ہادی نے حیرانگی سے کہا تھا۔۔ جبکہ اس کے سامنے بیٹھے ار حم نے سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

”کیا؟“ اسے سمجھ نہیں آیا کہ ار حم اسے ایسے کیوں دیکھ رہا ہے؟

”وہ شہر وز میں انٹر سٹڈ نہیں ہے۔۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔“

”تو پھر وہ اس کے ساتھ ڈنر پر کیوں ہے؟“

”یہی تو مجھے سمجھ نہیں آرہا۔۔ وہ آخر یہ سب کیوں کر رہی ہے؟ وہ جان بوجھ کر اس کے قریب ہو رہی ہے اور مجھ سے دور۔۔“ وہ اب الجھنے لگا تھا۔۔ یہ پہلی بار تھا کہ وہ ایلاف کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔



”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اب وہ بدل گئی ہو۔۔ چار سال کسی انسان کے بدلنے کے لئے بہت ہوتے ہیں ار حم۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی شہر وز کو پسند کرنے لگی ہو“ ہادی نے اسے سمجھانا چاہا۔۔

”یہ سچ ہے کہ وہ بدل گئی ہے۔۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ اسے کس چیز نے بدلا۔۔ ہم نہیں جانتے کہ ان پچھلے دو سالوں میں کیا ہوا؟ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ شہر وز کو وہ پسند نہیں کرتی۔۔ وہ اسکے قریب ہو رہی ہے مگر اسکی وجہ ضرور کچھ اور ہے۔۔ کچھ تو ہے جو ہم میں سے کوئی نہیں جانتا“ ار حم نے سوچتے ہوئے کہا۔۔

”تو پھر ہمیں یہ معلوم کرنا چاہئے۔۔ تم نے مجھے پہلے بھی روک دیا تھا۔۔ مگر اگر تم چاہو۔۔ تو میں ایلاف کی اس فرینڈ۔۔ کیا نام تھا اسکا۔۔“ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی تھی۔

”سارا“

”ہاں۔۔ سارا۔۔ اسکے بارے میں معلوم کروں؟“

”لگتا ہے اب یہی کرنا ہوگا۔۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ایک اور کام بھی کرنا ہے“ وہ کہتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔۔

”کیا؟“

”ان دونوں کا ڈنر خراب“ اور ایک شرارتی مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔

”اس میں تو بہت مزہ آتا ہے“ اور ہادی بھی مفت کاڈں رکرنے کے لئے تیار کھڑا تھا۔۔

جبکہ اب یہاں سے کچھ دور اس ریسٹورانٹ کی جانب آؤں تو اس کے ٹاپ فلور میں صرف ایک ہی ٹیبل پھولوں اور کینڈلز سے ڈیکوریٹ ہوئی تھی۔۔ جس کے دونوں اطراف ہودو نوں بیٹھے تھے۔۔ ایلاف کی نگاہیں کھلے آسمان کی جانب تھیں جبکہ شہر وز کی اپنے سامنے بیٹھے اس چاند کی جانب۔۔

”کیسی لگی تمہیں یہ جگہ؟“ اسے مسلسل کسی سوچ میں گم دیکھ کر اس نے پوچھا۔۔

”بہت خوبصورت۔۔ میں نے پہلے کبھی اس طرح کسی کے ساتھ ڈنر نہیں کیا“ ایلاف نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ کینڈلز کی روشنی میں اس کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔

”اور میں نے بھی پہلے کبھی کسی کے لئے اتنا سب نہیں کیا“ شاید یہ پہلی سچی بات تھی جو اس نے کہی تھی۔۔

”اچھا۔۔ اور میرے لئے یہ سب کیوں کیا؟“

”کیونکہ تم ڈفرنٹ ہو۔۔ تمہارے لئے یہ سب کرنے کا دل چاہتا ہے۔۔ تمہیں اسی طرح اپنے سامنے بیٹھا دیکھنے کا دل چاہتا ہے“ اسے نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوئے اس نے معنی خیز انداز میں کہا تھا۔۔

”اور یہ لائن تم نے اب تک کتنی لڑکیوں سے کہی ہے“ مسکرا کر کہتے اسنے جو س کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا تھا۔۔ نظریں اسی کی جانب تھی۔۔ جو اسکے سوال پر ہنسا تھا۔۔

”سچ بتاؤں تو تم پہلی لڑکی نہیں ہو۔۔ اس سے پہلے بھی میری زندگی میں کی لڑکیاں آچکی ہیں جن کے ساتھ میں نے فلرٹ کیا ہے اور یہ تم سے چھپا ہوا نہیں ہے کیوں کہ پوری کمپنی میری عادتوں کے بارے میں جانتی ہے“ اس نے سچ کہنا ہی صحیح سمجھا تھا۔۔ ظاہر ہے ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ اس کی کمپنی میں کوئی کام کرے اور وہ اسکی

عاد توں کے بارے میں نہ سنے۔۔ یقیناً اب تک کسی ناکسی نے ایلاف کو اس کے بارے میں بتا ہی دیا ہو گا۔۔ اس لئے خود اقرار کرنے میں ہی اسکی امیج اچھی ہو سکتی تھی۔۔

”ایک منٹ۔۔ کیا تم میرے ساتھ ان لڑکیوں کی طرح فلرٹ کر رہے ہو؟“ گلاس واپس رکھتے ہوئے اس نے مصنوعی حیرانگی سے کہا تھا۔

”نہو۔۔ آئی ایم ویری سیریس اباؤٹ یو“ وہ فوراً گڑبڑایا تھا۔۔

”مائس جوک“ مسکرا کر کہتی وہ دوبارہ اپنی پلیٹ کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔ چائینیز کو اب وہ کیسے اگنور کر سکتی تھی۔۔

”اٹس ناٹ آجوک ایلاف۔۔ آئی ایم سیریسلی۔۔“ اور ایلاف کے موبائل پر بجنے والی ٹیون نے اسکی بات کاٹ دی تھی۔۔

”ایکسیوز می“ وہ اپنا موبائل اٹھاتی کھڑی ہوئی اور اب وہ اس سے دور جا رہی تھی۔۔

”ایسی کونسی کال ہے جو میرے سامنے پک نہیں کی جاسکتی؟“ اسے دور جاتے دیکھ کر اس نے سوچا۔۔

”تمہیں یقین ہے وہ دونوں یہی ہیں؟“ لفٹ میں آتے ہی اس نے ٹاپ فلور کا بٹن پریس کیا۔۔

”ہاں۔۔ سیکرٹری نے بتایا کہ اس نے ہی ٹیبل ریزرو کروائی ہے“ پینٹ کے دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ لفٹ کے کھلنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔۔

”کھانے میں کیا ہے؟“ اور آکلورس ہادی کو ڈنر کا انتظار تھا۔

”چائینیز“ ار حم نے سنجیدگی کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم؟“ اور اسی کے ساتھ لفٹ کا دروازہ کھلا تھا۔

”کیونکہ یہ اسے پسند ہے“ وہ تیزی سے باہر نکلا جبکہ ہادی اس کے پیچھے ہی۔

اس نے دیکھا۔ سامنے ہی پھولوں اور کینڈلز سے سجی ٹیبل پر شہر وز بیٹھا تھا۔

”واؤ۔ تو یہ دونوں یہاں اتنے رومینٹک ماحول میں کینڈل لائٹ ڈنر کر رہے ہیں۔ آریو شیور کہ وہ شہر وز

میں انٹر سٹڈ نہیں ہے؟“ ہادی نے اپنا سوال دہرایا۔ جبکہ ار حم نے آس پاس اپنی نظر دوڑائی اور اسے۔ ایک کونے میں موبائل کان سے لگائے وہ کھڑی نظر آئی تھی۔

”ہنڈریٹ پرسنٹ۔۔ تم شہر وز کے پاس جاؤ۔ میں اسے لے کر آتا ہوں“ اور اسے آرڈر دیتا وہ ایلاف کی جانب بڑھا تھا۔ جواب بھی موبائل میں بات کر رہی تھی۔

”آئی ایم ہنڈریٹ پرسنٹ شیور۔۔ مجھے کچھ دیر میں ہی کام پورا چاہئے“ وہ بہت سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

”اوک۔ آئی ایم ویٹنگ“ اور اسی کے ساتھ اس نے موبائل کان سے ہٹایا تھا۔

”کیا میرا ویٹ ہو رہا ہے؟“ اپنے قریب سے آتی آواز پر وہ چونک کر پلٹی۔ اور سامنے ار حم کو کھڑے دیکھ کر وہ

حیران رہ گئی۔

”آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟“ وہ اسے اتنا تیار دیکھ کر کچھ پل کے لئے رک سا گیا تھا۔ بس اس تھوڑی سی ہی تیاری کے ساتھ کتنی حسین لگتی تھی وہ۔

”ارحم سر۔۔ واٹ آر یو ڈو مینگ ہیسر؟“ اسے خود کو گھورتا پتا کر اس نے اپنا سوال دہرایا تھا۔

”یہ پبلک پلیس ہے۔۔ اور مجھے نہیں لگتا کہ میرے یہاں آنے پر کوئی پابندی ہے“ کاندھے اچکاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ آج اسکا انداز بدلا سا لگ رہا تھا۔

”اوک“ وہ کہہ کر وہاں سے جانے کے لئے ایک قدم آگے بڑھی ہی تھی کہ ارحم پھر اسکے سامنے کھڑا ہوا۔

”لگتا ہے تمہیں معلوم تھا کہ میں یہاں آؤنگا؟“ دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا۔ جبکہ ایلاف اسے سمجھ نہیں پار ہی تھی۔

”نہیں۔۔“

”اس تیاری کو دیکھ کر ایسا لگتا تو نہیں ہے“ معنی خیز انداز تھا۔ جو ایلاف کو حیران کر گیا تھا۔ وہ پہلے تو ایسے بات نہیں کرتا تھا۔ اب کیوں؟

”میں یہاں شہروز کے ساتھ ڈنر پر آئی ہوں مسٹر ارحم۔۔ اور یہ تیاری اسی لئے ہے“ اور اسکے جواب پر ارحم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔ وہ ایک قدم آگے ہوا۔ اسکے بے حد قریب۔۔ اور ایلاف۔۔ وہ تو اتنی حیران تھی کہ اپنے قدم پیچھے ہی نہیں کر پار ہی تھی۔ وہ تھوڑا جھک کر اس کے کان کے قریب آیا۔

”لیکن مجھے تو لگتا ہے کہ اس تیاری کی کوئی اور خاص وجہ ہے۔۔ شاید وہ کام جس کے پورے ہونے کا تم ویٹ کر رہی ہو“ اور ار حم کے الفاظ اسے حیرانگی کی انتہا پر لے گئے تھے۔۔ وہ مسکراتے ہوئے اس سے ایک قدم دور ہوا۔۔ نظریں اسکی سیاہ حیران آنکھوں پر تھیں۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ جو اسے بتا رہی تھیں کہ وہ صحیح ہے۔۔ یہ تیاری شہر وز کے لئے نہیں ہے۔۔ اور یہی بات ار حم کو خوش کرنے کے لئے کافی تھی۔۔

”چلیں“ اسے راستہ دیتے اس نے کہا جبکہ ایلاف بنا کچھ کہے آگے بڑھی تھی۔۔ ار حم واقعی ایک خطرہ تھا۔۔ اور آج اسے اس بات کا یقین ہو چکا تھا۔۔

وہ جب ٹیبل کے قریب پہنچی تو ہادی شہر وز کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔ ایلاف مصنوعی مسکراہٹ لئے اپنی جگہ پر بیٹھی اور ار حم کے لئے صرف ایلاف کے ساتھ ہی جگہ بچی تھی اور وہ وہاں بیٹھ چکا تھا۔۔ ہادی اور ار حم نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا۔۔ آخر وہ ڈنر خراب کر ہی چکے تھے۔۔ اور شہر وز کا اکتایا ہوا چہرہ اس بات کا گواہ تھا۔۔ جبکہ ایلاف ار حم کے الفاظوں میں گم اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔۔

اب اگر یہاں سے کچھ دور ہی ڈیفینس کے ایریے میں بنے اس بنگلے کی جانب آؤں کو یہاں دوسرے فلور پر موجود ایک بیڈروم کے سائیٹ پر رکھے سٹڈی ٹیبل پر ایک لیپ ٹاپ کھلا رکھا تھا۔۔ جس پر کرسی بیٹھا کوئی شخص مسلسل کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔

کچھ دیر بعد ہی اس نے پہلا دراز کھولا اور یو۔ ایس۔ بی اس میں سے نکال کر لیپ ٹاپ پر لگائی۔۔ سکرین پر اب ایک فائل اوپن ہوئی تھی۔۔ اور اب اس فائل کو کھولنے لگا تھا۔۔

”کیا ہوا شہر وز تم کچھ کھا نہیں رہے“ ار حم نے مسکراتے ہوئے شہر وز سے کہا جواب اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ ظاہر ہے وہ سمجھ چکا تھا کہ سب جان بوجھ کر ہو رہا ہے۔۔۔

”فلحال تو اسکا تمہیں کھانے کا دل کر رہا ہے“ اور ہادی کے اس جوک پر صرف وہ دونوں ہی ہنستے تھے۔۔۔ جبکہ شہر وز نے اب ایلاف کی جانب دیکھا۔۔۔ جو خاموشی سے کھانے کی جانب متوجہ تھی۔۔۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔۔

”اسے ایسے مت دیکھو۔۔۔ اسے چائینیز تم سے زیادہ عزیز ہے“ ار حم کے کہنے پر جہاں ہادی کا قہقہہ ایک اور بار گونجا تھا وہی ایلاف اور شہر وز دونوں نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔۔

اس نے اب اس فائل کچ کا پی کیا۔۔۔ اور ایک سوشل میڈیا ویب سائٹ اوپن کی۔۔۔ شاید فیس بک؟ یا شاید ٹویٹر؟ اب وہ اس فائل کو وہاں اپلوڈ کر رہا تھا۔۔۔ اس نے دیکھا۔۔۔ لوڈنگ چل رہی تھی۔۔۔ اور ساتھ ہی میز کی سطح پر اسکی انگلیاں بھی۔۔۔

۱۰ پر سنٹ۔۔۔ ۴۰ پر سنٹ۔۔۔ ۶۰ پر سنٹ۔۔۔ ۱۰۰ پر سنٹ۔۔۔

اور فائل اپلوڈ ہو چکی تھی۔۔۔ اسی کے ایک مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔۔

”تو ار حم نے اسے تنگ کرنے کا یہ نیا طریقہ نکالا ہے۔۔۔ اف ایلاف۔۔۔ کیسے سنبھالو گی تم ان دونوں کو“ اسی سوچ کے ساتھ اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔۔ اور پھر۔۔۔ موبائل پر مسیج ٹیون بجی تھی۔۔۔ جس نے ایلاف کے ساتھ ساتھ ار حم کی توجہ بھی حاصل کی۔۔۔

”ڈن“ اور ناجانے اس ایک لفظ میں ایسا کیا تھا کہ ایلاف کے ہونٹ مسکرائے تھے۔۔ اور ارحم نے دیکھا۔۔ یہ ایک سچی مسکراہٹ تھی۔۔ بالکل ویسی جیسی آج سے چار سال پہلے اس نے دیکھی تھی۔۔ اسکی سیاہ آنکھوں میں خوشی کی ایک جھلک تھی۔۔

اور ارحم یہ جاننے کو بے تاب تھا کہ اس ایک ”ڈن“ میں ایسا کیا جادو تھا۔۔ جو اسے اپنی پرانی ایلاف کی ایک جھلک دیکھا گیا۔۔

جبکہ شہر و زار حم کی نظریں مسلسل ایلاف پر دیکھ کر جل بھن گیا تھا۔۔

”تو اسی لئے برو مجھے اس ڈنر سے روکنا چاہتے تھے۔۔ کیونکہ وہ خود ایلاف سے اپریسڈ ہیں۔۔ سوری برو یہ نہیں ہونے والا“ سوچتے ساتھ ہی اس نے اپنی کولڈ ڈرنک کا گلاس ہونٹوں سے لگایا۔۔

”چلیں!“ شہر و ز کی آواز پر اس نے اپنی نظریں اسکی جانب کی تھیں۔۔ جو کھڑا ہو چکا تھا۔

”ہاں چلتے ہیں پر پلیز یہ بچا ہوا کھانا پیک کروادینا بہت ٹیسٹی ہے“ اور ہادی کے بے تکے جواب پر ایلاف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔

”تم کھانے کی فکر مت کرو۔۔ جب چاہوں یہاں آکر کھا سکتے ہو تم۔۔ یہ ریسٹورانٹ یہیں ملے گا“ ارحم نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔

”لیکن مفت کاتو نہیں ملے گا نہ اور تمہیں نہیں معلوم کہ کسی اور کے جیب سے کھائے ہوئے کھانے کا ذائقہ کتنا لاجواب ہوتا ہے“ ایک آنکھ مارتے ہوئے شرارتی انداز میں کہا۔۔



”یو آرنی بوائے۔۔ ڈونٹ وری نیکسٹ ٹائم جب تم چاہو میں تمہاری یہاں بکنک کروا کر دوں گا“ شہر وز نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

”اب چلتے ہیں۔۔ صبح پر یزٹیشن دیتی ہے اور اس کے لئے فریش رہنا بھی ضروری ہے“ ایلاف کی بات پر سب نے سر ہلایا۔۔

”میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں“ شہر وز نے گاڑی کے قریب آتے کہا۔۔

”شیور“

اور اسی کے ساتھ شہر وز نے گاڑی کا فرنٹ ڈور ایلاف کے لئے کھولا۔۔ مگر اس سے پہلے کہ ایلاف آگے بڑھ کر بیٹھتی۔۔ تیزی سے آتے ہادی نے اسکی سیٹ پر قبضہ کر لیا تھا۔۔

”یہ تم کیا کر رہے ہو؟“

”وہ ایکچولی میری گاڑی کا فیول ختم ہو گیا ہے اور مجھے بہت نیند آرہی ہے اس لئے ہم سب ساتھ جائینگے۔۔ پہلے مس ایلاف کو ڈراپ کرتے ہیں پھر جانا تو ہمیں ایک ہی گھر ہے نا۔۔ کیوں مس ایلاف۔۔ اپنی اشو؟“ اور ہادی کے پوچھنے پر ایلاف ایک بار پھر مسکرائی تھی۔۔

”نہیں۔۔ میں پیچھے بیٹھ جاتی ہوں“ وہ پیچھے کا دروازہ کھول کر بیٹھی جبکہ گردن دائیں جانب موڑنے پر اسے اپنے ساتھ ایک بار پھر رحم بیٹھا نظر آیا۔۔ نظر ڈرائیونگ سیٹ پر سنجیدہ چہرہ لئے بیٹھتے شہر وز پر ڈالی۔۔ جو کھا جانے والی نظروں سے ارحم کو دیکھ رہا تھا۔۔ جبکہ ارحم نے نظریں کھڑکی کی جانب پھیر دیں۔۔

ایک گہری سانس لے کر ایلاف نے اپنی نظریں بھی کھڑکی سے باہر کے مناظر کی جانب کی تھیں۔۔

”جانتی ہوں تم نے یہ سب ہمارا ڈنر خراب کرنے کے لئے کیا ارحم۔۔ مگر مجھے خوشی ہے کہ اس خوشی کے موقع پر تم میرے ساتھ تھے۔۔“ اور اسی سوچ کے ساتھ ایک دلکش مسکراہٹ ایلاف کے ہونٹوں پر آئی۔۔ جو شہروز اور ارحم۔۔ دونوں ہی کی نظروں سے بچ گئی تھی۔۔

وہ سب ناشتے کے ٹیبل کر بیٹھے تھے۔۔ مگر آج سب کو ہی جلدی تھی۔۔

ہادی صاحب کو اپنے ”مشن سارا“ پر کام شروع کرنے یونیورسٹی جانا تھا۔۔

عامر ہمدانی اور شیلہ ہمدانی نے ایک چیرٹی ایونٹ میں جانا تھا۔۔

جبکہ ارحم اور شہروز کے لئے آج کا دن اہم تھا۔۔ آج انکے ڈیزائن کی پریزنٹیشن جو ہونے والی تھی۔۔ اور دونوں ہی ایک ڈر اور امید لئے جلدی جلدی اپنا ناشتہ پیٹا رہے تھے۔۔ آج پراجیکٹ انہیں ملنا تھا۔۔ اور اسکا ان دونوں کو یقین تھا۔۔

”بس۔۔ اب ہمیں چلنا چاہئے“ ارحم نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور شہروز بھی فوراً ہی کھڑا ہوا۔۔

”ارے ناشتہ تو ٹھیک طرح کر لو“ شیلہ ہمدانی نے انہیں ٹوکا۔۔

”نہیں ماما۔۔ اب ہم اور نہیں رک سکتے۔۔ چلیں برو“ شہروز کہتا ہوا باہر کی جانب بڑھا۔۔

”ہمارے لئے دعا کیجئے گا آنٹی“ ارحم بھی اب باہر کی جانب بڑھا۔۔

”مجھے یقین ہے کہ آج شہروز ضرور کامیاب ہوگا“ شیلہ ہمدانی نے گہری سانس لیتے کہا۔۔

”اسے کامیاب ہونا ہی ہوگا۔۔ یہ پراجیکٹ لاکھوں کا منافعہ اور لاکھوں کا نقصان کروا سکتا ہے“ عامر ہمدانی اسی

کے ساتھ اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔۔

”میں لاؤنچ میں ہوں تم تیار ہو کر آ جاؤ۔۔ ایونٹ شروع ہونے والا ہے“

”جی“ وہ بھی اب اپنے کمرے میں تیار ہونے جا چکی تھیں۔۔

اب اگر یہاں سے دور ہمدانی انٹیریئر میں آؤں تو لفٹ کا دروازہ کھلتا ہے۔۔ شہر وز اور ار حم دونوں ہی باہر نکلتے سامنے کھڑی ایلاف کے پاس جاتے ہیں جو کہ سیکریٹری سے کچھ بات کر رہی تھی۔۔

”تم سب ریڈی کرو میں ابھی آتی ہوں“ ایلاف کی بات پر سر ہلاتی وہ سیکریٹری وہاں سے جا چکی تھی جبکہ اب ایلاف مسکراتے ہوئے اپنی طرف آتے ان دونوں باسز کو دیکھ رہی تھی جن کے چہرے پر اطمینان اور سنجیدگی تھی۔۔

”سب ریڈی ہے؟“ شہر وز کی جانب سے سوال ہوا۔۔

”ہاں میٹنگ روم ریڈی کر دیا گیا ہے میں اب اسے دیکھنے ہی جا رہی تھی کہ کچھ رہ نہ گیا ہو۔۔ اور ساتھ ہی پراجیکٹر وغیرہ بھی سیٹ کر رہے ہیں۔۔“ پراجیکشنل انداز میں کہا تھا۔۔ ار حم نے دیکھا۔۔ وہ بہت مطمئن تھی۔۔

”مجھے یقین ہے کہ یہ پراجیکٹ آج ہمیں ضرور ملے گا“ شہر وز نے مسکرا کر کہا۔۔

”بلکل ہم نے اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے۔۔ یقیناً ہم دونوں کی محنت رنگ لائے گی“ ار حم نے دونوں کو ہی تسلی دی تھی۔۔

”ایسا ہی ہو گا۔۔ میں جا کر فائنل چیک اپ کرتی ہوں۔۔ وہ لوگ دس منٹ میں پہنچنے والے ہیں“ انہیں مسکرا کر کہتی وہ میٹنگ روم کی جانب گئی جبکہ ار حم اور شہر وز اپنے اپنے آفس کی جانب بڑھے۔۔

چیریٹی ایونٹ سکولز کے بچوں کو یونیفارمز، بکس اور کچھ غریب بچوں کی تعلیم کا خرچہ اٹھانے کے لئے رکھا گیا تھا۔۔۔ یہاں کی امیر گھرانے کے لوگ اپنی توفیق کی مطابق چیریٹی کرنے آتے ہیں۔۔۔ ظاہری طور پر دیکھا جائے تو یہ سب غریب عوام کی مدد کے لئے جمع ہوتے ہیں احساس ہمدردی کے جذبے کو یقینی بنانے۔۔۔ مگر اصل میں تو یہ سب اپنا نام بنانے یہاں آتے ہیں۔۔۔ سیٹج پر کھڑے ہو کر اپنی رقم کو کسی فیملی کے لئے فکس کرنا۔۔۔ کسی کی تعلیم کا خرچہ اپنے ذمے لے کر یہ دنیا کی نظر میں نیک اور ہمدرد انسان ہونے کا ٹائٹل جیتتے ہیں۔۔۔ اور اس وقت اسی طرح کے ایک ایونٹ میں موجود عامر اینڈ شیلہ ہمدانی ان غریب بچوں کے لئے اپنی مدد پیش کرنے آئے تھے۔۔۔ شیلہ ہمدانی کے لئے تو یہ باقی سب کی طرح اپنا نام بنانے کا ایک ذریعہ تھا۔۔۔ مگر عامر ہمدانی اسے دل سے دوسروں کی مدد اور احساس کی وجہ سے کرتے تھے۔۔۔ اس لئے وہ کبھی بھی اس طرح کے ایونٹ میں اپنا نام اناؤنس نہیں کرواتے تھے اور نہ ہی وہ خود کو ظاہر کرتے تھے۔۔۔ یہیں اسی بھیڑ میں کوئی اور شخص جو کہ انہیں کا بندہ ہوتا ہے وہ چیریٹی کرتا ہے اور اس کے پیچھے ہوتے ہیں عامر ہمدانی۔۔۔ جبکہ دنیا کے سامنے کوئی اور۔۔۔ شیلہ ہمدانی کو ان کا یہ طریقہ کچھ خاص پسند نہیں آتا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے آتے اور دیکھ کر چلے جاتے جبکہ عامر کا ہی کوئی بندہ ان کی طرف سے چیریٹی کر دیتا تھا۔۔۔ ایسے میں ان پر تو کسی کی نظر بھی نہیں پڑتی تھی۔۔۔ جبکہ عامر ہمدانی اسی میں خوش رہتے تھے۔۔۔ ان کے نزدیک چھپ کر کی گئی مدد ہی سکون دیتی ہے۔۔۔ اور شاید یہ صحیح بھی تھا۔۔۔

میٹنگ روم میں سب کچھ تیار ہو چکا تھا۔۔۔ منیجر اور کچھ ضروری سٹاف وہاں پہنچ چکا تھے جبکہ شہروز، ارحم اور ایلاف اب دوسری پارٹی کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ اور ان کا انتظار ختم بھی ہو گیا۔۔۔

لفٹ کا دروازہ کھلا۔ اور تین لوگ باہر آئے۔ ایلاف نے دیکھا۔ درمیان میں چلتا شخص تقریباً اٹھائیس یا انیس سال کا آدمی تھا۔ گرے پیٹ کوٹ پہنے، ہلکی بیئرڈ، سٹائلش کالے بال، صاف رنگت، آئی برو کے اوپر کسی پرانی چوٹ کا نشان جو کہ چہرے کے نقوش کو مزید پرکشش بنا رہا تھا، سنجیدہ چہرہ لئے وہ ایک ہاتھ اپنی پیٹ کی پاکٹ میں ڈالے انکی جانب اپنے پورے روب کے ساتھ بڑھ رہا تھا۔ جبکہ اسکے بائیں جانب شاید اسکا منیجر جو کہ چالیس کے قریب تھا بلو پیٹ کوٹ میں آ رہا تھا۔ جبکہ دائیں جانب آتی لڑکی جس نے حد سے زیادہ ٹائٹ کپڑے پہنے ہوئے، میک سے لپٹا چہرہ اور کھلے ہوئے بال، اپنے ہاتھ میں ایک فائل لئے آرہی تھی۔ شاید وہ اسکی وائف تھی؟

”لیکن سارہ نے تو کہا تھا کہ وہ ان میریڈ ہے؟“ اس نے سوچا۔

”ہیلو مسٹر سعد طارق۔۔ آئی ایم شہروز ہمدانی سن آف عامر ہمدانی“ شہروز نے انکے پہنچتے ہی مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اپنا تعارف کروایا۔ جس پر اس شخص نے ایک ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اسکا ہاتھ تھاما۔

”مائس ٹومیٹ یو مسٹر شہروز۔۔“ ایلاف نے محسوس کیا۔ اسکی آواز بھاری اور پرکشش تھی۔۔ بالکل اسکی مسکراہٹ کی طرح۔۔

”مائی منیجر مسٹر شہباز“ بائیں جانب کھڑے منیجر کا تعارف کروایا جس پر شہروز نے مسکرا کر سر ہلایا۔ ”اینڈ مائی سیکریٹری مس نوشین“ شہروز نے ایک نظر اسے سر سے پیر تک دیکھا۔ اور یہ پہلی بار تھا۔ جب ایسی لڑکی کو سامنے دیکھ اسے کوئی انٹرست نہیں ہوا تھا۔ ایک مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ اسے ویلکم کیا۔ ورنہ وہ تو ڈائریکٹ ہاتھ بڑھانے والا انسان تھا۔

”اوہ تو یہ سیکریٹری ہے۔۔ لگتی تو کہیں سے نہیں“ ایلاف نے گہری سانس لی تھی۔۔ جانے آج کل کی لڑکیوں کو کیا ہو گیا ہے۔ اتنا میک اور ایسے کپڑے وہ بھی آفس میں !

”ہی ازمائی پارٹنر مسٹر ار حم ہمدانی“ اب شہروز نے تعارف کروایا تھا۔۔ جس پر سعد اور ار حم نے ہاتھ ملایا۔۔

”اینڈ مائی ڈیزائیز مس ایلاف“ اور اب سعد طارق کی نظر اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی کی جانب گئی۔۔ جو پنک ٹاپ اور بلیک ڈرافٹ پہنے، میک سے بے نیاز چہرہ، ہونٹوں پر ہلکی پنک لپ سٹک لگائے۔۔ گہرے سیاہ بال پونی ٹیل میں قید کئے اور اسی پونی میں ایک پین پھنسا ئے، اپنے گہری سیاہ آنکھوں سے اسکی جانب دیکھ کر مسکرائی۔۔ آج تک کی سب سے خوبصورت مسکراہٹ۔۔ جس سے نظریں ہٹانا اس کے بس میں نہیں تھا۔۔ وہ دیکھ سکتا تھا۔۔ اس چہرے کی مسکراہٹ کے ساتھ اب وہ اسے آنکھوں سے کوئی اشارہ کر رہی تھی۔۔ مگر کیا؟

”اہم“ شہروز کے گلے کی آواز اسے ہوش میں لائی۔۔

”چلیں“ ار حم نے سنجیدگی سے کہتے انہیں میٹنگ روم کا راستہ دکھایا۔۔

”شیور“ وہ اب سنجیدہ چہرہ لئے آگے بڑھا۔۔ جانے اسے کیا ہو گیا تھا۔۔

اور اسکے جاتے ہی وہ سب بھی اندر کی جانب بڑھے تھے جبکہ ایلاف ار حم کی غصیلی نگاہیں مسلسل خود پر محسوس کر رہی تھی۔۔

”اب میں نے کیا کر دیا؟“ اور وہ یہ بس سوچ کر ہی رہ گئی۔۔

کچھ دیر بعد سب میٹنگ روم میں اپنی جگہ پر بیٹھے نظر آرہے تھے۔ فرسٹ سیٹ پر شہروز، اس کے دائیں جانب ار حم اور بائیں جانب ایلاف کی خالی سیٹ۔ اس کے ساتھ منیجر۔ اور ار حم کے ساتھ سعد طارق پھر اسکا منیجر اور آگے ہی اسکی سیکریٹری جو مسلسل نوٹس میں کچھ لکھنے میں مصروف دکھائی دے رہی تھی۔ جبکہ میٹنگ روم میں اس وقت صرف پراجیکٹر کی روشنی تھی۔ سامنے جمگماتی سکریں پر ایک گراف بناتا تھا جس کے ایک ایک حصے کے بارے میں ایلاف ان سب کو سمجھا رہی تھی۔ فائدے بتا رہی تھی۔ شہروز اور ار حم کو وہ گراف ہر طرح سے پرفیکٹ لگا تھا۔ جبکہ سعد طارق۔

اسے یہ گراف بنانے والی ڈیزائنر ہر طرح سے پرفیکٹ لگی تھی۔ اسکے بولنے کا انداز، اسکا کانفیڈنٹ، اسکی مسکراہٹ، اسکا کام۔ اسکا نام اور وہ خود۔ اور اسکی آواز؟ لیکن وہ کیوں نہیں آرہی؟

اور اس سے پہلے وہ اس سوال کا جواب ڈھونڈ پاتا۔ میٹنگ روم کی تمام لائٹس آن ہوئی اور اسے اب احساس ہوا کہ پریزنٹیشن ختم ہو چکی تھی۔

”سو مسٹر سعد۔ کیسا لگا آپکو ہمارا ڈیزائن؟“ شہروز ہمدانی کے سوال کو وہ تھوڑا گڑبڑایا تھا۔ اب کیسے کہتا کہ اسنے تو صرف ڈیزائن کو دیکھا ہے۔ ڈیزائن کا تو اسے کچھ معلوم ہی نہیں۔

مدد کی نگاہوں سے اپنے ساتھ بیٹھے منیجر کی جانب دیکھا۔ جو کہ مسکرا رہا تھا۔ شاید وہ بھی اپنے باس کی حالت جان گیا تھا۔

”ڈیزائن پر فیکٹ تھا“ اسکے کان کے قریب سرگوشی کی۔



”اُس پر فیکٹ۔۔ ہمیں یہ پسند ہے“ سعد ہمدانی نے مسکرا کر کہا جس پر ار حم اور شہروز۔۔ دونوں ہی کے چہروں پر خوشی کی لہریں دوڑی تھیں۔۔

”مس ایلاف نے بہت بہترین کام کیا ہے۔۔ آئی ایم امپریسڈ“ ایلاف کی جانب دیکھتے کہا۔۔

”تھینک یو سر“ پرائیمنٹل انداز تھا۔۔

”نونو۔۔ ڈونٹ کال می سر۔۔ آئی ایم ناٹ یور باس۔۔ سو یو کین کال می سعد“

”تھینک یو مسٹر سعد“ وہ ایک بار پھر مسکرائی تھی۔۔

”تو پھر ہم یہ کانٹریکٹ ڈن سمجھیں“ ار حم نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔ ظاہر ہے اب ان دونوں کا ایک دوسرے کو اس طرح مسکرا کر دیکھنا وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا۔۔

”آفلورس۔۔ ہم اسے آج ہی۔۔۔۔۔“

”نو“ سیکریٹری نو شین نے سعد کی بات کاٹ دی تھی۔۔ جس پر سب کی نظریں اسکی جانب گئی تھیں۔۔ جن میں سب سے سخت نظر سعد طارق کی تھی۔۔

”ہم یہ ڈیزائن ایکسیپٹ نہیں کر سکتے“ کاندھے اچکاتے ہوئے اس نے کہا۔۔ اور اس کی یہ بات ار حم اور شہروز کو بھی غصہ دلائی تھی۔۔

”مس نو شین۔۔ بیسیو یور سیلف“ سعد کی سنجیدہ آواز پر وہ تھوڑا گھبرائی۔۔

”بٹ سر۔۔ ہم یہ کانٹریکٹ نہیں کر سکتے“ اب کی بار اس نے ڈرتے ڈرتے اپنی بات مکمل کی۔۔

”اور آپ ایسا کیوں نہیں کر سکتیں مس نوشین؟“ اب شہروز کی جانب سے سوال ہوا تھا۔۔

”بیکوز دس از کاپیڈ۔۔ یہ ڈیزائن نقلی ہے“

”کیا بکواس کر رہی ہو تم“ نوشین کی بات پر شہروز تقریباً دھاڑتا ہوا اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور اسے دیکھتے ہی باقی سب بھی۔۔

”شہروز۔۔ آرام سے“ ارحم نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔۔

”یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس نوشین؟ یہ ڈیزائن میں نے اور مسٹر ارحم نے دن رات ایک کر کے ریڈی کیا ہے۔۔ اور آپ کہہ رہی ہیں کہ یہ کاپی ہے؟“ ایلاف نے تحمل سے کہا۔۔ یہ صرف وہی جانتی تھی کہ اس وقت وہ خود کو کیسے کنٹرول کر رہی تھی۔۔

”آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے مس نوشین؟“ منیجر نے دبے دبے غصے سے کہا۔۔

”میں ٹھیک کہہ رہی ہوں سر۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔“ اس نے اپنا موبائل نکال کر سعد کی جانب بڑھایا۔

”یہ دیکھیں۔۔ یہ ڈیزائن انٹرنیٹ سے اٹھایا گیا ہے۔۔ کسی آن لائن ڈیزائنرز کا ڈیزائن ہے یہ“ نوشین کے ہاتھوں سے موبائل لے کر سعد نے دیکھا۔۔ یہ واقعی وہی ڈیزائن تھا۔۔ اسے محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں خون تیزی سے دوڑ رہا ہو۔۔ پورا جسم غصے کی لپیٹ میں ہو۔۔ اس نے موبائل میز پر سب کے سامنے رکھا۔۔

اور جیسے ہی سب کی نظر موبائل سکرین پر پڑی۔۔ شہر وز اور ار حم کے چہرے کے رنگ ہی سفید پڑ گئے تھے۔۔ جبکہ ایلاف اپنے جگہ بالکل پتھر بن چکی تھی۔۔

”یہ۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا“ وہ شہر وز اور ار حم کے درمیان آئی۔۔ تاکہ موبائل صاف دیکھ سکے۔۔

”یہ ہو چکا ہے مس ایلاف۔۔ میں تو سمجھا تھا کہ آپ ایک بہت ڈفرینڈ ڈیزائنر ہیں۔۔ مگر آپ تو فیک نکلیں“ سعد طارق کی آواز میں اس نے غصہ سے زیادہ نفرت محسوس کی۔۔ مگر کیوں؟

”تو آپ سب نے یہ مزاق کرنے کے لئے ہمیں یہاں بلایا۔۔ یہ کام کرتی ہے آپ کی کمپنی۔۔ انٹرنیٹ کے ڈیزائنر کاپی؟“ سعد اب اپنی بھڑاس ان پر نکال رہا تھا۔۔ اور وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اسے غصہ ان پر آ رہا ہے یا خود پر۔۔

”نہیں شہر وز۔۔ بلیومی۔۔ یہ ڈیزائن میں نے خود بنایا تھا۔۔ تم چاہو تو ار حم سر سے پوچھ لو۔۔ میں نے کاپی نہیں کیا“ اس نے بے اختیاری میں کہتے ہوئے شہر وز کا بازو پکڑا۔۔ جوار حم کے ساتھ ساتھ سعد طارق کی نظروں میں بھی آچکا تھا۔۔ اس کا غصہ مزید بڑھا۔۔

”یو آر فیک مس ایلاف۔۔ اینڈ آئی ہیٹ فیک پیپلز۔۔ کانٹریکٹ ختم“ اور اپنے الفاظ کے آخری تیر اس پر برساکر وہ وہاں سے جا چکا تھا۔۔ اسے اب خود پر بھی غصہ آ رہا تھا۔۔ وہ کیسے ایک ایسی لڑکی کے لئے جذبات ابھارنے لگا تھا جو کہ فیک تھی۔۔ یا پھر اسے غصہ اس بات کا تھا کہ وہ شہر وز کے اتنے کلوز تھی۔۔؟؟

اور اب اگر رحم کی جانب دیکھو تو اس کے دل میں کچھ ٹوٹ سا گیا تھا۔۔۔ پراجیکٹ ہاتھ سے نکلنے کے بجائے اسے ایلاف کا شہر وز کے اس قدر قریب ہونا توڑ گیا تھا۔۔۔ وہ کیسے اس کے سامنے اپنی صفائی پیش کر رہی تھی۔۔۔ وہ کیسے اس کا بازو پکڑ رہی تھی۔۔۔ کیا شہر وز کا اعتماد اتنا ضروری تھا اس کے لئے۔۔۔ اس نے دیکھا۔۔۔ شہر وز نے اس کا بازو پکڑے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھا۔۔۔

”مجھے تم پر سب سے زیادہ یقین ہے ایلاف۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ تم ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔ اور یہ جس نے بھی کیا ہے۔۔۔ میں اسے ڈھونڈ کر جیل پہنچاؤنگا۔۔۔ تم پریشان نہ ہو“ اور اس کے الفاظ پر ایلاف کتنی پر سکون ہوئی تھی۔۔۔ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا۔۔۔ نظر رحم کے چہرے پر پڑی۔۔۔

اس نے دیکھا۔۔۔ رحم کے چہرے پر درد اور تکلیف کے تاثرات تھے۔۔۔ اور اسکی آنکھیں۔۔۔ اسکی آنکھوں میں موجود اس کے ٹوٹے دل کا درد دیکھ کر اسے گلٹ نے گھیرا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ وہ رحم کے ساتھ زیادتی کر رہی ہے۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اسے ہرٹ کرنے کی وجہ بن رہی ہے۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ وہ سیلفش بن رہی ہے مگر اسے یہ کرنا تھا۔۔۔ اپنے مقصد کے حصول کے لئے اسے رحم کو خود سے دور کرنا تھا۔۔۔ ہر حال میں۔۔۔

”اب۔۔۔ اب کیا ہوگا۔۔۔ یہ کانٹریکٹ ہمارے ہاتھ سے چلا گیا شہر وز۔۔۔ میرے وجہ سے یہ کمپنی اتنے لاس میں چلی گی“ اسی کے ساتھ آنسو کا ایک قطرہ اسکی آنکھوں سے گرا تھا۔۔۔ جو رحم کو تڑپا گیا تھا۔۔۔

”آپکی وجہ سے کچھ نہیں ہوا مس ایلاف۔۔۔ ضرور ہماری کمپنی میں سے ہی یہ کسی کی سازش ہے۔۔۔ ہم اسکا پتہ لگوا لیں گے۔۔۔ آپ پلیز روئیں مت“ خود کو پرائیفل رکھتے ہوئے اس نے کہا۔۔۔ اور ایک نظر دونوں پر ڈال کر لمبے

قدم اٹھاتا وہاں سے چلا گیا۔ اور اس کے جاتے ہی وہ شہر وز سے تھوڑا دور ہوئی جواب بے حد پریشان لگ رہا تھا۔۔۔

”پاپا کو معلوم ہوا تو وہ اسکا ذمہ دار مجھے ٹھہرائیں گے۔۔۔ اب کیا ہو گا؟“ اپنے دونوں ہاتھوں سے بال پکڑے وہ بڑبڑایا تھا جبکہ اسے کن انکھیوں سے دیکھتی ایلاف نے اپنے آنسو صاف کئے۔۔۔

”تم فکر مت کرو شہر وز۔۔۔ میں انہیں بتاؤنگی کہ اب سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ ہم سب نے پوری کوشش کی تھی۔۔۔ مگر ناجانے یہ لیک کیسے ہو گیا“ اسے تسلی دیتے کہا۔۔۔

”میں پتہ کر کے رہونگا کہ ان سب کے پیچھے کون ہے۔۔۔“ غصے میں کہتا ہوا وہاں سے نکلا جبکہ اب ایلاف بھی اپنے آفس کی جانب بڑھی۔۔۔ ہونٹوں پر ایک پر سرار سی مسکراہٹ دبائے۔۔۔

وہ اپنے آفس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔ چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

”سر۔۔۔“

”لیومی الون نوشین۔۔۔“ اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ دھاڑا۔۔۔ جس پر وہ فوراً اس کے آفس سے باہر نکلی تھی۔۔۔

”ایسا کیسے کر سکتی ہے وہ۔۔۔ آئی کانٹ بیلو دس“ اب وہ مسلسل دائیں بائیں چکر لگا رہا تھا۔۔۔ سوچیں اسی ڈیزائینر کی جانب جا رہی تھیں جس کی پرسنالٹی نے اسے مرغوب کیا تھا مگر پھر اسکی اتنی چیپ حرکت پر حیران رہ گیا۔۔۔ کیا

ایسا معصوم چہرہ بھی یہ کام کر سکتا ہے؟ اور اب اسے خود پر ہی غصہ آرہا تھا۔ کیسے؟ آخر کیسے وہ اسکے سحر میں جکڑ گیا۔۔۔

موبائل پر ہونے والی رنگ نے اسکی توجہ حاصل کی۔۔۔ وہ میز کی جانب تیزی سے بڑھا جہاں موبائل رکھا تھا۔۔۔ ارادہ تو اسے بند کرنے کا تھا مگر سکرین پر آتے نام کو دیکھ کر وہ رک گیا۔۔۔ پر کچھ سوچ پر کال ریسیو کی۔۔۔

”ہاں سارا۔۔۔ کہو“ گہری سانس لے کر جیسے خود کو ریلیکس کیا۔۔۔

”کیسی رہی آپکی میٹنگ۔۔۔ آپکو ڈیزائن پسند آیا؟“ سارا نے ایکسائیٹڈ ہو کر پوچھا۔۔۔ جس پر ایک بار پھر وہ چہرہ اسکی نظروں کے سامنے گھوما تھا۔

”وہ کاپیڈ تھا“ مختصر جواب دے کر وہ سارا کو حیران کر گیا۔۔۔

”کاپی؟؟؟ یہ کیا کہہ رہے ہیں بھائی آپ؟“

”یس۔۔۔ انکی نیو ڈیزائنز نے انٹرنیٹ سے ایک ڈیزائن کاپی کر کے پریزنٹ کیا۔۔۔ شی از سچ اسٹوپیڈ گرل“ چباچبا کر کہتا وہ سارا کو کچھ دیر کے لئے خاموش کر گیا تھا۔۔۔

”اب۔۔۔ اب کیا ہو گا بھائی؟“ لہجے میں پریشانی تھی۔

”یہی سوچ کر پریشان ہوں میں۔۔۔ ہم نے پورا مہینہ ایک فیک ڈیزائن کے لئے ویسٹ کر دیا۔۔۔“ اسکی بات پر خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔ کچھ دیر کان سے موبائل لگانے کے بعد جب اسے لگا کہ کال کٹ گئی ہے تو وہ بھی موبائل کان سے ہٹانے ہی والا تھا کہ۔۔۔۔

”میرے پاس ایک حل ہے“ سارا کی آواز نے اسکے ہاتھ روکے۔۔۔

”کیسا حل؟“ اس نے حیرانگی سے پوچھا اور اپنے روم کی کھڑکی میں کھڑی سارا کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ ابھری۔۔

چیرٹی ایونٹ اپنے اختتام کے قریب تھا۔ انکی جانب سے ایک آدمی نے اناؤنسمنٹ کر دی تھی۔۔۔ عامر ہمدانی اب اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ ارادہ سامنے کھڑے چیرٹی ایونٹ کے آرگنائزیشن مینجر سے بات کرنے کا تھا مگر موبائل پر بجنے والی ٹیون نے انکی توجہ اپنی جانب کی۔۔

”ہاں بولو؟“ موبائل کال سے لگاتے کہا۔۔

ناجانے اگلی جانب سے کیا کہا گیا کہ چہرے کے تعصورات فوراً ہی بدلے تھے۔۔۔ ماتھے پر بل اور آنکھوں میں دبا دبا غصہ صاف ظاہر تھا۔۔

”کیا ہوا؟“ موبائل جیب میں رکھتے دیکھ کر شیدا ہمدانی نے پوچھا۔۔

”چلو۔۔“ وہ کہہ کر تیزی سے باہر کی جانب قدم بڑھانے لگے جبکہ شیدا ہمدانی انکے تیور دیکھ کر گھبرا گئی۔۔

”عامر۔۔“ ہوا کیا ہے کچھ تو بتائیں؟“ گاڑی کے قریب پہنچتے ہی انہوں نے پوچھا۔۔

”میڈم کو گھر لے جاؤ۔۔“ ڈرائیور سے کہتے وہ اپنی دوسری گاڑی کی جانب بڑھے۔۔

”عامر۔۔۔“ اور وہ انکی آواز کو اگنور کرتے وہاں سے جا چکے تھے۔۔

”اللہ خیر کرے۔۔۔“ دعا کرتے اب وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی جانب بڑھی تھیں۔۔

وہ اس وقت اپنے آفس میں سر پکڑے بیٹھا تھا۔۔ سامنے ہی ارحم منیجر پر برسنے میں مصروف تھا۔۔ جبکہ ایلاف شاید اپنے آفس میں تھی۔۔

”ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ ہماری کمپنی کا ڈیزائن لیک کیسے ہو گیا؟“ ارحم کی دھاڑ پر سامنے کھڑا منیجر گھبرا گیا تھا۔۔  
 ”مجھے خود نہیں معلوم کہ یہ کیسے ہو گیا۔۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔۔“ منیجر بیچارے کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے اب۔۔

”میں نہیں جانا چاہتا کہ ایسا پہلے ہوا کہ نہیں۔۔ مجھے اتنا معلوم ہے کہ ایسا اب ہوا وہ بھی اس ڈیزائن کے ساتھ جو میں نے اور مس ایلاف نے مل کر بنایا۔۔ کیا آپ اسکا مطلب سمجھتے ہیں منیجر صاحب؟“ وہ ایک قدم انکے قریب ہوا تھا۔۔ جبکہ وہ مزید گھبرا کر سر جھکا گئے۔

”اسکا مطلب ہے کہ ہماری کمپنی میں ہی کسی نے یہ کام کیا۔۔ اسی کمپنی میں سے کسی نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔۔ وہ بھی ہمارے ہوتے ہوئے۔۔ آپکے ہوتے ہوئے۔۔ کیا آپکی ذمہ داری نہیں تھی اس پراجیکٹ کو ہینڈل کرنا۔۔ ڈیٹا سیکیور کرنا؟ بولیں“ وہ ایک بار پھر دھاڑا تھا جبکہ منیجر ایک بار پھر گھبرا کر سر جھکا گیا۔۔ اب تو زبان پر تالے بھی لگ چکے تھے۔



”پانچ منٹ۔۔ پانچ منٹ کے اندر اندر مجھے پوری ڈیٹیل چاہئے ہر اس لیپ ٹاپ اور ہر اس انسان کی جس کے پاس یہ ڈیزائن سیو تھا۔۔ انڈر سٹیٹ“ اور تیزی سے منیجر کا سر ہاں میں ہلا۔۔

”گو“ اسی کے ساتھ منیجر تیزی سے آفس سے باہر نکلا تھا۔۔ جبکہ ار حم کی نگاہ اب شہر وز کی جانب گئی۔۔ جو سر تھامے بیٹھا تھا۔

”پریشان مت ہو۔۔ یہ جس نے بھی کیا ہے میں اسے چھوڑ دوں گا نہیں“ اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔۔  
 ”ڈیڈ بھی مجھے نہیں چھوڑینگے۔۔ انہوں نے مجھے ایک چانس دیا تھا۔۔ اب وہ پتا نہیں کیا کرینگے میرے ساتھ۔۔  
 برو۔“ اچانک اسے پکارتے ہوئے سراٹھایا۔۔

”ہوں؟“

”ڈیڈ کو کچھ مت بتائیے گا۔۔ انہیں معلوم نہیں ہونا چاہئے اس بارے میں۔۔ پلیز برو“  
 ”تم مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتے“ اور اس سے پہلے کے ار حم کچھ کہتا پیچھے سے آتی ایک روب دار آواز نے دونوں کو ہی چونکا دیا تھا۔۔ دونوں کی نظریں ایک ساتھ دروازے کی جانب گئیں جہاں عامر ہمدانی شہر وز کو گھورتے کھڑے تھے۔۔

”انکل۔۔ آپ اندر آئیں“ ار حم نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا۔۔

”تم فکر مت کرو ار حم۔۔ اب سے میں یہی رہنے والا ہوں“ شہر وز کے سامنے کھڑے ہوتے عامر ہمدانی نے ایک دھماکہ کیا۔۔

”ڈیڈ۔۔ میں۔۔ میں آپکو سمجھا سکتا ہوں“ وہ فوراً نکلے قریب آیا۔۔

”شٹ اپ! میری کمپنی کو ڈبو کر اب بھی تم مجھے سمجھانا چاہتے ہو“ اور عامر ہمدانی کی دھاڑ نے جہاں ار حم اور شہروز کو اپنی جگہ سن کیا وہی دروازہ کھولتی ایلاف کے قدم بھی روک دیئے۔۔

”مم۔۔ میں نے اپنی پوری کوشش کی ڈیڈ۔۔ ہم نے بہت اچھا پراجیکٹ بنایا۔۔ آپ۔۔ آپ ار حم بھائی سے پوچھ لیں انہوں نے مس ایلاف کے ساتھ مل کر کام کیا۔۔ یہ بالکل نیا تھا“

”اس میں مجھے کوئی شک نہیں کہ ار حم نے بہترین کام کیا۔۔ اور کیونکہ وہ ڈیزائنرز ار حم کے ساتھ تھی اس لئے مجھے اس کی صلاحیتوں پر بھی یقین ہے مگر تم۔۔ تم نے اپنا کام کیوں نہیں کیا؟ کیا یہ تمہاری ذمہ داری نہیں تھی کہ تم ساری اریجنمنٹ کرتے۔۔ میں نے تمہیں یہاں کام کرنے کے لئے بھیجا تھا۔۔ مگر تم نے سب کچھ ار حم اور اس ڈیزائنرز کے کاندھوں پر ڈال دیا۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں آفس کی خبر نہیں رکھتا شہروز؟“ عامر ہمدانی کی بات ان دونوں کو حیران کر گئی تھی۔۔ جبکہ ایلاف نے اب دروازہ ناک کیا۔۔

”ڈونٹ ڈسٹرب اس“ عامر ہمدانی نے صاف انکار کیا مگر شاید ایلاف جانے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔ دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔

”سر۔۔۔“ اسکی آواز پر سب کی نظریں اسکی جانب اٹھیں تھیں۔۔

”ایک بری خبر ہے“ اور اسی کے ساتھ جہاں ار حم اور عامر ہمدانی چونکے تھے۔۔ وہیں شہروز کی سانسیں رک گئیں تھیں۔۔ کیا اس سے بھی کچھ برا ہو سکتا ہے؟

جبکہ یہاں سے کچھ دور اس یونیورسٹی میں آؤ تو وہ اس وقت ایک پروفیسر کی ٹیبل پر ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے بیٹھا تھا۔ جبکہ سامنے بیٹھا چالیس بیالیس سال کا پروفیسر بے حد سنجیدہ دکھ رہا تھا۔

”دیکھیں مسٹر ہادی ہم یہ نہیں کر سکتے۔۔ چار سال پرانی سٹوڈنٹ کاریکارڈ نکال کر کسی انجان کو دینا جرم ہے“ وہ اسے پچھلے دس منٹ سے بس یہی ایک بات سمجھا رہا تھا جو کہ ہادی صاحب سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھے۔۔

”لیکن آپ یہ جرم پہلے کر چکے ہیں“ تھوڑا جھکتے ہوئے رازداری سے کہا۔۔ جس پر پروفیسر کے تعصبات مزید بگڑے تھے۔۔

”اور مجھے اس غلطی کا اب بھر پورا احساس ہے۔۔ اس لئے میں اب ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتا۔۔ اب آپ یہاں سے جاسکتے ہیں ورنہ مجھے سب کو آپکے ارادے بتانے پڑیں گے“ دھمکی۔۔ وہ بھی ہادی کو۔۔ ناٹ گڈ !

”ارے اپنے تو میرے دل کی بات کر دی۔۔ میں یہی تو چاہتا ہوں کہ آپ سب کو میرے ارادے بتائیں“ وہ چہک کر بولا تو پروفیسر نے اسے حیران ہو کر دیکھا۔۔ یہ پاگل تو نہیں ہے؟

”اب ایسے مت دیکھیں مجھے۔۔ ظاہر ہے آپکے ساتھ ایک جیل میں بیٹھ کر چکی پیسنے کا شرف حاصل ہو جائے تو اور کیا چاہئے مجھے اپنی زندگی سے“ وہ تو خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔۔

”ایکسیکویزمی؟“ پروفیسر بیچارہ اب بھی کچھ نہ سمجھا۔۔

”افو کتنے معصوم ہیں آپ۔۔ اچھا اسے سنے ذرا“ اس نے کہتے ساتھ موبائل میں ایک ریکارڈنگ چلائی تھی۔۔ جو پچھلی بار ہونے والی پروفیسر اور ہادی کی ڈیل کی تھی۔۔ پیسے کے بدلے ایلاف کا ایڈریس۔۔۔

”تم۔۔۔“ پروفیسر نے موبائل اس کے ہاتھ سے لینا چاہا مگر وہ فوراً ہی پیچھے کر چکا تھا۔۔

”ارے ارے پروفیسر صاحب۔۔ نہیں پیسہ میرے ساتھ چکی تو جلدی سے کام کریں نا۔۔ ایسے غصہ کرنے سے تو بات نہیں بن سکتی“ ایک آنکھ دباتے ہوئے اس نے کہا۔۔

”مجھے دس منٹ دو“ اور اسی کے ساتھ پروفیسر یہ دوسری غلطی کرنے جا رہے تھے جبکہ ہادی صاحب اپنی ایڈجسٹمنٹ پر خود کو ہی دل میں شاباشی دینے لگے۔۔۔

اب اگر ہمدانی انٹیریئرز میں واپس آئیں تو ایلاف اندر داخل ہوئی۔۔ قدم بہت آہستہ تھے۔۔ یہ عامر ہمدانی سے اسکی پہلی ملاقات جو دی۔۔

”شی از مس ایلاف۔۔ ہماری ڈیزائنز اینڈ ایلاف ہی از عامر ہمدانی سی۔ ای۔ او آف دس کمپنی“ ارحم نے دونوں کا تعارف کروایا تھا جس پر ایلاف نے مسکرا کر انہیں سلام کیا۔۔

”کیا بری خبر ہے؟“ شہر وز نے ڈرتے پوچھا۔۔

”وہ۔۔ کل ہونے والی بات۔۔ سوشل میڈیا پر پھیل چکی ہے۔۔“ اس نے کہتے ساتھ موبائل انکی جانب بڑھایا جسے ارحم نے فوراً اٹھا ما۔۔ ہمدانی انٹیریئرز کے انٹرنیٹ سے ڈیزائنز کا پی ہونے کی خبر پھیل چکی تھی اور سب ہی اپنے اپنے ریمارکس دے رہے تھے جو کہ یقیناً بہت برے تھے۔۔

شہر وز نے عامر ہمدانی کی جانب دیکھا جن کے چہرے کے تعصبات اب مزید سخت ہوئے۔۔ اپنی کڑی نظروں سے انہوں نے شہر وز کی جانب دیکھا۔۔ اور شہر وز کو انکی نظروں سے ہی گولیاں لگ رہی تھیں۔۔

”تم نے میری کمپنی کا نام خراب کر دیا شہر وز۔۔ میری عمر بھر کی محنت ضائع کر دی تم نے۔۔ میری ہی غلطی ہے کہ میں نے تمہارے ہاتھوں میں اپنی کمپنی دی۔۔ دور ہو جاؤ میری نظروں سے۔۔ جاؤ“ عامر ہمدانی کی دھاڑ پر ایلاف اپنی جگہ سہم سی گئی تھی۔۔ جبکہ شہر وز اب گھبرانے لگا۔۔

”ڈیڈ۔۔ مجھے ایک موقع دیں۔۔ میں ٹھیک کر دوں گا“

”کیا ٹھیک کر دوں گے تم؟ جو لاکھوں کو نقصان ہوا ہے ہمیں کیا تم اسے بھر سکتے ہو۔۔ میری کمپنی کا نام جو تم نے خراب کیا ہے کیا تم اسے ٹھیک کر سکتے ہو؟ کیا کر سکتے ہو تم شہر وز۔۔ ہاں؟“ وہ ایک بار پھر اس پر برسے تھے۔۔

”ڈیڈ میں۔۔۔“

”بس۔۔۔ تم نے جو کیا ہے اسکی سزا تمہیں ضرور ملے گی۔۔“ وہ کہتے ساتھ اپنی چیئر کی جانب جا کر بیٹھے۔۔ انداز ہی بتا رہا تھا کہ اب وہ کوئی حکم نامہ جاری کرنے والے ہیں۔۔

”آج سے میں اس کمپنی کو سنبھالوں گا جیسے پہلے سنبھالتا تھا۔۔ اور تم۔۔ تم اب میرے سیکریٹری کے طور پر کام کرو گے“ اور انکے فیصلے پر جہاں شہر وز کے سر پر دھماکہ ہوا وہیں ار حم اور ایلاف نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔ نگاہوں میں حیرانگی تھی۔۔

”یہ۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ڈیڈ؟ میں اور سیکریٹری؟“ شہر وز تو مانو صدے میں تھا۔۔ جبکہ ایلاف اور ار حم نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔ مطلب اب باس کا سیکریٹری بن جانا بھی ایک مزاق ہی ہے نا؟

”اگر تمہیں اعتراض ہے تو تم اس کمپنی سے جاسکتے ہو بھی واپس نہ آنے کے لئے۔۔ لیکن اگر تمہیں یہاں رہنا ہے تو صرف یہی ایک پوزیشن مل سکتی ہے تمہیں۔۔۔“ اٹل لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے اپنے سامنے رکھی فائل اٹھائی۔ اشارہ اسکے جانے کا تھا۔

”اوک ڈیڈ۔۔ جیسا آپ کہیں“ اور اسی کے ساتھ وہ آفس سے باہر نکلا جبکہ اب عامر ہمدانی کی نظر اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی پر پڑی تھی۔۔ جو کہ انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔ ڈری ڈری۔۔

”مجھے آپکا ڈیزائن ار حم نے دکھایا تھا مس ایلاف۔۔ آپ ایک اچھی ڈیزائنر ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ یہ سب ہونے کے بعد ہماری کمپنی کو چھوڑنے کا فیصلہ نہیں کریں گی“ کرسی سے ٹیک لگائے انہوں نے کہا جبکہ ایلاف نے سکون کا سانس لیا۔۔

چلو۔۔ ار حم کا کوئی توفائدہ ہوا۔۔ وہ سوچ کر ہی مسکرائی۔۔

”آپ کے ساتھ کام کر کے مجھے بہت خوشی ہو گی سر۔۔ اور پھر ان حالات میں، میں اپنی کمپنی کو کیسے چھوڑ سکتی ہو جب اسے سب سے زیادہ ضرورت ہو۔۔ کوئی کچھ بھی کہے مگر ہم جانتے ہیں کہ ہم نے کچھ غلط نہیں کیا“ ایلاف کی بات پر ار حم کے ساتھ ساتھ عامر ہمدانی کے ہونٹ بھی مسکرائے تھے۔۔ انہیں یہ لڑکی اچھی لگی تھی۔۔

”تھیکس مس ایلاف۔۔ آپ کے ساتھ کام کر کے مجھے بھی اچھا لگے گا“ اور اسی کے ساتھ وہ مسکراتی آفس سے باہر نکلی۔۔ جبکہ اب ار حم عامر ہمدانی کے سامنے بیٹھا تھا۔۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔

”معلوم کرو کہ ان سب کے پیچھے کون ہے ارحم۔۔ یہ بہت ضروری ہے“ عامر ہمدانی نے کہنے پر اس نے سر ہلایا۔۔ سوچ اب اسی جانب تھی۔۔

جبکہ یہاں سے کچھ دور سعد طارق کے آفس کی جانب آؤں تو وہ اپنی کرسی پر بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا۔۔ شاید آج ہونے والے واقعے کی جانب۔۔ مگر اب وہ اسے لے کر پریشان نہیں تھا۔۔ کیونکہ سارا نے اسکا مسئلہ حل کر دیا تھا۔۔ یہ اس کے لئے بھی سرپرائزنگ تھا جب اسنے بتایا کہ اس کے پاس ایک ڈیزائن ہے جو کہ اس نے احتیاطی طور پر اپنے کسی جاننے والے سے بنوایا ہے۔۔ اور اب وہی ڈیزائن ان کے کام آنے والا تھا۔۔ اس بات کا تو سعد کو یقین تھا کہ سارا کو اگر ڈیزائن پسند ہے تو یقیناً وہ اسے بھی پسند آئے گا مگر سوچ اب یہ سوچ کر حیران تھی کہ کیسے سارا کا بنوایا ہوا ڈیزائن اس برے وقت میں کام آ رہا ہے۔۔ مگر۔۔ ایلاف؟ کیا واقعی اس نے ڈیزائن کاپی کیا تھا۔۔ اگر ایسا واقعی اس نے کیا تو پھر وہ کیوں اتنی پریشان ہو گئی تھی؟ کیوں اسکے چہرے پر کوئی خوف کوئی گلٹ نہیں تھا۔۔ آخر کیوں اب بھی اسے لگتا تھا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتی؟ جبکہ وہ تو اسے جانتا بھی نہیں تھا۔۔

لیپ ٹال پر آنے والے نوٹیفیکیشن نے اسے سوچوں سے باہر نکالا۔۔ اس نے سیدھے ہو کر دیکھا۔۔

سارا نے میل بھیجی تھی۔۔ یقیناً یہی ڈیزائن تھا۔۔ اس نے میل اوپن کر کے دیکھا۔۔ اور وہ حیران ہو گیا۔۔

یہ گراف بالکل پرفیکٹ تھا۔۔ اتنا خوبصورت ڈیزائن۔۔ اور اتنا پرفیکٹ۔۔ یقیناً یہ کسی ماہر ڈیزائنر کا کام تھا۔۔ اسی کے ساتھ اسکی نظروں نے ڈیزائنر کا نام ڈھونڈنا چاہا۔۔ اور وہ مل گیا۔۔ مگر یہ کیا؟

”ای۔ ایچ؟“ سارا نے بتایا تھا کہ ڈیزائنر اپنے نام کے الفابیڈ کے نام سے گراف ڈیزائن کرتا ہے مگر یہ

الفابیڈ۔۔

”ای۔ ایچ۔۔۔ ای۔ ایچ“ اس نے دوبارہ دہرایا۔۔ جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔ جیسے۔۔ یہ کوڈ ایلفابیٹ اس نے پہلے بھی کہیں دیکھے ہوں۔۔ مگر کہاں؟؟

”یہ آپ کیا کر رہے ہیں عامر؟“ وہ جو ابھی آفس سے گھر آئے تھے شیلا ہمدانی کی آواز پر خاموشی سے صوفے پر بیٹھتے آنکھیں موند دیں تھیں۔۔

”آرام کر رہا ہوں۔۔“ پر سکون انداز میں جواب دیا گیا۔۔

”اپنے بیٹے کا فیوچر خراب کر کے آپ خود آرام کر رہے ہیں؟“ شیلا ہمدانی اس وقت واقعی بہت غصے میں تھیں۔۔

”فیوچر اس نے اپنا خود خراب کیا ہے۔۔ اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور اس کا ذمہ دار ہے تو وہ صرف تم ہو“  
آنکھیں کھولے انکی جانب دیکھا۔۔

”میں؟ میں نے کیا ہے اس کا فیوچر خراب؟“ انہیں حیرت ہوئی۔۔



”ہاں۔۔ تمہارے بے جالا ڈاور تربیت کی کمی نے ہی آج اسے اس مقام تک پہنچایا ہے۔۔ جہاں نا تو وہ ایک اچھا انسان بن سکا اور نہ ہی کامیاب“ انہیں اب مزید غصہ آنے لگا تھا۔ ایک تو شہر وز نے انکی کمپنی کا نام ڈبوا دیا اور وہ اب بھی اسی کی بات کر رہی تھیں۔۔۔

”میرے بیٹے نے آخر ایسا کونسا گناہ کر دیا ہے کہ آپ اسے ایک انسان بھی نہیں سمجھتے۔۔“ اپنا ہمیشہ کئے جانے والا سوال دوبارہ دہرایا تھا۔۔

”یہی تو مسئلہ ہے شیدا کہ آج تک تمہیں اسکے گناہ ہی نظر نہیں آئے۔۔ نا جانے وہ کونسی مائیں ہوتی ہیں جو بچوں کے چال چلن سے ہی سب جان جاتی ہیں“ افسوس سے کہتے ہوئے وہ تیزی سے اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھے جبکہ شیدا ہمدانی اب مزید غصے میں پلٹی تھیں۔۔

”مجھے کوئی ڈسٹر ب نہ کرے“ عامر ہمدانی کے اٹل لہجے نے انکے بڑھتے قدم روک دیئے تھے۔۔

”یہ تم نے کیا کر دیا شہر وز“ انہیں اب شہر وز پر غصہ آرہا تھا۔ آخر اسی کی وجہ سے تو انہیں اتنا سب سننا پڑتا تھا

--

اب اگر یونیورسٹی کی جانب آؤں تو پروفیسر نے ایک لفافہ لا کر اسکے سامنے پھینکا تھا۔۔

”ارے ارے پروفیسر صاحب آرام سے۔۔ اس طرح کسی کو پھینک کر چیزیں دینا بیڈ مینزز ہوتے ہیں“ شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے وہ پروفیسر کو مزید چڑا گیا تھا۔۔

”یہ لفافہ اٹھاؤ اور نکلو یہاں سے۔۔ آئندہ میرے پاس مت آنا“ غصے سے کہتے وہ اپنی کرسی پر بیٹھے جبکہ ہادی اب لفافہ اٹھا کر کھڑا ہوا۔۔

”یقین مانو میرا بھی بالکل دل نہیں چاہتا آنے کا مگر کیا کروں آپ سے کوئی قسمت کا کنکشن ہے شاید۔۔ کھنچا چلا آتا ہوں“ ایک آنکھ دبا کر کہتے وہ پرائیسیس کو آگ لگا کر وہاں سے باہر نکل چکا تھا۔۔

”کیا کیا کرنا پڑتا ہے مجھے تمہارے لئے ارحم“ خود سے کہتے وہ اب اپنی گاڑی میں آکر بیٹھا۔۔ مگر گاڑی سٹارٹ کرنے سے پہلے اس لفافے کو کھول کر دیکھا۔۔ اندر ایک ایڈریس اور ایک تصویر تھی۔۔

”واٹ آئیو ٹیفل گرل“ اسکے چہرے کو اپنی نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوئے اس نے کہا۔۔

”اب لگتا ہے کہ یہ صرف ارحم کا کام نہیں رہا“ ایک معنی خیز مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتے اس نے لفافہ واپس رکھا اور گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔۔

”کم ان“ دروازے پر ہونے والی دستک پر اس نے کہا۔۔

مینجر اب ہاتھ میں ایک فائل لئے اسکے سامنے آکر کھڑے ہوئے۔۔ جبکہ ارحم نے سنجیدگی سے انکی جانب دیکھا

--

”سر۔۔ یہ وہ ڈیٹیلز ہیں جو آپ نے مانگی تھیں۔۔“ مینجر نے فائل اسکی جانب بڑھائی جسے اس نے تھاما۔۔

”ڈیزائن آپکے اور مس ایلاف کے علاوہ صرف میرے لیپ ٹاپ میں تھا اور سکین کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ میرے لیپ ٹاپ سے بھی نہ تو یہ کسی کو بھیجا گیا ہے نہ ہی اسکی کاپی بنائی گئی ہے۔ اور ہم میں سے کسی کے بھی آفس میں کوئی نہیں گیا نہ ہی کوئی مشکوک حرکت ہوئی ہے۔“ منیجر کی بات پر ارحم کے ماتھے پر بل واضح تھے۔

”اگر ڈیزائن کاپی نہیں ہوا۔ اسے بھیجا نہیں گیا اور کچھ بھی نہیں ہوا تو بتاؤ مجھے منیجر یہ انٹرنیٹ پر کیسے پہنچ گیا؟ کیا یہاں کوئی جنات ہیں جو یہ کر گئے ہیں یا یہ قدرت کا ایک حسین اتفاق ہے؟“ فائل میز پر پھینکتے ہوئے اس نے کہا۔

”مم۔۔ مجھے نہیں معلوم سر۔۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ سب بہت پلیننگ سے کیا گیا ہے۔ کوئی بھی سراخ چھوڑے بغیر“

”آفس کے ایک ایک ورکر پر نظر رکھو۔ کسی کی بھی کوئی حرکت ہماری آنکھوں سے بچنی نہیں چاہئے“

”اوک باس“ اسی کے ساتھ وہ آفس سے باہر نکلا جبکہ ارحم اب فائل کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

”ڈیڈ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟“ ڈرنک کا خالی گلاس میز پر رکھتے ہوئے اس نے کہا۔ انداز ایسا تھا جیسے مدہوش ہو۔ اور شاید وہ تھا بھی۔

”تیرے ڈیڈ تو شروع سے ہی تیرے خلاف تھے۔ اور تو نے انہیں ایک اور موقع دے دیا“ دائیں جانب بیٹھے اسکے دوست نے کہا۔ ڈرنک وہ بھی کر رہا تھا مگر وہ اب تک اپنے مدہوش و حواس میں تھا۔

”میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔۔ ان سب میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔۔ پھر بھی انہوں نے مجھے“ اپنے سینے پر ایک انگلی رکھی۔۔ ”شہر وز ہمدانی کو اسی کی کمپنی میں سیکریٹری بنادیا؟ مطلب شہر وز ہمدانی ایک عام ملازم بن گیا۔۔ ہاؤ از دس پو سیبل؟“ گلاس اٹھا کر سامنے دیوار کی جانب زور سے مارتے کہا۔۔ شیشے اب زمین پر بکھرے پڑے تھے۔۔

”ارے کیا کر رہا ہے۔۔ سنبھال خود کو۔۔ جو بھی تیرے ڈیڈ کا ہے وہ تیرا ہی تو ہے۔۔ کون چھین سکتا ہے تجھ سے یہ سب؟“ اسے کاندھے سے تھامتے ہوئے کہا۔۔

”وہ خود۔۔ وہ ہی چھین سکتے ہیں مجھ سے سب“

”اچھا چھوڑ ان باتوں کو۔۔ چل کلب چلتے ہیں۔ سنا ہے سونیا لوگوں کا گروپ بھی وہیں جا رہا ہے۔۔ آج کی رات بہت رنگین ہونے والی ہے۔۔“ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھایا اور بھی مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ چل بنا تھا۔۔ جبکہ یہاں سے کچھ دور اس ریسٹورانٹ میں آؤ تو کونے میں موجود میز کے قریب وہ دونوں بیٹھی تھیں۔۔ جبکہ ویٹر اب انکا آرڈر سرو کر رہا تھا۔۔

”تو۔۔ کیسا رہا سب؟“ ویٹر کے جاتے ہی سارا کی جانب سے سوال ہوا۔۔ جس پر وہ مسکرائی تھی۔۔

”بہت اچھا۔۔ باس نے شہر وز کو اپنا سیکریٹری بنادیا ہے“

”واٹ! سیکریٹری؟“ وہ حیران ہوئی۔۔

”یس۔۔ سیکریٹری“ مسکرا کر فرینچ فرائیز اٹھا کر منہ میں ڈالے تھے۔۔

”تم نے تو کمال کر دیا ایلاف۔۔ مگر ان سب میں میرے بیچارے بھائی کو بہت ٹینشن ہوئی“ کاندھے اچکا کر کہا

--

”ہاں وہ بہت غصے میں آگئے تھے۔۔ اور مجھ پر تو جیسے کچھ زیادہ ہی غصہ تھا انہیں“

”ظاہر ہے ڈیزائن تم نے جو کاپی کیا تھا۔۔ غصہ بھی تم پر ہی ہونا ہے انہوں نے“ بے فکری سے کہتے اپنا چیز بر گراٹھایا۔۔

”نہیں۔۔ پتہ نہیں کیوں مگر مجھے ایسا لگا جیسے وہ کسی اور بات پر بھی غصہ تھے۔۔“ اسے اب بھی سعد طارق کی نظریں خود پر یاد تھیں۔۔

”تمہارا وہم ہو گا یا۔۔ تم پر کیوں وہ غصہ ہونگے؟“

”ہاں۔۔ ہو سکتا ہے“ کاندھے اچکا کر وہ برگر کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔۔

جبکہ یہاں سے کچھ دور اس کلب میں آؤ تو اندھیرے میں مختلف رنگوں کی جگمگاتی روشنیوں نے اندر کا ماحول بہت دلکش بنایا ہوا تھا۔۔ ڈانس فلور میں لڑکے اور لڑکیاں میوزک کے ساتھ ہی ایک دوسرے کے ساتھ ڈانس کرنے میں مصروف تھے اور انہیں میں موجود شہر وز ہمدانی حدود کے سارے تقاضے توڑ پر اپنے بے حد قریب کھڑی لڑکی کو دونوں بازوؤں سے تھامے اب سب سے الگ کر کے کسی کونے کی جانب لے جا رہا تھا۔۔ جہاں لوگ نا ہونے کے برابر ہی تھے۔۔

”اندر آ کر ایک کپ کافی ہی پی لو“ گاڑی رکتے ہی سارا نے اس سے کہا تھا۔۔

”نہیں سارا تم جانتی وہ میں اس وقت کافی نہیں لیتی۔۔ نیند نہیں آتی پھر“ مسکرا کر کہتے انکار کیا۔۔

”چلو اوک۔۔ اینڈ آگے کے لئے بیسٹ آف لک“

”تمہیں بھی۔۔“ اور اسی کے ساتھ سارا گاڑی سے باہر نکلی جبکہ ایلاف اب گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھی

--

ابھی وہ تھوڑا ہی دور گی تھی کہ کسی کے موبائل پر ہونے والی بیل نے اسکی توجہ کھینچی۔۔

”یہ میرے موبائل کی آواز تو نہیں ہے“ گاڑی روک کر نیچے کی جانب دیکھا۔۔ کسی کا موبائل نیچے گرا تھا۔۔ اس نے اٹھا کر دیکھا کسی نمبر سے کال تھی۔۔

”یہ تو سارا کا موبائل ہے۔۔ اف سارا تم بھی نا“ کہتے ساتھ کال ریسپونڈ کی۔۔

”ہیلو“ !

”اوہ ایلاف شکر ہے موبائل تمہارے پاس ہے۔۔ پلینز مجھے دے دو یا تم ابھی زیادہ دور نہیں گی ہوگی“ سارا کی ریکوسٹ اس نے ایک گہری سانس لی۔۔

”اوک۔۔ کمنگ“ گاڑی اب دوبارہ سارا کے گھر کی جانب مڑی۔۔

کچھ دیر بعد ہی اس نے گاڑی گھر کے سامنے پارک کی اور دروازے کی جانب بڑھی۔۔ دوبارناک کرنے کے بعد ہی چوکیدار نے دروازہ کھول۔۔

”سلام ایلاف باجی۔۔ آجائیں“ اسے پہچانتے ہی اس نے دروازہ پورا کھولا تاکہ وہ اندر آجائے۔۔

”نہیں میں ابھی بہت جلدی میں ہوں۔۔ آپ یہ موبائل سارا کودے دیجئے گا وہ میرے پاس بھول گئی تھی۔۔“  
موبائل گارڈ کے حوالے کر کے وہ واپس اپنی گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہوئی۔۔ یہ جانے بغیر کہ دو آنکھیں مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔ حیرانی سے۔۔

”شہروز کہاں ہے؟“ ناشتے کی میز پر بیٹھے عامر ہمدانی نے سوال کیا۔۔ جس پر شیلہ ہمدانی گھبرائیں تھیں۔

”اپنے کمرے میں ہو گا“ جو س کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے کہا۔۔

”اگر کمرے میں ہوتا تو کیا میں یہ سوال کرتا تم سے؟“ سنجیدگی سے کہا گیا۔۔

”وہ۔۔ کل رات اپنے دوستوں کے ساتھ تھا۔۔ انہیں کے گھر ٹھہر گیا“

”تمہارا مطلب ہے اپنے عیاش دوستوں کے ساتھ؟ کیا تم نہیں جانتی کہ رات باہر گزارنے کی اجازت نہیں دی  
میں نے اسے“ آواز اب اونچی ہوئی تھی۔۔ جس پر ارحم جو جانے جن خیالوں میں گم تھانے انکی جانب دیکھا۔۔

”وہ بہت پریشان تھا۔ آپ نے اسکے ساتھ جو کیا اس کے بعد وہ خود کونار مل کرنے دوستوں کے پاس رہ گیا عامر  
۔۔ اس میں برا کیا ہے؟“ شیلہ ہمدانی نے بھی ہمت کا مظاہرہ کیا تھا۔۔

”اگر میں اس کے دوستوں اور اس نے واقف نہ ہوتا تو شاید اس میں کوئی برائی نہ ہوتی مگر ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ اور جہاں تک بات میرے فیصلے کی ہے تو وہ اسی قابل ہے“

”انکل آپ پریشان مت ہوں وہ آجائے گا“ ار حم نے بات بگڑتے دیکھ کر کہا۔۔

”یقیناً وہ یہیں آئے گا ار حم۔۔ مگر کیا مصیبت ساتھ لائے گا؟ اس کا کوئی اندازہ نہیں مجھے“ وہ کہہ کر اٹھے اور اپنا کوٹ درست کرتے باہر کی جانب بڑھے۔۔ مگر تھوڑا آگے جا کر ہی رکے۔۔

”تم نہیں آرہے؟“ ار حم کی جانب دیکتے کہا۔۔

”مجھے ایچولی کچھ کام ہے انکل۔۔ اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں تھوڑا لیٹ آؤنگا“

”اوک۔۔“ اور اسی کے ساتھ وہ باہر کی جانب بڑھے جبکہ ار حم اب اپنے کمرے میں واپس آیا۔۔ کل سے اسکا ہادی سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔۔ رات بھی جانے کب وہ واپس آیا اور اب بھی صبح صبح وہ غائب ہو چکا تھا۔۔۔

”آخر یہ کر کیا رہا ہے؟“ موبائل اٹھا کر اسے کال لگائی۔۔ اور جانے وہ اب تک کتنی ہی کالز کر چکا تھا مگر وہ اسکی کال پک کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔ جبکہ ار حم اب اسکے لئے پریشان ہونے لگا۔۔

اور اب اگر یہاں سے کچھ دور۔۔ سارا کے گھر کی جانب آؤ تو وہ جاب پر جانے کے لئے تیار اپنی گاڑی میں بیٹھ کر باہر نکلی تھی۔۔ ویسے تو سعد چاہتا تھا کہ وہ اسکے ساتھ کام کرے آخر اس نے بھی تو ڈیزائینگ پڑھی تھی۔۔ مگر یہ سب اس نے صرف سعد کی خواہش پوری کرنے کے لئے کیا تھا۔۔ پاپا کے بعد سعد بھائی ہی اسکے پاپا اور بھائی تھے۔۔ اس لئے انکی خوشی کے لئے اس نے گرافک ڈیزائینگ میں ڈگری لی۔۔ مگر اسکا شوق صرف جاب کرنے کا تھا



-- وہ خود سے کچھ کرنا چاہتی تھی۔۔ اور اچھی بات یہ تھی کہ سعد بھائی نے بھی اسکی خواہش کا احترام کیا اور اب وہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں ایز آگرافک ڈیزائنرز کام کر رہی تھی۔۔ اور یہ وقت بھی اسکا جاب میں جانے کا ہی تھی۔۔ گاڑی تیزی سے کمپنی کی جانب لے جانے کے ساتھ ساتھ وہ گانے کے بول بھی گارہی تھی۔۔ اسکا موڈ آج واقعی بہت اچھا تھا۔۔ اور یقیناً اگر اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک گاڑی مسلسل اسکا پیچھا کر رہی ہے تو یہ موڈ اچھا نہیں رہنا تھا۔۔ لیکن وہ گانے میں اتنی گم تھی کہ اس پاس کا کچھ محسوس ہی نہیں ہوا۔۔

اب اگر اس کا پیچھا کرتی گاڑی کی جانب آؤں تو ہادی صاحب صبح صبح اپنی نیند کی قربانی دے کر اس لڑکی کا پیچھا کرنے آئے تھے۔۔ یقیناً وہ اب اسکی پوری معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا بنا اسکی نظروں میں آئے؟ شاید نہیں۔۔ موبائل پر آنے والی مسلسل کال پر اٹکا کر اس نے موبائل کی جانب دیکھا۔۔ ارحم کی یہ کل سے اب تک کوئی چلیسویں کال تھی۔۔

”سوری برو۔۔ تمہیں تھوڑا اور انتظار کرنا پڑے گا۔۔“ موبائل سائیلنٹ پر کرتے اس نے سامنے چلتی ہوئی گاڑی کو پارک ہوتے دیکھ کر اپنی گاڑی بھی ایک سائیڈ پر روکی۔۔ وہ اب گاڑی سے باہر نکل کر اس اونچی بلڈنگ کے جانب جا رہی تھی۔۔

”تو یہاں جاب کرتی ہیں محترمہ۔۔ چلو ہادی دیکھو تو صحیح کہ کہاں تک جاتی ہے یہ“ اپنی گاڑی پارک کر کے اب وہ بھی اسکی پیچھے آیا۔۔ اس نے دیکھا ریسپشن پر موجود لڑکی کو مسکرا کر سلام کرتی وہ لفٹ کی جانب آئی۔۔ جبکہ ہادی اب ایک سائیڈ پر رک گیا۔۔ سارا نے لفٹ کے اندر آکر تھرڈ فلور کا بٹن پیش کیا۔۔ لفٹ کا دروازہ بند ہوتے

ہی ہادی فوراً سیڑھیوں کی جانب بھاگا۔ یقیناً اسے لفٹ سے پہلے پہنچنا تھا۔ اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا تھا

--

اس نے دیکھا وہ لفٹ سے باہر نکل کر لائن وائیس اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اپلائرز کے پاس سے ہوتی آخری سیکشن میں جا کر بیٹھی۔۔

”واؤ۔۔ اتنی امیر لڑکی کو ایک عام سی جاب کرنے کی کیا ضرورت پڑ گی؟“ اس نے خود سے پوچھا مگر کوئی جواب سمجھ نہ آیا۔۔

”لگتا ہے یہ بھی اب تمہیں ہی معلوم کرنا ہو گا ہادی“ کاندھے اچکا کر کہتے وہ اب لفٹ کی جانب آیا۔۔ اسے اب اور بھی کام نیٹانے تھے۔۔

ہمدانی انٹیرنیز میں لفٹ کا دروازہ کھلا اور عامر ہمدانی اپنے پورے روب کے ساتھ اپنے آفس کی جانب بڑھے۔۔ ساتھ ہی نظر ریسپشن کے پاس کھڑی ایلاف پر ڈالی تو شاید کسی اہم کام کے بارے میں بات کر رہی تھی۔۔ انہیں دیکھتے ہی وہ انکی جانب بڑھی۔۔ جبکہ انکے قدموں کی رفتار سست ہوئی۔۔ مگر وہ ر کے نہیں۔

”اسلام و علیکم سر۔۔ گڈ مارننگ“ مسکرا کر کہا۔۔ جس پر عامر ہمدانی بھی مسکرائے۔۔ ہلکا سا۔۔

”میری کافی بھجوادیں اور کم ان ٹومائے آفس مس ایلاف“ کہتے ساتھ وہ آفس کے اندر جا چکے تھے۔۔ جبکہ ایلاف مسکرا کر ریسپشنسٹ کی جانب پلٹی۔۔

”سر کی کافی بھجوادیں پلیز“ اسے کہہ کر وہ عامر ہمدانی کے آفس کی جانب آئی اور دروازہ ناک کیا۔۔

”کم ان“ اجازت ملتے ہی وہ اندر آئی۔

”سٹ مس ایلاف“ عامر ہمدانی نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

اب وہ اس سے کسی نئے پراجیکٹ کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ جسے وہ اپنی مکمل توجہ سے سن رہی تھی

--

جبکہ یہاں سے کچھ دوران فلیٹس کی جانب آؤ تو شہر وز کل رات کے کپڑوں میں ہی ایک فیلٹ سے باہر نکلتا نظر آتا ہے۔ حالت تو کل سے بہتر ہی تھی مگر سر میں مسلسل درد دہور ہا تھا۔ شاید ڈرنک زیادہ کر لینے کی وجہ سے۔

اپنی گاڑی میں آکر وہ بیٹھا ہی تھا کہ شیلہ ہمدانی کی کال آگئی۔

”یس مام“ کان سے موبائل لگا کر کہا اور ایک ہاتھ سے اپنا سر تھاما۔ درد واقعی زیادہ تھا۔

”کہاں ہو تم؟“

”وہ مام میں۔۔“ اس نے ایک نظر سامنے اسی فلیٹ کی جانب کی۔ ”میں اپنے دوست کے گھر تھا“ اب وہ انہیں اور کہہ بھی کیا سکتا تھا؟

”فور اگھر آؤ اور آفس جاؤ۔ تمہارے ڈیڈ بہت غصہ ہیں۔ تم آخر کب سدھرو گے شہر وز؟“

”کم آن مام۔۔ ناٹ اگین پلزز۔ ڈیڈ کا موڈ اچھا ہی کب ہوتا ہے۔“ اسے اب اکتاہٹ ہونے لگی تھی۔

”گھر آؤ شہر وز سنا نہیں تم نے؟“ اس بار شیلہ کی آواز بے حد سنجیدہ تھی۔

”اوک مام۔۔ کمنگ“ اسی کے ساتھ اس نے کال کٹ کی۔۔ ابھی موبائل رکھنے ہی لگا تھا کہ نوٹیفکیشن کی آواز نے اسکے ہاتھ روکے۔۔ اس نے دیکھا۔۔ واٹس ایپ پر کسی نمبر سے کچھ تصاویر اور ویڈیوز آئی تھیں۔۔ نوٹیفکیشن آن کر کے اس نے تصاویر اور ویڈیو دیکھی۔۔ اور اسے لگا۔۔ جیسے آسمان اس کے سر پر آگرا ہو۔۔

”واٹ دی ہیل“ وہ بار بار ان تصاویر کو دیکھ رہا تھا۔۔ جو کل رات کی تھیں۔۔ کلب میں لڑکیوں کے ساتھ ڈانس کرنے۔۔ ڈرنگ کرنے۔۔ اور ویڈیو۔۔۔

اس نے ویڈیو آن کی اور یہ پہلے سے بھی زیادہ برا تھا۔۔ اس لڑکی کے ساتھ کلب میں ڈانس۔۔ پھر اسکے ساتھ باہر آنا۔۔ کار میں بیٹھنا۔۔ اور۔۔ اس فلیٹ میں آنا۔۔ سب اس میں ریکارڈ تھا۔۔ اس پر تو جیسے بجلیاں گری تھیں۔۔

اور ابھی وہ اس صدمے سے باہر نی نہیں نکلا تھا کہ ایک اور نوٹیفکیشن آیا۔۔

اس نے دیکھا۔۔ وہی نمبر تھا۔۔ اس نے فوراً چیٹ آن کی۔

اور مسیج میں جو لکھا تھا۔۔ اس نے اسکے ہوش اڑا دیئے تھے۔۔

”ہائے مائی پرنس۔۔۔ ویڈیو اچھی ہے نا؟ مجھے بھی بہت اچھی لگی۔۔ اور ہاں۔۔ مجھ سے ایک چھوٹی سی غلطی ہو گئی پرنس۔۔ میں نے اسے تمہارے ڈیڈ کے نمبر پر بھی فارورڈ کر دیا۔۔ پلیز مجھ سے ناراض مت ہونا۔۔ پلیز۔۔۔“

اور اسی کے ساتھ موبائل اسکے ہاتھ سے جا گرا تھا۔۔۔ اسے لگا کہ اس کی سانسیں رک رہی ہوں۔۔۔ اسے لگا جیسے سانسیں رک ہی گئیں ہوں۔۔۔

”اوک مس ایلاف تو ار حم جیسے ہی آفس آتا ہے۔۔۔ آپ ان سے یہ سب ڈسکس کر لیجئے گا“ ایک فائل اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔

”شیور سر“ فائل تھامے وہ باہر جانے کے لئے بڑھی جب عامر ہمدانی کے موبائل پر آنے والے نوٹیفکیشن کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔۔۔

آفس سے باہر نکلتے وہ اپنے آفس جانے کے بجائے وہ ریسپشن کی جانب بڑھی۔۔۔

اندر عامر ہمدانی نے نوٹیفکیشن کو اوپن کیا اور سامنے آنے والی تصاویر اور ویڈیو نے ان کے چہرے کے تعصبات بدلے۔۔۔ ماتھے پر واضح بل، غصے سے لال سرخ آنکھیں، خود کو قابو کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں کی مٹھی بنائے وہ گہری سانسیں لے رہے تھے۔۔۔

لفٹ کا دروازہ کھلا اور اس نے دیکھا۔۔۔ ار حم آیا تھا۔۔۔ ہاتھ میں موبائل لئے وہ مسلسل شاید کسی کو کال لگا رہا تھا مگر اس پر نظر پڑتے ہی اسکی جانب بڑھا۔۔۔

”گڈ مارنگ سر“ ایلاف نے اسکے سامنے رکے ہی کیا۔۔۔

”کیسی ہیں آپ مس ایلاف؟“ مسکرا کر کہا۔ مگر ایلاف محسوس کر رہی تھی اسکی پریشانی۔

”بلکل ٹھیک ہوں۔ مگر آپ کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے۔ کچھ ہوا ہے کیا؟“ فکر مندی سے پوچھا۔

”نہیں سب ٹھیک ہے۔ بس میں کل سے ہادی کو کال کر رہا ہوں مگر وہ کال نہیں اٹھا رہا۔“ وہ اب پھر موبائل کی جانب متوجہ ہوا۔

”اچھا۔ ہو سکتا ہے وہ بڑی ہو۔ آپ فکر مت کریں“ مسکرا کر اسے تسلی دی جس پر ارحم نے اسکی جانب دیکھا۔  
 ”ابھی ہوئی تو وہ بھی لگ رہی تھی۔“

”تم بھی کچھ ابھی ہوئی لگ رہی ہو۔ کچھ ہوا ہے کیا؟“ اس کے پوچھنے پر ایلاف کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔  
 ”نہیں۔ میں بھی بس کسی کا انتظار کر رہی وہ“ اور اس جواب نے ارحم کو جانے کیوں مایوس کیا تھا۔  
 ”شہر وزکا؟“ سوال ہوا تھا۔

”نہیں“ اور جواب پر خوشی۔

”پاپا کہاں ہیں؟“ اس آواز پر ان دونوں نے دائیں جانب دیکھا۔ شہر وز اپنی پھولی ہوئی سانس۔ کل سے پہنے ہوئی کپڑے، بکھرے بالوں کے ساتھ ان سے پوچھ رہا تھا۔ آنکھیں فکر مند اور چہرہ پریشان۔

”تمہیں کیا ہوا ہے؟ ٹھیک ہونا؟“ ارحم اسکی حالت دیکھ کر حیران ہوا۔

”میں ٹھیک ہوں بھائی۔ ڈیڈ کہاں ہیں؟“

”وہ اندر ہیں ابھی۔۔۔ لو وہ آگئے“ عامر ہمدانی کو آفس سے کڑے تیوروں کے ساتھ باہر نکلتے دیکھ کر ایلاف نے کہا۔۔۔ شہر وز نے پلٹ کر اپنے ڈیڈ کو دیکھا۔۔۔ جن کی شعلہ برساتی نظیں اسے بتا چکی تھیں کہ بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔

”ڈیڈ میں۔۔۔“ اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ پاتا۔۔۔ عامر ہمدانی کے تھپڑ کی آواز نے جہاں ار حم اور ایلاف کو حیران کیا۔۔۔ وہیں شہر وز کا منہ بھی بند کر دیا تھا۔۔۔

”خبردار جو اپنی ناپاک زبان سے تم نے مجھے ڈیڈ کہنے کی جرت بھی کی“ انگلی اسکی جانب اٹھاتے ہوئے وارننگ دی۔۔۔

”مم۔۔۔ مجھے معاف۔۔۔“ اور اسکی بات مکمل ہی نہیں ہو پائی تھی کے ایک اور تھپڑ نے اسکا منہ بند کیا۔۔۔

”معافی غلطی کی ہوتی ہے گناہ کی نہیں۔۔۔ اور تم۔۔۔ تم شہر وز ہمدانی۔۔۔ اب اس گناہ کا کفارہ ادا کرو گے“

”انگل۔۔۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ ایسا کیا ہو گیا؟“ ار حم نے آگے بڑھ کر پوچھا۔۔۔ مگر عامر ہمدانی اس وقت کچھ اور ہی سوچنے میں مصروف تھے۔۔۔

”ڈیڈ مم۔۔۔ مجھے ایک موقع دیں۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں ایسا دوبارہ نہیں ہوگا“

”ضرور۔۔۔ آخر تم میرے بیٹے ہو تمہیں ایک موقع تو دوں گا میں“ ایک معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ انہوں نے کہا۔۔۔ اور وہاں موجود ہر شخص جانتا تھا کہ یہ مسکراہٹ اب کوئی نیا طوفان لانے والی ہے۔۔۔



”دومنٹ کے اندر ایک میٹنگ آرینج کرو۔۔ میں نے ایک بہت ضروری اناؤنسمنٹ کرنی ہے اور شیلہ کو بھی اس میں بلایا جائے گا“ ارحم سے کہہ کر وہ دوبارہ اپنے آفس کی جانب گئے تھے جبکہ ارحم اب شہروز کی جانب مڑا۔۔

”تم نے کیا کیا ہے شہروز؟“ اس کے پوچھنے پر شہروز نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

”وہ کچھ نہیں بتائینگے۔۔ خود دیکھ لیں آپ“ ایلاف نے موبائل اس کی جانب بڑھایا اور شہروز نے دیکھا۔۔

ایلاف کی آنکھوں میں اسکے لئے نفرت تھی۔۔ افسوس تھا۔۔ وہ ایک بار پھر سر جھکا گیا۔۔

جبکہ ارحم اب ان تصاویر اور ویڈیوز کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔۔

”یہ۔۔ یہ کیا ہے شہروز؟“ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ وہ یہ تو جانتا تھا کہ شہروز لڑکیوں سے دوستی اور فلرٹ کرنے کا شوقین ہے مگر وہ اپنی حدود کو پار کر سکتا ہے؟ یہ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔

”مجھ سے غلطی ہوگی برو“ ایک نظر سامنے کھڑی ایلاف پر ڈال کر اس نے کہا۔۔

”گناہ۔۔ غلطی نہیں گناہ ہے یہ“ سختی سے کہا جس پر شہروز نے مزید سر جھکایا۔۔ ایلاف اور باقی سٹاف کے سامنے یہ سب ہونے پر اسے پہلے سے بھی زیادہ شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی ریپوٹیشن جتنی ہی خراب صحیح مگر اس طرح کی شرمندگی کا سامنا اس نے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔۔

”پوسٹ سوشل میڈیا سے ہٹانے کی کوشش کرنی ہوگی۔۔ میں نہیں چاہتا کہ ہماری کمپنی پر اسکا اثر پڑے“ وہ

اب ایلاف سے کہہ رہا تھا۔۔

”ہم نہیں جانتے کہ یہ کس نے کیا ہے۔۔ مگر اس سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔۔“ وہ اب ریسپشنسٹ کی جانب پلٹا۔

”مینٹنگ روم اریج کرواؤ اور مینجر کو میرے آفس بھیجو۔۔ آپ بھی آئیں مس ایلاف“ اسے کہہ کر وہ آفس کی جانب تیزی سے بڑھا جبکہ ایلاف ایک نظر شہر وز پر ڈالے اسکے پیچھے گئی۔

وہ اس وقت لنچ کرنے کے لئے اپنی کمپنی کے سامنے ہی موجود اس ریسٹورانٹ میں بیٹھی تھی۔ آرڈر دینے کے بعد اپنا موبائل میز پر رکھے وہ اسے گھورنے لگی تھی۔۔ شاید کسی کال کا انتظار تھا۔۔ اور پھر موبائل پر آنے والی کال پر اس نے جلدی سے موبائل اٹھایا۔

”ہاں بولو۔۔ کیا بنا؟“

”ابھی کچھ پتہ نہیں۔۔ کچھ دیر میں ریزلٹ آئیگا۔۔ تم پلیز الرٹ رہنا جیسے ہی ریزلٹ آتا ہے تم اسی وقت سم اور آئی ڈی ختم کر دیا۔۔ کوئی ثبوت نہیں رہنا چاہئے سارا“ ایلاف کی دھیمی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

”تم فکر مت کرو۔۔ مجھے بس گرین سگنل کا انتظار ہے۔۔“

”گڈ۔۔ اور تمہیں یقین ہے نہ کہ وہ کوئی مسئلہ نہیں کرے گا؟“

”وہ کوئی مسئلہ نہیں کرے گا آخر میں نے اسکے اوپر بہت بڑا احسان کیا ہے“ سارا نے مسکرا کر کہا۔۔

”گڈ۔۔ میں چلتی ہوں باس نے میٹنگ ارنج کی ہے۔۔ میری کال کا انتظار کرنا“ اور اسی کے ساتھ سارا نے کال کٹ کی تھی۔۔

”ایک احسان ہم پر بھی کر دیں“ اپنے پیچھے سے آتی اس مردانہ آواز پر اس نے چونک کر دیکھا۔۔

پیلی ٹی۔ شرٹ پر بلیک اپر پہنے، بلیک پینٹ، سٹائیلش ہلکے براؤن بال، صاف رنگت، کلین شیو، براؤن مسکراتی نگاہوں سے اپنے ہاتھ جیب میں ڈالے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

”ایکسیوز می؟“ اس نے اپنی آئی۔ برواٹھاتے ہوئے پوچھا۔۔ اور وہ اب اس کے سامنے رکھی چمیر پر آکر بیٹھ رہا تھا

--

”ویسے میرا نام ہادی ہے۔۔“ کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے اس نے کہا۔۔

”سو مسٹر ہادی کیا میں آپکو جانتی ہوں؟“ اسے یہ انسان بہت عجیب لگا تھا۔۔ اور شاید کچھ الگ بھی۔۔ اب ظاہر ہے اتنی بہادری سے کسی لڑکی کی اجازت لئے بنا اسکے ساتھ آکر بیٹھنے والا شخص بہادر ہی ہو سکتا ہے نا؟“

”بلکل نہیں۔۔ اور اسی لئے تو میں یہاں آیا ہوں تاکہ آپ مجھے جان لیں“ مسکرا کر کہتے اس نے اسکی پلیٹ سے فرینچ فرائیز اٹھا کر منہ میں ڈالے تھے۔۔

”یہ میرا لنچ ہے۔۔ اور میں اکیلے لنچ کرنا پسند کرتی ہوں سو آپ یہاں سے جاسکتے ہیں مسٹر ہادی“ ویسے اسکے فرائیز کھانے پر اسے واقعی غصہ آنے لگا تھا۔۔

”اور میں مفت کالنج کرنا پسند کرتا ہوں اسلئے یہاں سے نہیں جاسکتا“ ایک بار پھر اسکی پلیٹ سے فرائیز اٹھا کر منہ میں ڈالے۔

”کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔“ سارا کو اب مزید غصہ آنے لگا۔

”ارے ارے۔۔ بد تمیزی کیسی۔۔ دوستوں کے درمیان تو یہ سب چلتا ہے نا؟“ نہایت سنجیدگی سے کہا گیا جبکہ آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

”ایسکیوز می؟ دوست! ہم دوست نہیں ہیں اوک“

”لو تو اب بن جاتے ہیں۔۔ ہائے آئی ایم ہادی فرام پاکستان لیوان دبی۔۔ کیا آپ مجھ سے دوستی کرینگی؟“ ہاتھ اسکی جانب بڑھایا۔

”نہیں“ فوراً جواب آیا۔

”مجھے پتہ تھا تم انکار نہیں کرو گی۔۔ ویسی ایک اچھا دوست ہونے کی حیثیت سے میں تمہیں بتایا چاہتا ہوں کہ تمہارا لنچ بریک ختم ہو چکا ہے“ اسکے کہتے ہی سارا نے اپنی کلائی پر پہنی گھڑی کی جانب دیکھا۔

”اوہ نو۔۔ تمہاری وجہ سے لیٹ ہو گئی ہے“ اپنا بیگ اٹھا کر وہ فوراً گھڑی ہوئی تھی۔

”یور ویلکم“ اور اس کے جواب پر وہ پیر پٹنی وہاں سے تقریباً بھاگی تھی۔ اسے واقعی دیر ہو گئی تھی۔

”چل ہادی۔۔ رزق ضائع ہونے سے بچالے۔۔ ثواب ملے گا“ اور اسی کے ساتھ سارا کی پلیٹ اپنی جانب کھسکا کر اب وہ اس برگر کے مزے لینے میں مصروف ہو چکا تھا۔ آخر مفت کا لنچ مزے دار جو ہوتا ہے۔۔

میٹنگ روم میں سب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے تھے۔۔ سب سے آگے شیلا ہمدانی جن کے چہرے پر پریشانی واضح تھی اور آنکھیں غصے سے سامنے بیٹھے شہر وز کو گھور رہی تھیں۔۔ جبکہ اس کے ساتھ بیٹھا رحم اپنے ساتھ بیٹھی ایلان کی جانب متوجہ تھا جو مسلسل اپنے ہاتھ میں پکڑا پین گمار ہی تھی۔۔ اور یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ بھی پریشان تھی۔۔۔

منیجر اور باقی کاسٹاف بھی اپنی اپنی چیئر زپر موجود تھے جبکہ عامر ہمدانی ان سب کے سامنے چہرے پر سنجیدگی لئے کھڑے تھے۔۔

”میں نے آپ سب کو یہاں ایک اہم فیصلہ سنانے کے لئے بلایا ہے۔۔“ وہ کہہ کر رہے اور ایک نظر سامنے بیٹھے شہر وز پر ڈالی۔۔

”یقیناً اب تک آپ سب جان چکے ہونگے کہ پہلے ہمارے ڈیزائن کے فیک ہونے اور اب شہر وز ہمدانی کے بدکردار ہونے کی خبر سوشل میڈیا پر پھیل چکی ہے“

”عامر۔۔۔“ شیلا ہمدانی سے اپنے بیٹے کے لئے ایسے الفاظ برداشت نہ ہوئے مگر عامر ہمدانی کی کڑی نظروں نے انکا منہ بند کر دیا تھا۔۔ آج وہ کسی کی نہیں سننے والے تھے۔۔

”اس سے ہمدانی انٹیریز کی ریپوٹیشن کو بہت بڑا نقصان ہوا۔۔۔ اور اب۔۔۔ ہمیں مل کر اپنی کمپنی کی ریپوٹیشن کو بحال کرنا ہوگا“ وہ ایک نظر سب ڈال کر اپنی چیئر پر بیٹھے۔۔

”اس لئے میں یہ کمپنی ایک ایسے ہاتھ میں دینے جا رہا ہوں جسکی ریپوٹیشن اور مائنڈ دونوں ہی ہماری کمپنی کو دوبارہ اسکا مقام واپس دلا سکتی ہے۔۔“ ایک گہری سانس لی تھی۔۔

”آج سے یہ کمپنی میرے کزن کے بیٹے ار حم ہمدانی سنبھالیں گے“ جہاں اس فیصلے پر ار حم اور باقی سب حیران رہ گئے تھے وہیں شیلہ ہمدانی اور شہروز کے سروں پر بم گرا تھا۔۔

”پرائفل۔۔۔“

”کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے ار حم؟“ اٹل لہجہ تھا۔۔ جیسے آگے کوئی بات ہی نا ہو سکتی ہو۔۔

”نہیں“

”گڈ۔۔ تو آج سے یہ کمپنی ار حم ہمدانی سنبھالیں گے اور جہاں تک بات شہروز ہمدانی کی ہے۔۔“ وہ ایک بار پھر کھڑے ہوئے تھے۔۔ نظریں شہروز کی جانب تھیں جو انہیں ہی دیکھا رہا تھا۔۔

”میں اپنے گھر۔۔ اور اپنی کمپنی سے شہروز ہمدانی کو خارج کرتا ہوں۔۔ آج سے اسکی میرے گھر اور میری کمپنی میں کوئی جگہ نہیں“ اور یہ وہ بم تھا جو وہاں موجود ہر شخص کے سر پر گرا تھا۔۔ شیلہ نے حیرت سے عامر ہمدانی کی جانب دیکھا اور وہ جان گئیں کہ آج بات انکے ہاتھ میں بھی نہیں رہی۔۔ نظریں شہروز کی جانب گئیں جو صدمے میں سانسیں روکے اپنے سامنے کھڑے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔۔

”لیکن یہ مستقل نہیں ہے۔۔“ عامر ہمدانی کے اگلے الفاظ پر سب ایک بار پھر حیران ہوئے۔۔

”جس دن شہر وز ہمدانی ایک ذمہ دار انسان بن گیا۔۔ جس دن وہ اپنے پیروں پر خود کھڑا ہوا وہ اس کمپنی میں واپس آسکے گا“ عامر ہمدانی کی بات پر شہر وز نے گہری سانس لی تھی۔۔ تو امید ختم نہیں ہوئی۔۔

”اور گھر؟“ شیدا کی جانب سے سوال ہوا۔۔

”جس دن وہ ایک سچے اور ذمہ دار انسان کی طرح اپنا گھر بسانے کے لئے ایک اچھی اور سمجھدار لڑکی سے شادی کرے گا۔۔ اسی دن وہ اس گھر میں داخل ہوگا۔۔ اپنی بیوی کے ساتھ“ اور اسی کے ساتھ وہ وہاں سے باہر نکل چکے تھے۔۔ اپنے پیچھے کھڑے تمام لوگوں کو حیرانی میں ڈالے۔۔

میٹنگ روم میں سے سب ایک ایک کر کے باہر نکلے تھے۔۔ اب وہاں صرف ایلاف ار حم شیدا اور شہر وز ہی رہ گئے تھے۔۔

”تم یہ کر سکتے ہو شہر وز۔۔ مجھے یقین ہے کہ تم انکل کی خواہش پوری کرو گے“ شہر وز کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر ار حم نے کہا۔۔

”تھینکس برو“ ایک پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب آیا۔۔

”چلیں سر۔۔ ہمیں بہت کام کرنے ہیں“ ایلاف کی آواز پر شہر وز نے اسکی جانب دیکھا۔۔ جو اسے دیکھنے سے بھی گریز کر رہی تھی۔۔

”تم کچھ نہیں کہو گی؟“ جانے کیسے؟ مگر اس نے یہ سوال کر دیا تھا۔۔

”بیسٹ آف لک مسٹر شہروز“ بیگانی نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ روم سے باہر نکلی تھی اور ساتھ ہی ار حم بھی۔۔

”یہ لڑکی کون تھی؟“ شیدا ہمدانی کے سوال پر وہ چونکا۔۔

”ہماری کمپنی کی ڈیزائنرز“ مختصر جواب تھا۔۔

”تمہاری کیا لگتی ہے؟“

”میری کچھ لگنے سے پہلے ہی میں اسکی نظروں سے گرچکا ہوں“

”کوئی بات نہیں۔۔ نظروں سے گر سکتے ہو تو اٹھ بھی سکتے ہوں۔۔ میرے خیال سے وہ ایک اچھی بہو ثابت ہوگی“ شیدا ہمدانی نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔ جبکہ شہروز نے حیران ہو کر انکی جانب دیکھا۔۔

”اسے سب معلوم ہے میرے بارے میں موم۔۔ وہ مجھ سے کبھی شادی نہیں کرے گے“

”تم نے آج تک اپنی ہی جیسی لڑکیاں دیکھی ہے نا اس لئے تم ایسا کہہ رہے ہو“ کاندھے اچکا کر وہ کھڑی ہوئی تھیں۔۔

”کیا مطلب ہے آپکا؟“ اسے اب بھی کچھ سمجھ نہ آئی۔۔

”مطلب یہ کہ اس جیسی لڑکیوں کو ایسے مرد پسند ہوتے ہیں جو صرف انکی خاطر خود کو بدل دیں“ اور ایک مسکراہٹ اسکی جانب اچھال کر وہ وہاں سے باہر نکلی تھیں۔۔



”چلو۔۔ کم از کم کچھ پریشانی تو کم ہوئی“ ایک گہری سانس لئے وہ لفٹ کی جانب بڑھی۔۔۔ وہ جانتی تھیں کہ جو راستہ وہ شہر وز کو دکھا آئی ہیں۔۔ اس میں وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکے گا۔۔ وہ جلد اس کمپنی اور اپنے گھر واپس آئے گا۔۔

جبکہ ایلاف کے آفس کی جانب آؤں تو اب وہ کسی کو ایک مسیج لکھ رہی تھی۔۔

”ریزلٹ میری سوچ سے بھی زیادہ اچھا آیا ہے۔۔ آج کاڈنر میری طرف سے“

مسیج سینڈ کر کے وہ مسکراتی اپنی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔۔ سیاہ آنکھوں میں چمک تھی۔۔ فح کی۔۔

اور ٹھیک اسی وقت وقت میٹنگ روم سے نکلتے شہر وز کے موبائل پر ایک مسیج آیا۔۔

”ابھی تو صرف حال کا گناہ سامنے آیا ہے۔۔ سوچو ذرا اگر کسی دن ماضی کا گناہ سامنے آگیا تو کیا ہوگا؟ مگر تم پریشان

مت ہونا۔۔ جانتے ہونا تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتی میں۔۔ مائی پرنس“

اور اسکے قدم رک گئے تھے۔۔ ماضی کا گناہ ایک بار پھر نظروں کے سامنے لہرایا تھا۔۔ اسے لگا۔۔ جیسے اسکے

پیروں تلے زمین نکل گئی ہو۔۔

”وانیہ!“ زیر لب ایک نام لیا گیا۔۔ اور اس نام نے ماضی کو ایک بار پھر روشن کر دیا تھا۔۔

”تو تیرے ڈیڈ نے تجھے گھر اور کمپنی سے نکال دیا؟“ اسے چائے کا کپ دیتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت اپنے دوست کے گھر موجود تھا۔ اب جانے کو کوئی اور جگہ جو نہیں تھی۔

”ہمم“ بس اتنا ہی کہنا مناسب سمجھا تھا جبکہ وقاص نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ جب سے آیا تھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

”کہاں گم ہے؟ جب سے آیا ہے جانے کیا سوچ رہا ہے“

”نہیں۔۔ کچھ نہیں۔۔ بس ان سب کی وجہ سے پریشان ہوں“ اور یہ سچ بھی تھا۔ مگر آدھا۔

”ہاں وہ تو میں دیکھ ہی رہا ہوں۔۔ مگر ایک بات سمجھ نہیں آئی مجھے۔۔ آخر یہ سب ہوا کیسے؟ وہ تصویریں اور ویڈیو کس نے بنائی؟“

”میں جانتا ہوں کس نے کیا یہ“ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اس نے کہا۔

”کس نے؟“

”وانیہ“ اور اس نام پر وقاص کچھ حیران ہوا۔

”وانیہ؟ تیرا مطلب ہے وہ یونیورسٹی والی؟“ اس نے کنفرم کرنا چاہا۔

”یس“

”امپا سیبل۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ ایسا نہیں کر سکتی“ صاف انکار ہوا۔

”یہ اسی نے کیا ہے وکی۔۔ یہ دیکھ“ اس نے اپنا موبائل اسکی جانب بڑھایا۔۔ اب وہ اسکے بھیجے گئے مسیج پڑھ رہا تھا۔۔

”اس میں مجھے کہیں بھی اسکا نام نظر نہیں آ رہا۔۔ تو کیسے کہہ سکتا ہے کہ اسی نے کیا ہے؟“ موبائل میز پر رکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔

”مائی پرنس۔۔ میری آج تک کی تمام گرل فرینڈز میں سے صرف وہی تھی جو مجھے پرنس کہتی تھی۔۔ یہ اسی کا سٹائیل ہے“ اور وہ کیسے بھول سکتا تھا اسکا سٹائیل۔۔ وہ اسکی تمام گرل فرینڈز سے مختلف جو تھی۔۔

”لیکن وہ ایک بے وقوف سی لڑکی تھی جو تیرے جال میں پھنس گئی۔۔ اور اس بات کو دو سال گزر گئے ہیں۔۔ اچانک سے وہ یہ سب کیوں کر یگی؟“ وکی کو کوئی وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

”بدلہ لینے کے لئے“ شہر وز کے پاس وجہ تھی۔۔

”اوہ کم آن شہر وز۔۔ چند دنوں کے فلرٹ کا بدلہ کون لیتا ہے یار“ اسے شہر وز کی بات پر ہنسی آئی۔۔ اب وہ بیچارہ کیا بتاتا کہ وہ صرف چند دنوں کا فلرٹ نہیں تھا۔۔ اور شاید وہ یہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتا تھا۔۔

”میرے پاس اسکے مسیجز اور تصویریں تھیں کچھ۔۔ اس وقت وہ بریک اپ نہیں کرنا چاہتی تھی تو میں نے اس سے جان چھڑوانے کے لئے اسے دھمکی دی کہ اسکے گھر والوں کو سب دکھا دوں گا۔۔ تب جا کر وہ پیچھے ہٹی۔۔“ وہ رکا تھا۔۔

”تو۔۔ تجھے کیا لگتا ہے اب دو سال بعد وہ یہ سب کیوں کر رہی ہے؟“ اسے اب بھی وجہ سمجھ نہیں آئی۔۔

”ہو سکتا ہے وہ جھکتی ہو کہ اتنے ٹائم بعد میں نے وہ سب ڈلیٹ کر دیا ہو گا اس لئے اب وہ دوبارہ میری زندگی میں آنے کے لئے یہ سب کر رہی ہو۔۔ یا پھر مجھ سے بدلہ لینے کے لئے“ اسے بس یہی وجہ سو جی تھی۔۔

”اور کیا واقعی تو نے سب ڈیلیٹ کر دیا ہے؟“ اور یہ وہ سوال تھا جس پر شہروز چونک کر سیدھا ہوا۔۔ جیسے اچانک ہی کوئی جھٹک لگا ہو۔۔ جیسے اچانک ہی کچھ یاد آیا ہو۔۔

”نہیں۔۔ وہ سب میری ایک پرانی یو۔ ایس۔ بی میں ہے۔۔ واہ وکی۔۔ تو نے تو میرا مسئلہ ہی حل کر دیا“ وہ خوشی سے فوراً گھڑا ہوا۔۔

”اب کیا کرنے جا رہا ہے؟“

”وہ یو۔ ایس۔ بی لینے۔۔ اس نے مجھے بدنام کیا۔۔ اب میں اسے بدنام کروں گا“ اور اسی کے ساتھ ایک معنی خیز مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر گہری ہوئی۔۔ دماغ اب اپنا انتقام لینے کے لئے تیار تھا۔۔

”لیکن تو بھول رہا ہے کہ تیری اس گھر اور کمپنی میں انٹری بند ہے“ وکی نے یاد دلانا ضروری سمجھا تھا۔۔

”میری انٹری بند ہے۔۔ مگر کسی اور کی تو نہیں“ اور اسی کے ساتھ اسکے قدم باہر کی جانب بڑھے۔۔ اب پریشانی تو جیسے غائب ہی ہو چکی تھی۔۔ کچھ بچا تھا تو بس ایک نیا پلین۔۔

وہ دونوں اس وقت پیزا ہٹ میں موجود تھیں۔۔ ظاہر ہے ٹریٹ تو ایلان ہی کی جانب سے تھی۔۔ اس کی کامیابی کی خوشی میں۔۔

”آئی کانٹ بیلو دس۔۔۔ باس نے اسے گھر اور کمپنی سے ہی باہر نکال دیا۔۔“

”یس۔۔ اور بھی دو ایسی شرائط پر۔۔ جو شہر وز جیسے انسان کے لئے ناممکن ہیں“ ایک پیس اٹھا کر کہا۔۔

”مگر وہ ایسے تو نہیں بیٹھے گا۔۔ یقیناً وہ انکل کو دکھانے کے لئے اچھا بننے کی ایکٹنگ ضرور کرے گا۔۔“

”بلکل کرے گا۔۔ اور مجھے بس اسی کا انتظار ہے کہ وہ سب واپس حاصل کرنے کے لئے اچھا بننے کی اداکاری کب شروع کرتا ہے۔۔“

”اور شادی کے لئے لڑکی کو پروپوز۔۔“ سارا نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھتے کہا۔۔ جس پر ایک پل کے لئے وہ رکی تھی۔۔

”کیا مطلب؟“ نا سمجھنے کی ناکام اداکاری کی۔۔

”کم آن ایلاف۔۔ ہم دونوں جانتے ہیں کہ اس وقت اسکی زندگی میں اگر شادی کے لئے کوئی پرفیکٹ گرل ہے تو وہ تم ہو۔۔ اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ تمہاری جانب ہی آئے گا“ پیزا کا ایک اور پیس اٹھایا۔۔

”اگر ایسا ہے تو مجھے اسکا بھی انتظار رہے گا“ ایک آنکھ دباتے ہوئے اس سے کہا۔۔ جس پر دونوں ہی کی ہنسی بلند ہوئی اور جانے اس ہنسی میں ایسی کیا کشش تھی کہ پیزا ہٹ سے باہر نکلتے سعد طارق کی قدم ر کے اور نظریں اس آواز کی جانب گئیں۔۔ اور پھر۔۔ وہ حیران رہ گیا۔۔ سامنے بیٹھے اس لڑکی کو اتنا خوش دیکھ کر۔۔ جسے جانے کتنے ہی دنوں سے وہ یاد کر کر کے خود کو کوستا تھا۔۔ جس نے اسکی نیندیں اڑائی ہوئیں تھیں۔۔ اور وہ اتنی خوش لگ رہی تھی۔۔ وہ بھی۔۔ اسکی بہن کے ساتھ۔۔۔

”آئی کانٹ بیلو دس“ خود سے کہتے وہ تیزی سے باہر نکلا۔ دماغ اب پہلے سے کی زیادہ الجھ گیا تھا۔ وہ اسکی بہن کے ساتھ کیا کر رہی تھی؟ اور۔۔ آخر وہ کرنا کیا چاہ رہی ہے۔۔۔ اسے اب سب معلوم کرنا ہی تھا۔ ہر حال میں۔۔

”تمہیں اندازہ بھی ہے میں کتنا پریشان ہو گیا تھا؟“ اس کے سامنے کھڑا وہ ماتھے پر بل لئے اسے غصے سے گھورتا کہہ رہا تھا۔

جبکہ سامنے گاڑی کے فرنٹ سے ٹیک لگائے کھڑا وہ مسکرا رہا تھا۔ جیسے اس کے غصے کا کوئی اثر ہی نہ ہو۔۔

”کہاں تھے تم پورا دن۔۔ اتنی کالز کی میں نے پک کیوں نہیں کی تم نے؟“ اسے مسکراتا دیکھ اس کا غصہ مزید بھڑک رہا تھا۔

”ہائے۔۔ میلا بیبی میلے بنا داس ہو گیا تھا“ معصوم سی صورت بنائے اس نے ایک نزاکت سے کہا۔ جس پر ارحم نے اسے گھورا۔

”اچھا اچھا۔ گھور کیوں رہے ہو۔۔ بتانا ہوں“

”شروع ہو جاؤ“ دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے وہ مکمل اسکی جانب متوجہ تھا۔

”شروع کیا ہونا ہے یار۔۔ بس اچانک ہی ایک وائٹریس نے حملہ کیا اور وہ بھی ایسا کہ اس مرض کی تڑپ میں پورا دن میں اس کے علاج کے پیچھے پیچھے بھاگتا رہا۔ اور فائینلی مجھے ڈاکٹر ملا اور اس سے بات کرنے کے بعد اب کچھ بہتر

ہوں۔۔ مگر بے چینی اب بھی بہت ہے“ بے حد سنجیدگی سے کہی گئی اسکی بات پر ار حم بھی پریشان ہو کر اسکے قریب آیا۔۔

”کیا ہوا تمہیں ہادی۔۔ تم ٹھیک ہونا۔۔“ وہ اس کے لئے واقعی فکر مند نظر آ رہا تھا۔۔ جبکہ ہادی نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

”نہیں۔۔ یار بالکل بھی ٹھیک نہیں ہوں۔۔ وائرس بہت خطرناک ہے اور مرض لا علاج“ روتی صورت بنا کر کہا۔۔

”کونسا وائرس؟ ہادی صحیح طرح بتاؤ مجھے ٹینشن ہو رہی ہے“

”بتاتا ہوں۔۔“ جیب سے ایک لفافہ نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔۔

”یہ کیا ہے؟“ لفافہ لیتے ہوئے پوچھا۔۔

”خود دیکھ لو“ سنجیدہ صورت بنائے اس نے کہا اور ار حم نے لفافہ کھول کر دیکھا۔۔ اس میں ایک تصویر تھی۔۔

”یہ۔۔ یہ تو سارا ہے“ وہ حیران ہوا۔۔

”نہیں۔۔ یہ وائرس ہے۔۔ وہی جو مجھے لگ گیا ہے اور اب مرض لا علاج ہے“ دل پر ہاتھ رکھتے اس نے ڈرامائی انداز میں کہا۔۔

”تم اتنے گھنٹوں سے سارا کے پیچھے تھے؟“ ار حم کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔ وہ اس کے لئے کتنا پریشان رہا اور وہ؟ وہ سارا کے پیچھے تھا۔۔

”ہاں تو اور کیا۔۔۔“ کاندھے اچکا کر کہا اور ار حم خطرناک تیوروں سے قریب آیا مگر وہ جلدی ہی تیزی سے دوسری جانب نکل گیا۔۔

”دیکھو۔۔ مجھے معلوم ہے میں نے تمہاری کال نہیں اٹھائی مگر۔۔۔ میں یہ سب تمہارے لئے ہی تو کر رہا تھا۔۔“ وہ اپنی صفائی پیش کرنے لگا مگر ار حم پر کوئی اثر نہیں ہوا ہاتھ کا مکا بنائے وہ دوبارہ اسکی جانب آیا اور ہادی پھر سے دوسری جانب بھاگا۔۔

”میرے لئے نہیں اپنے لئے۔۔ تم مجھے انور کر کے اپنے چند گھنٹوں کے کرش کے پیچھے چلے گئے؟“ ار حم کو تو واقعی جیسے صدمہ لگا تھا۔۔ اور کیوں نہ لگتا۔۔ وہ آخر اسکا بچپن کا دوست تھا۔۔

”نہیں نہیں۔۔ وہ میرا کرش نہیں ہے۔۔ قسم نے مجھے اس سے پہلی ہی تصویر میں محبت ہو گئی۔۔“

”پہلی ہی تصویر؟ اور کتنی تصویریں ہیں تمہارے پاس؟“

”زیادہ نہیں۔۔ بس صبح اسکے آفس جانے کی، آفس سے باہر آنے کی، لنچ کرنے کی، چائے پینے کی، آفس میں کام کرنے کی اور۔۔۔۔۔“

”تم پورا دن اس کی تصویریں لیتے رہے؟“ اسے اب حقیقت میں جھٹکا لگا تھا۔۔ یہ وہی ہادی تھا جسے وہ جانتا تھا؟ نہیں۔۔ یہ وہ نہیں ہو سکتا۔۔



”ارے۔۔ میں تو بس معلومات جمع کر رہا تھا۔۔ مگر تم ناراض مت ہو۔۔ میں نے ایک تصویر تمہارے لئے بھی لی ہے“ کہتے ساتھ وہ گاڑی کی جانب گیا۔۔ دروازہ کھولا اور ایک اور لفافہ نکال کر اسکی جانب آیا۔۔ جبکہ ارحم منہ کھولے حیرانی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

”یہ لو“ مسکراتے ہوئے اسکی جانب لفافہ بڑھایا۔۔

”میرا کوئی موڈ نہیں ہے تمہاری فی کرش کی تصویریں دیکھنے کا“

”ارے ارے۔۔ ناراض مت ہو۔۔ مجھے معلوم تھا کہ تمہیں کال ریسیونہ کرنے پر غصہ آ رہا ہو گا اسی لئے تو تمہارے لئے میں کچھ لایا ہو۔۔ ایک بار دیکھ لو۔۔ سارا غصہ بھاپ بن کر اڑ جائے گا“ دو سیکنڈ اسے گھورنے کے بعد ارحم نے گہری سانس لے کر لفافہ تھاما۔۔ اس نے دیکھا۔۔ اندر ایک اور تصویر تھی۔۔ مگر اس بار۔۔ وہ ایلاف کی تھی۔۔

پیزاہٹ میں وہ ایک چیئر میں بیٹھی کسی سوچ میں گم تھی۔۔ مگر۔۔ ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ تھی۔۔ ایک اصلی مسکراہٹ۔۔

اس نے دیکھا۔۔ ایک اور تصویر تھی۔۔ اور اس بار وہ اکیلی نہیں تھی۔۔ اس کے سامنے ہی سارا بیٹھی تھی۔۔ اور وہ دونوں کسی بات پر ہنس رہی تھیں۔۔ اور جانے کتنے ہی عرصے بعد اس نے اسکی ہنسی دیکھی۔۔ اور کتنی ہی خوبصورت لگ رہی تھی وہ۔۔۔

”ہم“ ہادی نے مسکرا کر اسے ٹرانس سے باہر نکالا۔۔

”وہ دونوں ملیں ہیں۔۔ اسکا مطلب“

”اسکا مطلب وہ ان دو سالوں میں ساتھ رہیں ہیں۔۔ اور یقیناً کوئی ہمیں ایلاف کے بارے میں سب بتا سکتا ہے  
۔۔ تو وہ سارا ہے باس“

”ٹھیک کہا تم نے۔۔ ہمیں سارا سے معلومات نکلوانی ہوگی“

”اور اسکی تم فکر مت کرو۔۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے ہونے والے لائف پارٹنر سے کچھ نہیں چھپائے گی“ معنی  
خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔ جبکہ ارحم اسکے الفاظ پر چونکا۔۔

”ہونے والا لائف پارٹنر؟“

”یس۔۔ اب اپنے مرض کی دوا بھی تو کرنی ہے نا“ معصوم سی صورت بنا کر کہ۔۔ جس پر دونوں کا قہقہہ بلند ہوا

--

جبکہ یہاں سے کچھ دور۔۔ ڈیفینس میں موجود اس دو منزلہ بنگلے کی جانب آؤں تو سعد ہمدانی اپنے سٹڈی روم میں  
دائیں بائیں چکر لگا رہا تھا۔۔ سوچیں اب بھی سارا اور ایلاف کی جانب تھیں۔۔ ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر ذہن  
میں کتنے ہی سوال پیدا ہوئے اور کتنے ہی سوالوں کا جواب اب اس نے ڈھونڈنا تھا۔۔

دروازے پر ہونے والی دستک پر وہ رکا۔۔

”کم ان“ سنجیدگی سے کہہ کر وہ سٹڈی ٹیبل کی جانب بڑھا اور اپنی چئیر پر بیٹھ گیا۔۔

ایک درمیانی عمر کی ملازمہ ہاتھ میں باکس پکڑے اسکی جانب آئیں۔۔

”میں سب لے آئی ہوں“ باکس میز پر رکھتے ہوئے اس سے کہا۔۔

”کیا اس میں تمام ایلیمز اور پیپرز ہیں؟“ ایک نظر باکس پر ڈال کر سنجیدگی سے پوچھا۔۔

”جی۔۔ اس میں سب ہے“

”سارا کو تو نہیں معلوم اس بارے میں؟“

”نہیں جی۔۔ میں نے یہ انکے گھر آنے سے پہلے ہی انکے کمرے سے لے لئے تھے“ وہ اپنے کام پر مطمئن تھیں

--

”گڈ۔۔ اس بارے میں آپ کسی کو نہیں بتائیں گی۔۔ اور صبح ہمارے جاتے ہی آپ یہ چیزیں واپس انکی جگہ پر رکھ

دیجئے گا“

”جی ٹھیک ہے“ کہتے ساتھ ہی وہ سٹڈی سے باہر نکلی تھیں۔۔ جبکہ سعد ہمدانی اب باکس کھول کر اس میں موجود

پیپرز اور کچھ پرانے ایلیمز کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔۔

ہر پیپر اور البم کو غور سے دیکھتے ہوئے اسے میز پر پھینکتا جا رہا تھا۔۔ تجسس تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔ مگر اسے شاید

کچھ ایسا نہیں مل رہا تھا جس کی اسے ضرورت ہو۔۔ بے چینی سے ایک ایک پیپر الٹ پلٹ کرتے وہ مزید پریشانی

میں مبتلا ہو رہا تھا۔۔

کہ اچانک۔۔ اس کے ہاتھ رکے تھے۔۔ شاید پیپر میں کچھ ایسا تھا جس نے اس کے ہاتھ روک دیئے۔۔ اور جانے ایسا کیا تھا۔۔ کہ آنکھیں پہلے سے زیادہ کھل گئیں تھیں۔۔ اور جانے کیا کیا تھا ان میں۔۔ حیرانی۔۔ تجسس۔۔ اور پھر۔۔ آہستہ آہستہ سب بدلا۔۔ آنکھوں میں تجسس تو اپنی جگہ تھا۔۔ مگر حیرانی کی جگہ۔۔ کسی خاص چمک نے لے لی تھی۔۔ اور پھر۔۔ جانے کس سوچ سے۔۔ ہونٹ مسکرائے تھے۔۔ ایک معنی خیز مسکراہٹ۔۔

اس نے اپنی گاڑی پارکنگ لاٹ میں پارک کی۔۔ ایک گہری سانس لے کر وہ گاڑی سے باہر نکلا۔۔ رخ سامنے موجود ہمدانی انٹیریئرز کی جانب تھا۔۔ ابھی وہ مین گیٹ سے کچھ دور ہی تھا کہ اچانک کسی نے اس کا راستہ روکا۔۔ اور یقیناً وہ شہر وز کے علاوہ اور ہو ہی کون سکتا تھا۔۔

"بھائی مجھے آپکی مدد کی ضرورت ہے"

"میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا" سنجیدگی سے اسے جواب دیتا وہ گزرنے ہی لگا تھا کہ شہر وز نے ایک بار پھر اس کا راستہ روکا۔۔

"برو۔۔ میں نے جو کیا اس پر میں بہت شرمندہ ہوں۔۔ یقین مانیں میں پاپا کی ہر خواہش کو پورا کرونگا۔۔ مگر پلیز۔۔ اس وقت مجھے اپنے آفس سے ایک چیز کی ضرورت ہے۔۔ اور صرف آپ ہی مجھے وہ لا کر دے سکتے ہیں" وہ اب باقاعدہ اس سے التجا کرنے لگا تھا۔۔ مگر شاید ارحم اب اسکی کوئی بھی مدد کرنے کو راضی نہیں تھا۔۔

”میں نے کہا شہروز میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا“ ایک بار پھر اسے جواب دیتا وہ تیزی سے اندر کی جانب بڑھ چکا تھا۔ جبکہ شہروز اب پہلے سے زیادہ پریشان ہو گیا۔

”اب کیا کروں۔۔۔ انکے علاوہ اور کون کر سکتا ہے میری مدد؟“ اب دماغ کسی اور نام کی تلاش میں لگ چکا تھا

---

اتنے میں پارکنگ لاٹ میں پارک ہوتی ایک اور گاڑی نے اسکی توجہ اپنی جانب کی۔۔

وہ اس گاڑی کو ہزاروں میں پہچان سکتا تھا۔ اور اس سے باہر نکلتی شخصیت کو بھی۔۔

”آفلورس یہی میری مدد کر سکتی ہے“ خود سے کہتا وہ مسکرا کر اسکی جانب بڑھا۔

اور وہ جو دور سے ہی اسے آتا دیکھ چکی تھی اب اپنی مسکراہٹ چھپائے، چہرے پر سنجیدگی سجائے گاڑی سے باہر نکلی۔۔

”ایلاف۔۔ کیسی ہیں آپ؟“ مسکرا کر پوچھا۔

”ایکسیوزمی“ اسے انور کرتی وہ پاس سے گزرنے لگی۔

ریکوسٹ کی تھی۔۔ ”ایلاف پلیز۔۔ میری بات تو سنو“

”کیا اب بھی کچھ رہ گیا ہے سننے کے لئے؟“ حیرانگی سے پوچھا۔

”دیکھو۔۔ میں جانتا ہوں میں نے جو کیا وہ بہت غلط تھا۔۔ مگر ایلاف میں ایک انسان ہوں۔۔ اور غلطیاں انسانوں سے ہی تو ہوتی ہیں“

”گناہ۔۔ غلطی نہیں یہ گناہ ہے مسٹر شہروز ہمدانی۔۔ اور کچھ گناہوں کی کوئی معافی نہیں ہوتی“ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہتی وہ تیزی سے آگے بڑھی۔۔ جبکہ شہروز اسکے پیچھے آیا۔۔

”پر کفارہ تو ہوتا ہے نا؟“ ایلاف کے قدم ان الفاظ پر رکے تھے۔۔ پلٹ کر اسے دیکھا۔۔

”کیا کفارہ ادا کر سکیں گے آپ؟“ سوال ہوا تھا۔۔

”مجھے جو بھی کرنا پڑا میں کرونگا ایلاف۔۔ پاپا کی خواہش بھی پوری کرونگا اور ہر کفارہ بھی ادا کرونگا“

”کتنی کمال کی اداکاری کرتے ہو تم شہروز۔۔ اگر تمہیں نا جانتی ہوتی تو شاید آج میں تمہاری سب سے بڑی ہمدرد ہوتی“ وہ بس سوچ کر ہی رہ گئی تھی۔۔

”میری دعا ہے کہ آپ اپنے ہر گناہ کا کفارہ جلد ادا کر لیں“ وہ کہہ کر ایک بار پھر پلٹنے لگی۔۔

”مجھے اس میں تمہاری مدد چاہئے ایلاف“

”میری مدد؟“

”ہاں۔۔ میں اکیلے یہ نہیں کر سکتا۔۔ اور اگر تم ساتھ ہوگی تو سب آسان ہوگا“ مسکرا کر کہا۔۔

”لیکن میں کیا کر سکتی ہوں؟“

"مجھے اپنے آفس سے ایک چیز چاہئے۔۔ کیا تم مجھے وہ لا کر دے سکتی ہو؟" اسے اب ایک امید نظر آئی۔۔

"میں عامر سر کو چیٹ نہیں کر سکتی شہروز۔۔ آئی ایم سوری" صاف انکار کیا۔۔

"میں ایسا نہیں کہہ رہا ایلاف۔۔ دیکھو اس یو ایس بی میں میرے بہت امپارٹنٹ ڈاکیومنٹس ہیں۔۔ تم جانتی ہو پاپا نے مجھے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کا کہا ہے۔۔ اور اس کے لئے مجھے وہ یو ایس بی چاہئے۔۔ پلیز ایلاف۔۔ تم میرے لئے اتنا تو کر سکتی ہونا؟" ایک امید تھی۔۔

"کہاں ہے وہ؟" ایک گہری سانس لے کر پوچھا۔۔ جبکہ شہروز کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ آئی تھی

--

"میرے آفس کے لا کر میں ایک باکس کے اندر "

"کو ڈ؟"

"میری ڈیٹ آفس برتھ مگر الٹی "

"اوک۔۔" وہ کہہ کر پلٹی پر کچھ قدم آگے بڑھا کر وہ دوبارہ رکی۔۔ شاید اچانک کوئی خیال آگیا۔۔

"میں یہ تمہارے لئے نہیں۔۔ عامر سر کے لئے کرونگی شہروز۔۔ یہ یاد رکھنا۔۔ میں نہیں چاہتی کہ انہیں اب مزید کوئی پریشانی ہو انہیں۔۔"

وہ کہہ کر اندر کی جانب بڑھی جبکہ شہروز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

اور اپنے آفس کی گلاس وال کے پاس کھڑے ار حم کے چہرے کے تعصوات بگڑے تھے۔۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھی کسی کام میں مصروف تھی جب کوئی تیزی سے دروازہ کھولے اسکے آفس میں آیا۔۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے؟“ ار حم کی غصیلی آواز پر اس نے اسکی جانب دیکھا۔۔

”اب کیا ہو گیا ہے؟“ بس سوچ کر رہ گئی۔

”کیا ہو رہا ہے؟“

”اسکی اصلیت جاننے کے باوجود بھی تمہیں کوئی فرق نہیں پڑا ایلاف۔ اتنی دیر کیا باتیں کر رہی تھی تم اس سے؟“

”وہ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہے اور میرے لئے یہ بہت اہم ہے کہ وہ کوشش کرنا چاہتا ہے خود کو سدھارنے کی۔۔ اور جہاں تک بات اس سے باتیں کرنی کی ہے تو آپکا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ میں کس سے اور کیا باتیں کر رہی“ اسے ٹکاسہ جواب دے کر وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔۔

”تم اس سے کوئی رابطہ نہیں رکھو گی۔۔ وہ اس قابل نہیں ہے ایلاف“

”مجھے جو ٹھیک لگے گا میں کرونگی۔ آپکو میرے معاملات میں اتنا انٹرسٹ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ ناؤ پلیز۔۔ آئی ہیو سم ورک ٹوڈو“ وہ کہہ کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی جبکہ ار حم پیر پٹختا باہر نکلا۔۔



اب اگر یہاں سے کچھ دور سعد طارق کے آفس کی جانب آؤ تو سارا اس کے سامنے بیٹھی جانے کب سے اسکے فری ہونے کا انتظار کر رہی تھی جب کہ وہ جانے کب سے اپنے کمپیوٹر میں ٹائپ کر رہا تھا۔

”بھائی۔۔ آپ نے شاید مجھے لنچ ساتھ کرنے کے لئے بلایا تھا“ اس نے یاد دلانا ضروری سمجھا۔

”آرڈر دے دیا ہے میں نے لنچ آنے والا ہو گا“ اسکی جانب دیکھے بنا کہا۔

”اس سے تو اچھا تھا کہ میں اپنے آفس میں ہی لنچ کر لیتی۔۔ کم از کم اتنا بور تو نہیں ہونا پڑتا“

دومنٹ تک مزید کچھ کام کرنے کے بعد اسنے اپنا رخ سارا کی جانب موڑا جو اسے ہی گھور رہی تھی۔

”مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے اسی لئے تمہیں بلایا ہے اس بورنگ لنچ پر۔۔ جسٹ آمنٹ“

”نیکسٹ ٹائم آپ اپنے کام کرنے کے بعد مجھے لنچ پر بلائیے گا“ منہ پھلا کر کہا۔

”فکر مت کرو۔۔ نیکسٹ ٹائم ہم تینوں بہت فرصت میں لنچ کریں گے“ مسکرا کر کہا۔

”تینوں؟“

ہاں۔۔ میں، تم اور ہمارا وہ بہترین ڈیزائزر ”غور سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ڈیزائزر؟“

”ہاں، ای۔ ایچ کاڈیزائن واقعی بہت کمال ہے۔۔ اور کیونکہ ہمارے ریسٹورانٹ کا اس پر کام بھی شروع ہو چکا ہے تو پھر میں چاہتا ہوں کہ ہم مل کر ایک اچھا سانچہ لیں۔۔ اسی بہانے میں ان سے مل بھی لوں گا اور فیوچر کے لئے بھی ہم اچھے پلانز پر بات کر سکتے ہیں“ اور اب سارا کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا جواب دے۔۔

کدھر پھنسا دیا تم نے مجھے ایلاف۔۔ وہ اب ایلاف کو کوس رہی تھی۔۔ جبکہ سعد بہت غور سے اسے دیکھتے اسکے جواب کا منتظر تھا۔۔ دروازے پر ہونے والی ناک نے اسے مزید سوچنے کا موقع دیا تھا۔۔ ورکر لچ سر و کر کے جا چکا تو ایک بار پھر سعد اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔

”تو پھر۔۔ کب کر رہے ہیں ہم لچ؟“ اسکی پلیٹ میں پاستا ڈالتے ہوئے کہا۔۔

”بھائی وہ۔۔ لچ تو نہیں ہو سکتا“

کیوں نہیں ہو سکتا لچ؟“ اسے اسی جواب کی توقع تھی۔۔

”کیونکہ وہ۔۔ ایکجلی وہ تو ملک سے باہر ہیں“

”واہ سارا کیا بات ہے تمہاری“ اس نے خود کو داد دی۔۔

”تو کب تک آئینگے؟“

”ابھی تو کچھ نہیں معلوم مگر تھوڑے لمبے عرصے کے لئے گئے ہیں۔۔“

”اچھا کوئی بات نہیں۔۔ تم مجھے انکا کانٹیکٹ نمبر دے دو میں خود انکا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں“ وہ کوئی راستہ چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔

”بھائی وہ تو نہیں ہے۔۔۔ میری ان سے میلز پر بات ہوتی ہے۔۔ آپ چاہیں تو انہیں میل کر سکتے ہیں“ سارا بھی پوری تیاری کر چکی تھی۔۔

” ضرور۔۔۔ چلو لنچ کرو پھر تمہیں جانا بھی تو ہے“ سارا نے سکون کا سانس لیا جبکہ سعد طارق کا شک یقین میں بدل چکا تھا۔۔

وہ کچھ دیر بعد لنچ کر کے سعد کے آفس سے نکلی۔۔ اور گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے ایلاف کو کال ملائی تھی۔

”ہیلو؟“

”جانے تمہاری وجہ سے مجھے بھائی سے اور کتنے جھوٹ کہنے پڑینگے“

”کیوں؟ اب کیا ہوا؟“

وہ تمہیں۔۔ میرا مطلب ہے ای۔ ایچ کو لنچ میں انوائٹ کرنا چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ فیوچر ڈیلز بھی

”تو تم نے کیا کہا؟“

”آکٹورس میں نے بات ٹال دی ہے۔۔ مگر جانے کیوں اس طرح اچانک بھائی کا سپیشلی مجھے آفس بلا کر یہ بات کرنا کچھ عجیب لگا“ اسے اب کچھ گڑ بڑ لگ رہی تھی۔۔

”عجیب تو ہے۔۔ کہیں انہیں شک تو نہیں ہو گیا؟“

”نہیں۔۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔۔ وہ تو تمہیں جانتے ہی نہیں ہیں“ سارا کو یقین تھا اس بات کا۔۔ یا پھر۔۔ خوش فہمی۔۔

”ٹھیک ہے پھر۔۔ مجھے میٹنگ میں جانا ہے۔۔ پھر بات ہوتی ہے“ ایلاف نے کہہ کر کال کٹ کر دی تھی۔۔ جبکہ سارا جواب اپنی گاڑی سٹارٹ ہی کرنے لگی تھی۔۔ اچانک کسی کے ساتھ بیٹھنے پر حیران ہوئی۔۔

ہمدانی انٹیریئرز کی جانب واپس آؤ تو یہاں عامر ہمدانی۔۔ جن کے دائیں جانب ایلاف اور بائیں جانب ارحم بیٹھا تھا۔۔ اس کے علاوہ منیجر اور مزید آفس ورکرز بھی اپنی اپنی جگہ بیٹھے نئے آنے والی پراجیکٹ پر بات کر رہے تھے۔۔

”جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ اب سے یہ کمپنی میں نے ارحم کے حوالے کر دی ہے۔۔ آج سے ارحم میری جگہ اس کمپنی کو سنبھالے گا۔۔ پچھلے دنوں ہونے والے حادثات کی وجہ سے ہم نے لاکھوں کے نقصان کا سامنا کیا ہے جسے ہم نے پورا کرنا ہے۔۔ ارحم۔۔ مس ایلاف۔۔ اور ہمارے منیجر۔۔ مجھے یقین ہے یہ تینوں مل کر ہماری کمپنی کی کھوئی ہوئی عزت کو واپس لائیں گے۔۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ ہماری پاس ایک نیا پراجیکٹ آیا ہے۔۔

ویسے یہ پچھلے پراجیکٹ کی طرح بڑا اور فائدے مند تو نہیں۔۔ مگر ہمیں ایک اچھا کام کر کے دکھانا ہے۔۔ اب اس پراجیکٹ کی باقی کی ڈیٹیلز آپکو مسٹر ارجم دیں گے "اور اسی کے ساتھ ارجم اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔۔ جبکہ سب کی توجہ اب اس کی جانب تھی۔۔

"اوک۔۔ تو یہ بیسک چیزیں تھیں۔۔ اسکی ڈیٹیلز منبج دیں گے "کچھ دیر بعد وہ کہہ کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور نظر سامنے بیٹھی ایلاف کی جانب کی جو بار بار اپنے سر پر ہاتھ رکھ رہی تھی۔۔

"آریو اوک؟" اس کے پوچھنے پر سب ک نظریں ایلاف کی جانب اٹھی تھیں۔۔

"یس۔۔ بس تھوڑا سر میں درد ہے "

"آپ جا کر تھوڑا ریٹ کر لیں مس ایلاف۔۔ میٹنگ کی ڈیٹیلز آپکو بعد میں ارجم بتا دے گا "عامر ہمدانی نے فکر مندی سے کہا۔۔

"تھینک یو سر۔۔" اب وہ اپنی فائلز اٹھا کر میٹنگ روم سے باہر نکلی۔۔

مگر اپنے آفس میں جانے کے بجائے وہ شہر وز کے آفس جو اب عامر ہمدانی استعمال کر رہے تھے میں گئی۔۔

اندر آتے ساتھ دروازہ لاک کیا اور اب اسکا رخ لا کر کی جانب تھا جو کہ بک شیلف کے پیچھے بنا تھا۔۔ بک شیلف کو تھوڑا سا کھسکا کر وہ دونوں گئنے زمین پر رک کر نیچے بیٹھی۔۔ اب وہ کوڈ ڈال رہی تھی۔۔ ساتھ ہی بار بار دروازے کی جانب بھی دیکھتی۔۔۔

کو ڈالنے کے بعد اس نے لا کر کھولا۔۔۔ اندر کچھ اہم کاغذات اور پیسے رکھے تھے۔۔۔ فائلز کی دائیں جانب ایک چھوٹا سا باکس رکھا تھا۔ اس نے باکس باہر نکالا۔ ایک بار پھر دروازے کی جانب دیکھا جواب بھی بند تھا۔

باکس میں کچھ چیزوں کے ساتھ ہی ایک نیلے رنگ ہی یو۔ ایس۔ بی رکھی تھی۔۔۔ جلدی سے اسے نکال کر باکس واپس اسکی جگہ پر رکھا۔ اور لا کر بند کر کے وہ فوراً کھڑی ہوئی۔۔۔ دروازے سے باہر کچھ آوازوں پر اسکی ہاتھوں میں تیزی آئی۔۔۔ دل پکڑے جانے کے ڈر سے کانپ رہا تھا۔۔۔ بک شیلف کو واپس اسکی جگہ پر رکھ کر وہ جلدی سے اپنی فائل اٹھائے دروازے ک جانب بڑھی۔۔۔ کان لگا کر باہر سے آنی والی آوازوں کو سنا۔۔۔ مگر اب کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔۔۔ یعنی میٹنگ اب تک ختم نہیں ہوئی تھی۔۔۔

جلدی سے دروازہ کھول کر وہ باہر آئی اور اپنے آفس کی جانب بڑھی۔۔۔

”میرے لئے ایک کافی بھجوا دینا پلیز“ سیکریٹری سے کہتی وہ اپنے آفس آئی اور ایک گہری سانس لی۔۔۔

”مجھے یقین ہے کہ میری محنت ضائع نہیں جائے گی۔۔۔ کچھ تو ہے اس میں۔۔۔ کچھ ایسا جو میرے دل میں تمہاری نفرت مزید بڑھا دے گا“ یو۔ ایس۔ بی کو دیکھتے پوئے اس نے کہا۔۔۔

یہ جانے بغیر۔۔۔ کہ یہ ایک یو۔ ایس۔ بی اسے شہر وز کی نفرت کی انتہاؤں سے بھی آگے لے جانے والی ہے۔۔۔

”تم! یہ کیا بد تمیزی ہے؟“ اس نے اپنے ساتھ بیٹھے اس شخص سے حیران ہو کر پوچھا۔۔۔ اسکی اتنی ہمت؟

ارے۔۔۔ میں نے کونسی بد تمیزی کی ہے؟ بلکہ میں تو یقین مانیں بہت عزت کرتا ہوں آپ کی “

اور یہ آیا معصوم ہادی کا جواب۔۔

”باہر نکلو“ انگلی سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔۔

”اتنی گرمی میں تم مجھے اپنی اس اے۔ سی والی گاڑی سے باہر نکال رہی ہوں؟ ایسا ظلم مت کرو“ مظلومانہ انداز تھا۔۔

خبردار جو تم نے مجھے ”تم“ کہا۔۔ نکلو میری گاڑی سے ”

اسے اس شخص پر اب واقعی بے انتہاء غصہ آنے لگا تھا۔ پیچھے ہی پڑ گیا تھا۔

”تم کہنے کی شروعات تو تم نے کی ہے۔۔ اور باہر تو میں نہیں نکلنے والا۔۔ اب جلدی گاڑی چلاو یا دیر ہو رہی ہے“ سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے اس نے اطمینان سے کہا جبکہ سارا اب مزید پتی۔۔

آخر تمہارا مسئلہ کیا ہے؟ چاہتے کیا ہو تم؟ ”

ان دونوں سوالوں ہی کا ایک جواب ہے ”

کیا؟“ مختصر سوال تھا۔۔

تم ”مختصر جواب آیا۔

کیا مطلب ہے اس بات کا؟“ اور سارا کو اب بھی کچھ سمجھ نہ آیا۔۔

”مطلب یہ کہ اگر آپ ایک اچھی لڑکی کی طرح میری بات مانیں گی تو پھر ہم دونوں کی بہت اچھی انڈر سٹینڈنگ ہوگی اور پھر ہم آگے جا کر بہت اچھے پارٹنرز بن جائیں گے۔۔ دنیا ہم پر رشک کرے گی۔۔ ہمارے بچے ہمیں آئیڈیلائز کریں گے۔۔ ہمارے پوتے پوتیوں کو سنانے کے لئے ہمارے پاس محبت کی ایک لازوال داستان ہوگی۔۔ اور پھر ہمارے قبریں ایک دوسرے کے برابر ہوں گی۔۔ واہ واٹ آبیوٹیفل لائف اینڈ ڈیٹھ "وہ جو ایک ہی سانس میں اپنے ارمان سنارہا تھا۔۔ سارا کا کھلا ہوا منہ دیکھ کر ایک جاندار قہقہہ بلند کیا۔۔

”منہ کھلنے کے بعد تو تم اور بھی کیوٹ لگتی ہو" مسکرا کر اسے کہا۔۔ اور سارا جیسے اب اپنی حیرانگی سے باہر آئی تھی

”صحیح کہا تم نے "

اور اس بار منہ کھولنے کی باری ہادی کی تھی

کیا؟" اسے اپنے کانوں پر جیسے یقین نہ آیا تھا۔۔

"تم نے بالکل صحیح کہا۔۔ مجھے ایک اچھی لڑکی کی طرح بننا چاہئے "

وہ مسکرائی تھی۔۔ اور ہادی کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔۔

اور جانتے ہو وہ اس کے تھوڑا قریب ہوئی۔۔۔

”اچھی لڑکیاں اس سچویشن میں کیا کرتی ہیں؟" اسے نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوئے معنی خیز انداز میں پوچھا



”کیا؟“ دل میں ہلکی سی خوشگمانی نے سراٹھایا۔

”یہ۔۔۔۔۔ ہیلپ ہیلپ۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔ ہیلپ“ اور اب چیختے ہوئے گاڑی سے باہر نکلی۔۔ جبکہ ہادی اپنی جگہ سن ہو چکا تھا۔۔

”ہیلپ می۔۔ یہ میری گاڑی میں زبردستی گھس گیا ہے۔۔ ہیلپ“ اور اب اس پاس کی لوگ جمع ہونا شروع ہوئے تھے۔۔

”ہیلپ۔۔ بھائی اسے باہر نکالیں یہ میری گاڑی میں زبردستی گھس گیا ہے۔۔ پلیز ہیلپ می“ اور اسی کے ساتھ دو آدمیوں نے گاڑی کا دروازہ کھول کر ہادی کو بازو سے گھسیٹ کر باہر نکالا۔۔

اور یہی وہ وقت تھا جب ہادی کو احساس ہوا کہ یہ اچھی لڑکی کیا کر بیٹھی ہے۔

دیکھیں یہ لڑکی۔۔۔“ اور اس سے پہلے کہ ہادی آگے کچھ کہہ پاتا۔۔ سامنے سے آتے مکے نے اسے بولنے سے روک دیا۔۔

”بہن آپ جاؤ۔۔ اسے تو اب ہم سیدھا کرینگے“ انہیں میں موجود ایک آدمی کے کہنے پر سارا انکا شکریہ ادا کرتی اپنی گاڑی کی جانب بڑھی۔۔ اندر بیٹھی۔۔ ایک نظر سامنے آدمیوں کے گھونسنے کا نشانہ بنے ہادی پر ڈالی اور اپنی مسکراہٹ دبائے وہاں سے چل پڑی۔۔

”بیچارہ اچھا لڑکا“ خود سے کہتے وہ کھل کر ہنسی تھی۔۔

وہ اس وقت اپنے اپارٹمنٹ میں موجود تھی۔۔۔ جب سے یو۔ ایس۔ بی اس کے ہاتھ آئی تھی اس کے لئے دن گزارنا نہایت ہی مشکل ہو گیا تھا۔۔۔ ہر گزرتے وقت کے ساتھ اس کا تجسس بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس لئے آج سارا سے ملنے کا ارادہ کینسل کرتے وہ سیدھا اپنے اپارٹمنٹ آئی۔۔۔ کچن شیلف پر بیگ رکھتے وہ روم کی جانب بڑھی۔۔۔ اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر ٹی۔ وی لائیج کی جانب آئی اور صوفے پر بیٹھ کر اپنی گود میں لیپ ٹاپ رکھا۔۔۔

لیپ ٹاپ آن کرتے ہی اسے یاد آیا کہ یو۔ ایس۔ بی تو اسکے پرس میں ہے۔۔۔ لیپ ٹاپ میز پر رکھتے وہ دوبارہ کچن شیلف کی جانب آئی اور بیگ سے یو۔ ایس۔ بی اور اپنا موبائل نکالا۔۔۔ واپس صوفے پر آکر بیٹھی اور لیپ ٹاپ ایک بار پھر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔۔۔

دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے یو۔ ایس۔ بی لیپ ٹاپ میں لگائی۔۔۔

اچانک موبائل کی رنگ ٹیون بجی۔۔۔ اس نے ایک نظر دیکھا۔۔۔ انجان نمبر تھا۔۔۔

اور اس وقت کسی بھی انجان نمبر سے زیادہ ضروری یہ یو۔ ایس۔ بی تھی۔۔۔ موبائل کی ٹیون کو اگنور کرتے اس نے فولڈر اوپن۔۔۔ اس میں کی ساری فائلز تھیں۔۔۔ کچھ ڈاکیومنٹیشنز کی۔۔۔ کچھ پرانی تصاویر۔۔۔ اور پھر۔۔۔

انہیں کے بیچ۔۔۔ ایک فولڈر نے اسے چلتے ہاتھ روکے تھے۔۔۔

”وانیہ!“ کپکپاتے ہونٹوں سے اس نے فولڈر کا نام پڑھا۔۔۔

دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ فولڈر کھولے گی اور کچھ ہوگا۔۔۔ کوئی بم بلاسٹ ہوگا۔۔۔ اور وہ یہی۔۔۔ اسی جگہ مر جائے گی۔۔۔

”یا اللہ۔۔۔ مجھے ہمت دینا“ اللہ کا نام لے کر اس نے فولڈر پر ڈبل کلک کیا اور فولڈر کھلا۔۔۔

لیکن سامنے آنے والی تصاویر ایک ایسا بم بن کر بلاسٹ ہوئی تھیں کہ جس نے اسے مارا نہیں تھا۔۔۔ جس نے اسکی سائیں نہیں روکی تھی۔۔۔ جس نے اس سے زندگی نہیں چھینی تھی۔۔۔ مگر زندہ درگور ضرور کر دیا تھا۔۔۔ تڑپ کی انتہا تک تڑپا دیا تھا۔۔۔ وہ تکلیف اور درد کی اس انتہا پر تھی کہ جہاں سائیں چلتی نہیں۔۔۔ جلتی ہیں۔۔۔ جہاں ایک بار نہیں بلکہ بار بار موت آتی ہے۔۔۔ جہاں کچھ باقی نہیں رہتا۔۔۔

اسے احساس بھی نہ ہوا تھا کہ کب اسکی آنکھوں سے نمکین اور گرم پانی نکلا تھا۔۔۔ کب اسکا چہرہ بھیگا تھا۔۔۔ جانے کب سامنے کا منظر دھندھلا یا تھا۔۔۔ جانے کب۔۔۔ اور کب تک وہ اسی طرح بیٹھی رہی تھی۔۔۔ اور جانے چہرے پر جرب ہوتے آنسوؤں نے کب اسے ہوش دلایا۔۔۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔ ایک گہری سانس کے کرا نہیں کھولا۔۔۔ اب آنکھیں خالی تھیں۔۔۔

”تم چکاؤ گے۔۔۔“ اس نے اب فولڈر پر لیفٹ کلک کیا۔۔۔

”میں قسم کھاتی ہوں شہر وز ہمدانی۔۔۔ میں تمہیں ایسی موت دوں گی جو دنیا یاد رکھے گی۔۔۔ میں تمہیں ایسے تڑپاؤں گی کہ تم موت کے لئے ترسو گے۔۔۔ میں قسم کھاتی ہوں۔۔۔ میں تمہارے لئے تمہارا بھیانک انجام بن جاؤں گی“ اور اسی کے ساتھ اس نے فولڈر ڈیلیٹ کیا۔۔۔

”لیپ ٹاپ بند کر کے اس نے میز پر رکھا۔۔۔ صوفے سے ٹیک لگائے اس نے آنکھوں بند کیں۔۔۔

اور وہ منظر ایک بار پھر اسکی نظروں کے سامنے تھا۔

پتکھے سے لٹکی والی کا منظر۔۔

ماما کے جنازے کا منظر۔۔۔

موبائل پر بجنے والی رنگ ٹیون نے ایک بار پھر اسکی توجہ حاصل کی۔۔۔ اس نے دیکھا۔۔ وہی رنگ نمبر تھا۔۔

مگر اب اسے تجسس ہوا۔ ایک گہری سانس لے کر خود کو نارمل کیا۔۔

”ہیلو“ کال ریسیو کر کے اس نے موبائل کان سے لگایا۔۔

”بہت دیر لگائی کال ریسیو کرنے میں؟ کسی اور ڈیزائن میں مصروف تھیں کیا؟“ ایک انجان مردانہ آواز آئی تھی

--

”سوری۔۔ آپ کون؟“

”ایک ہم ہیں کہ آپ کے علاوہ کچھ یاد نہیں اور ایک آپ ہیں کہ آواز تک یاد نہیں“ معنی خیز انداز میں جواب آیا تھا

--

”میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟“ وہ پہلے ہی ڈسٹرب تھی اور اب اس طرح کی فضول باتیں سننے کا کوئی موڈ نہیں

تھا۔۔

”سعد طارق بات کر رہا ہوں“

اور اب وہ حیران ہوئی تھی۔۔۔ یہ اسے کیوں کال کر رہا تھا؟

”اوک مسٹر سعد واٹ کین آئی ڈو فاریو؟“ پرافیشنل انداز تھا۔۔

”یہ تو میں آپکو مل کر بتاؤنگا کہ آپ کیا کر سکتی ہیں۔۔۔ کل لنچ پر آپکو کپ کرنے آؤنگا“ اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دے پاتی۔۔ دوسری جانب سے کال کٹ کر دی گئی تھی۔۔۔

”اب یہ کیا چاہتا ہے؟“ خود سے کہتے اس نے موبائل دوبارہ میز پر رکھا اور صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند دی۔۔ ذہن ایک بار پھر وانیہ کی جانب جا چکا تھا۔۔

”ایک تو اس کے غائب ہونے کی عادت نے تنگ کر دیا ہے“

وہ جو صبح سے اسے کی کالز کر چکا تھا ایک بار پھر کال ملاتے ہوئے اکتا کر کہا۔۔

”ہیلو“ ہادی کی عجیب سی آواز پر وہ تھوڑا حیران ہوا۔

”کہاں ہو تم صبح سے اور یہ تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے؟“

”ہسپتال میں ہوں اور آکر خود دیکھ لو کہ تمہاری وجہ سے کیا کیا برداشت کرنا پڑ رہا ہے مجھے“ اگلی جانب سے بھی اسی انداز میں جواب آیا تھا۔۔

”ہاسپٹل؟ تم وہاں کیا کر رہے ہو؟“ ارحم اب کچھ پریشان ہوا۔

”ہاکی کھیل رہا ہوں۔۔۔ آکر تم بھی کھیل لو“ اکتا کر کہتے اس نے کال کٹ کر دی جبکہ ارحم اب اسے دوبارہ کال کرنے لگا۔ مگر اس بار بھی کال ریسپونڈ نہیں ہوئی۔۔۔ کچھ دیر بعد مسیج میں ہاسپٹل کا نام ریسپونڈ ہوا۔ اور اسی کے ساتھ گاڑی کی کیز اٹھاتے وہ باہر نکلا۔۔۔ اب ہادی کی ہاکی بھی تو دیکھنی تھی نا؟

کچھ دیر بعد وہ ہاسپٹل میں ہادی کے کمرے کی جانب بڑھتا نظر آ رہا تھا۔ قدموں میں تیزی اور چہرے پر پریشانی تھی۔۔۔

”تم ٹھیک ہووووووو“ اور سامنے بیڈ پر بیٹھے ہادی کی نیلی آنکھ اور ہونٹوں پر نشانات دیکھتے ہی ارحم کا جاندار قمقمہ بلند ہوا تھا۔۔۔

”واٹ آکارٹون“

وہ اپنا پیٹ پکڑے ہنس رہا تھا جبکہ ہادی اب اسے گھور رہا تھا۔۔۔ بے حد سنجیدگی سے۔۔۔

”کارٹون“ اور ارحم صاحب کی ہنسی تو رکھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

”ہنسو ہنسو۔۔۔ سب تمہاری ہی وجہ سے ہوا ہے“ وہ بہت ڈھٹائی سے سارا الزام اسے دینے کو تیار تھا۔۔۔

”میری وجہ سے؟ پوچھ سکتا ہوں کہ میں نے کیا کیا ہے؟“ اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے اس نے کہا۔۔۔

تمہارے ہی کاموں کی وجہ سے میں اس چڑیل سارا کے پاس گیا۔۔۔ اور دیکھو کیا حال کر دیا اس نے میرا “

”سارا؟ تمہارا یہ حال سارا نے کیا ہے؟“ اور اسی کے ساتھ ایک اور قہقہہ بلند ہوا۔

میں تو سمجھا تھا معصوم سے لڑکی ہے۔۔۔ مگر وہ۔۔۔ وہ تو پوری چڑیل نکلی ”

”مگر تم نے آخر ایسا کیا کیا کہ اس نے تمہارا یہ حال کر دیا؟“ اور اسی کے ساتھ ہادی نے اپنی غمزہ داستان سنانا شروع کی۔۔

آئی کانٹ بیلو دس“! ”تم۔۔۔ تم اس کی گاڑی میں ذبردستی گھس گئے؟ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے؟ ذہنی حالت ار حم کو اسکی زہنی حالت پر شبہ ہوا تھا۔۔

”تو اور کیا کرتا میں؟ صبح سے اسکا پیچھا کیا میں نے۔۔۔ مگر موقع ہی نہیں مل رہا تھا اس سے بات کرنے کا۔۔ تو بس ایک یہی حل نظر آیا مجھے“

”اور اس حل نے تمہارا کیا حال بنا دیا۔۔۔“ مسکرا کر کہا۔۔

”اب کھڑے مسکراتے ہی رہو گے یا پھر جا کر بل پے کرو گے؟ میں مزید یہاں نہیں رکنا چاہتا۔۔“

”تم سے اور امید بھی کیا رکھی جاسکتی ہے۔۔۔ آتا ہو پے کر کے تم بھی آجاؤ“ وہ کہہ کر اب باہر نکلا۔۔

کچھ دیر بعد دونوں ہی ہمدانی مینشن میں ار حم کے کمرے میں موجود تھے۔۔

”تو پھر۔۔ پورا دن تم نے لڑکوں سے مار کھانے میں ضائع کر دیا یا پھر اس کوئی کام کی معلومات بھی حاصل کی ہے؟“ کافی کاکپ میز پر سے اٹھاتے ہوئے ار حم نے پوچھا۔۔

”ہادی کبھی بھی خالی ہاتھ نہیں رہتا مسٹر ار حم۔۔ اگر مار بھی کھائی ہے تو اسکا بھی حصول ہے“ معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کافی کاسپ لیتے ہوئے کہا۔۔

”گڈ۔۔ تو پھر بتاؤ کیا ایڈیٹ ہے؟“ صوفی سے ٹیک لگاتے ہوئے پوچھا۔۔

”ایڈیٹ ایسی ہے کہ تم حیران رہ جاؤ گے“

”ایلاف سے زیادہ مجھے کوئی بھی حیران نہیں کر سکتا“ مطمئن سا مگر سچا جواب تھا۔۔

”وہ تو شاید اب تمہیں حیرانگی کی انتہاؤں تک لے جانے والی ہے“ کافی کا ایک اور سپ لیا۔۔

”یہ بتاؤ کہ کیا پتہ لگا ہے؟“

”آج وہ اپنے بھائی کے آفس گی تھی لنچ کرنے“

وہ رکا تھا۔۔

”مجھے حیرانی نہیں ہوئی“

”حیرانی یہ جان کر ہوگی کہ اسکا بھائی کون ہے؟“

کون ہے؟“ سوال ہوا تھا۔۔

”تمہارا ایکس کلائینٹ۔۔۔ سعد طارق“ اور یہ واقعی ایسا انکشاف تھا جس پر وہ حیران رہ گیا۔۔

”سعد طارق؟ سارا کا بھائی ہے؟“ اسے اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔۔



"یس۔۔ کتنا حسین اتفاق ہے نا؟"

"یہ سب۔۔ اتفاق تو نہیں لگتا" کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگا۔۔ اسی لئے میں اس چڑیل سے بات کرنے گیا کہ کچھ معلومات نکلوا لوں مگر۔۔" اسے اپنی درگت یاد آئی۔۔

"معلوم کرو کہ اس کمپنی کو انکی پسند کا ڈیزائن ملایا نہیں؟" سنجیدگی سے کہا۔۔

"تم فکر مت کرو۔۔ میں اسکی کمپنی کے نئے ڈیزائنیر کا بھی معلوم کرونگا اور اس سارا کو بھی سبق سکھاؤنگا" اور اسی عہد کے ساتھ وہ کافی کا خالی کپ میز پر رکھتے ار حم کے کمرے سے باہر نکلا۔۔

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی کل کی میٹنگ کی ڈیٹیلز ریڈ کر رہی تھی جب انٹر کام بجا۔۔

"یس"

"کم ٹومائی آفس" ایک آرڈر پاس کر کے کال کٹ کر دی گئی تھی۔۔

"تو اب یہ باس بن گیا ہے" خود سے کہتی وہ اب ار حم کے آفس کی جانب بڑھی۔۔

وہ جو اپنے لیپ ٹاپ میں جانے کیا ٹائپ کر رہا تھا دروازے پر ہونے والی دستک پر اسکی انگلیاں رکی۔۔

"کم ان" دروازے کی جانب دیکھا۔۔ جہاں سے وہ چلتی ہوئی اسکی جانب آئی۔۔

”پلیز سٹ مس ایلاف“ سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

”آپکی طبیعت کیسی ہے اب مس ایلاف؟“ اسکی جانب مکمل متوجہ ہوتے کہا۔

”ٹھیک ہوں میں“

”مجھے لگا اب تو بہت اچھی ہو گئی۔۔ صرف ٹھیک کیوں؟“ معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ ہے“ اور اسی کے ساتھ اس نے لیپ ٹاپ کا رخ اسکی جانب کیا۔۔ اب سکریں بالکل اسکے سامنے تھیں۔۔

اور سکریں پر آنے والے منظر نے اسے حیران کر دیا تھا۔۔

کل آفس میں آنے۔۔ اور بک شیلف کے پیچھے موجود لا کر کھولنا۔۔ اندر سے کوئی باکس نکالنا۔۔ اور پھر اچانک اسے بند کر کے تیزی سے آفس سے نکلنا۔۔

”اب کیسی ہے آپکی طبیعت؟“ مسکرا کر پوچھا۔ جبکہ ایلاف کے پاس اب کوئی جواب نہیں تھا۔ نظریں اب بھی سکریں پر تھیں۔۔ آخر اتنی اہم بات وہ کیسے بھول گئی؟

”کیوں کیا تم نے ایسا؟“ ارحم کی سنجیدہ آواز پر اس نے اسکی جانب دیکھا۔ اور وہ دیکھ سکتی تھی۔ اسکی آنکھوں میں موجود اداسی۔۔

”اسے ڈاکیومنٹس کی ضرورت تھی۔۔۔ میں نے بس اسکی مدد کی ہے“ خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔۔

”تم نے اسکے لئے چوری کی؟“

”اگر آپکی نظر میں کسی انسان کی چیز اس تک پہنچانا چوری ہے۔۔ تو ہاں۔۔ میں نے یہ کی ہے۔۔ اور اگر آپ اس وجہ سے عامر سر سے میری کمپلین کر کے مجھے فائر کرنا چاہتے ہیں تو میں اسکے لئے بھی تیار ہوں“ وہ فوراً ہی اپنے پرانے انداز میں واپس آئی تھی۔۔ جبکہ ارحم اپنی جگہ رک سا گیا تھا۔۔ یہ لڑکی۔۔ یہ وہی تھی جس سے ملنے کے لئے اس نے اتنا لمبا انتظار کیا۔۔ اور یہی تو لڑکی ہے جو آج اس کے سامنے ہے تو لگتا ہے کہ جیسے وہ ملی ہی نہیں؟ جیسے وہ پہلے سے کی زیادہ دور ہے۔۔۔

”میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے ایلاف۔۔ مگر“ وہ اسکی جانب تھوڑا جھکا تھا۔۔ نظریں اسکی آنکھوں میں تھیں۔۔

”میں ہر راز معلوم کرونگا ایلاف۔۔ پھر چاہے اس کے لئے مجھے تم پر چوبیس گھنٹے نظر ہی کیوں نہ رکھنی پڑے۔۔ مگر میں۔۔ سب معلوم کر کے رہونگا“ چیلینجنگ انداز تھا۔۔ جو کہ ایلاف کو پریشان کر گیا تھا۔۔

اب اگر یہاں سے کچھ دور ایک پانچ منزلہ عمارت کے چوتھے فلور پر آؤ تو سارا اپنے کمپیوٹر کی جانب بے حد غور سے دیکھ رہی ہے جبکہ انگلیاں مسلسل کی۔ بورڈ پر چل رہی ہیں۔ اتنے میں ساتھ رکھا موبائیل بجا۔ اس نے دیکھا۔۔ کسی انجان نمبر کی کال تھی۔۔

”ہیلو“ مصروف انداز میں کہا۔۔

ہیلو۔۔ آپ مس سارا بات کر رہی ہیں؟“ کسی لیڈی کی آواز آئی۔۔

"جی۔۔ آپ کون؟"

میم میں ہاسپٹل سے بات کر رہی ہوں یہاں کل ایک پیشینٹ بہت سیریس کنڈیشن میں لایا گیا۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی انہیں ہوش آیا اور وہ مسلسل آپ سے ملنے کا کہہ رہے ہیں آپ پلیز ہاسپٹل آجائیں "اور یہی وہ وقت تھا جب کسی کا مسکراتا چہرہ اسکی نظروں کے سامنے ظاہر ہوا۔۔

"کک۔۔ کیا نام ہے اسکا؟"

"جی پیشینٹ کا نام مسٹر ہادی ہے اور انہیں بہت بری طرح پیٹا گیا ہے "اور ساراکا شک یقین میں بدل چکا تھا۔۔۔

"میں۔۔ میں ابھی آرہی ہوں۔۔ "اور اسی کے ساتھ وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی۔۔ بیگ اٹھایا اور بھاگتی ہوئی لفٹ کی جانب گئی۔۔

اب اگر ہاسپٹل کی جانب آتو نرس نے موبائیل ہادی کی جانب بڑھایا۔۔ ایک جاندار مسکراہٹ کے ساتھ اس نے موبائیل لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور خود بیڈ پر لیٹ گیا۔۔

"گڈ ورک۔۔ اب آگے میں سنبھال لوں گا۔۔ "اسی کے ساتھ نرس روم سے باہر نکلی جبکہ ہادی صاحب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

"کم ہسیر مائی کیٹ۔۔ آئی ایم ویٹنگ فار یو "گہری سانس لے کر آنکھیں بند گئیں۔۔ اور تصور اسی کیٹ کا تھا۔۔

اس نے گاڑی ہمدانی انٹیریئر کے سامنے پارک کی۔۔ ایک نظر سامنے کھڑی عمارت پر ڈال کر اس نے اپنے موبائل پر کسی کو کال ملائی۔

"ہیلو" مصروف اور پریشان سا انداز تھا۔

"میں آپکا باہر ویٹ کر رہا ہوں" سنجیدگی سے کہا۔

"دیکھیں مسٹر ہادی آپ نے جو بھی بات کرنی ہے آپ میرے آفس آکر کر سکتے ہیں۔ اس طرح باہر بلانا۔۔ یہ اچھا طریقہ نہیں ہے" ایلاف کی غصیلی آواز پر اسکے ہونٹ مسکرائے۔

"ٹھیک کہا آپ نے۔۔ مجھے آپکے آفس آکر آپ سے بات کرنی چاہئے۔۔ مگر کیا ہے نامس ایلاف۔۔ میں آپکا بہت بڑا فین ہوں اور اس سے بھی پہلے میں آپکا ہمدرد ہوں۔۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم کچھ خاص باتیں کہیں، کسی خاص جگہ بیٹھ کر کریں۔ تاکہ کوئی ہمیں سن نہ سکے" اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔۔ جبکہ دوسری جانب موجود ایلاف اب کچھ کنفیوز ہوئی تھی۔

"کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟"

"میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ آپکار از ہم دونوں کے درمیان رہے۔ اگر آپ یہ نہیں چاہتیں تو میں آجاتا ہوں اندر"

اور یہی الفاظ تھے جنہوں نے ایلاف کو حیران کر دیا۔

"میں آرہی ہوں" اسی کے ساتھ اس نے کال کٹ کر کے اپنا سردونوں ہاتھوں میں لیا۔

"کیا آج سب نے میرا کوئی نہ کوئی راز جاننا ہے؟ پہلے ارحم اور اب یہ سعد طارق۔۔ اتنا سب کیسی سنبھالونگی میں؟" خود سے کہتی وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

اب اسے سعد طارق کے ساتھ ایک لنچ پر بھی تو جانا تھا۔۔۔ ایک یادگار لنچ۔۔۔

وہ تیزی سے ہاسپٹل کے ریسپشن کے پاس پہنچی۔۔۔

”ایکسیوزمی۔۔ مسٹر ہادی کونسے روم میں ہیں؟“ سوال ہوا تھا۔۔

”سیکنڈ فلور تھرڈ روم“ مختصر جواب سنتے ہی وہ لفٹ کی جانب بڑھی۔۔

کچھ دیر بعد لفٹ کا دروازہ کھلا اور وہ تھرڈ روم کے دروازے کے پاس آئی۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے دروازہ ناک کیا۔۔ مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ اب آہستہ سے دروازہ کھولا اور نظر سامنے بیڈ پر لیٹے شخص کی جانب لگی جو کہ آنکھیں بند کئے لیٹا تھا۔۔

وہ خاموشی سے اسکے پاس آئی۔ ہاتھ میں پکڑا بکے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔

”اُمم“ اسے جگانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ اس نے غور سے دیکھا۔ آنکھوں کے گرد نیل واضح تھا۔ ماتھے پر بندھی پٹی پر خون کا نشان۔ اسے اب اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

اسے کچھ دیر مزید سوتا دیکھ کر وہ واپس جانے کے لئے پلٹنے ہی لگی تھی کہ ہادی نے فوراً آنکھیں کھولی۔

”ارے آپ۔۔ آ“ اٹھنے کی کوشش میں اسے درد محسوس ہوا۔ سارا نے فوراً آگے بڑھ کر اسے اٹھنے سے روکا

--

”لیٹے رہو تم۔۔ کیسی طبیعت ہے؟“ فکر مندی سے پوچھا۔ جبکہ ہادی مسکرایا۔

”اب تو طبیعت درست ہو گئی ہے“ اور سارا کو شرمندہ کرنے کے لئے یہ الفاظ کافی تھے۔

”آئی ایم سوری“ دھیمی آواز میں کہا۔

”کیا؟ میں نے سنا نہیں“

”آئی سیڈ آئی ایم سوری مسٹر ہادی۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا“ اب کی بار اس نے تھوڑا اونچا کہا۔

کوئی بات نہیں مجھے بھی اس طرح آپکی گاڑی میں نہیں آنا چاہئے تھا۔ پر کیا کرتا۔ آپ سے بات کرنا چاہتا تھا میں

”کیا بات؟“

”رہنے دیں۔ آپکو پھر بری لگ جائے گی اور پھر میری پٹائی کروائینگے آپ“ جس معصومانہ انداز میں اس نے کہا۔

۔۔ سارا کے ہونٹ بے اختیار مسکرائے تھے۔۔ پہلی بار اسے یہ شخص اچھا لگا تھا۔

”ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ اب میں آپکی بات سننے کو تیار ہوں“

”سچ میں؟“

”ہاں“

تو پھر۔۔ آپ ڈنر پر چلینگے میرے ساتھ؟“ ایک امید سے پوچھا۔

”لیکن تمہاری حالت ابھی ٹھیک نہیں ہے“



”یہ کہیں کہ آپ جانا نہیں چاہتیں“ وہ فوراً ہی کسی بچے کی طرح ناراض ہوا۔ اور اسکا یہ انداز سارا کو مزید لبھایا تھا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔۔ ہم جائینگے“

”وعدہ“ اسنے واپسی کا کوئی راستہ چھوڑنا نہیں تھا۔

”وعدہ“ اور راستہ ختم ہو گیا۔

”گڈ پھر تو مجھے اب اس بیڈ اور ہاسپٹل کی ضرورت نہیں ہے“ وہ فوراً بیڈ شیٹ ایک جانب پھینک کر کھڑا ہوا جبکہ سارا اسے بالکل صحیح صلا مت دیکھ کر حیران رہ گئی۔

”تم۔۔ تم ٹھیک ہو؟“

”آفلورس۔۔ ایک دو مکے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیٹ“ سینے پر ہاتھ باندھتے کہا۔

”تو یہ سب ڈرامہ تھا!“ اسے اب بھی یقین نہیں آیا۔ وہ اتنی آسانی سے کیسے بے وقوف بن گئی؟

”مار تو مجھے سچ میں بہت پڑوائی ہے تم نے اور اب تم اسکا کفارہ ادا کرو گی۔ ایک اچھا سا ڈنر کروا کر“

”میں کوئی ڈنر نہیں کروانے والی“ فوراً انکار ہوا۔

”لیکن کروانا تو پڑیگا آخر وعدہ کیا ہے تم نے“ اس نے بھی کوئی راستہ نہیں چھوڑا۔

”میں تمہیں چھوڑو نگی نہیں“

”یہی تو میں چاہتا ہوں“ اور اسی کے ساتھ سارا پیر پختی پلٹ کر کمرے سے باہر نکلی۔۔

”شام کو پک کرنے آؤنگا“ اسے جاتا دیکھ کر اونچی آواز میں کہا۔۔

وہ دونوں اس وقت ریستورانٹ میں کونے میں رکھی ایک میز پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔ دونوں کے درمیان خاموشی تھی جبکہ ویٹرانکا آرڈر رکھ کر جا چکا تھا۔۔

”کیوں بلایا ہے آپ نے مجھے یہاں؟“ ایلاف نے بات کی شروعات کی۔۔

”ایک بہترین ڈیزائنرز کے ساتھ ڈنر کرنے کا شرف جو حاصل کرنا تھا“ لاپرواہی سے کہتے ہوئے کھانے کی جانب متوجہ ہوا۔

”دیکھیں مسٹر سعد۔۔ آپ کا وقت شاید اتنا قیمتی نہ ہوگا مگر میرا بہت ہے۔۔ اس لئے آپ نے جو بھی بات کرنی ہے صاف صاف کہیں“ وہ بے حد سنجیدہ تھی۔۔ جانے کیوں آج سب نے اسے پریشان کرنے کا ٹھیکا اٹھا رکھا تھا۔۔

”پتہ ہے جب میں نے پہلی مرتبہ تمہیں دیکھا۔۔ تو مجھے تم بہت سادہ اور معصوم لگی۔۔ پھر جب تمہارا ڈیزائن دیکھا تو تمہارے ٹیلنٹ نے مجھے بہت امپریس کیا“ وہ رکا تھا۔۔ ایک نظر سنجیدہ بیٹھی ایلاف کی جانب دیکھا جس پر اپنی تعریف کا کوئی اثر نہ ہوا۔۔

”اور پھر پتہ لگا کہ وہ ڈیزائین تو نیٹ پر بھی موجود ہے۔۔ اور آپ ایک فیک۔۔۔“ اور سعد طارق کی بات ایلاف نے بیچ میں ہی کاٹ دی تھی۔۔

”وہ میرا ڈیزائین تھا۔۔ اور اگر آپ نے مجھ سے یہی سب کہنے کے لئے یہاں بلایا ہے تو آئی ایم سوری“ وہ اپنا بیگ اٹھا کر کھڑی ہوئی مگر سعد طارق کے الفاظ نے اسکے بڑھتے قدم روکے تھے۔۔

”میں جانتا ہوں وہ تمہارا ڈیزائین تھا۔۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اسے لیک بھی تم نے ہی کیا“ اور سعد طارق کے الفاظ اس پر ایک بم بن کر گرے تھے۔۔

”نہیں۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا“ وہ خود کو سمجھانا چاہتی تھی۔۔ مگر سعد کا کانفیڈنٹ اور اسکے ہونٹوں کی مسکراہٹ اسے سمجھا گئی تھی کہ وہ سب جانتا ہے۔۔ اور وہ اس سے زیادہ اور کتنا جانتا ہے؟ یہ جاننے کے لئے اسے اب دوبارہ اپنی جگہ بیٹھنا پڑا۔۔

”مجھے لگا کہ تم اب سب کی طرح اس بات کو ماننے سے انکار کرو گی۔۔ خود کو بچانے کی کوشش کرو گی مگر تم ایک سمجھدار لڑکی ہو۔۔ اور اس سمجھداری سے تم نے ہم دونوں کا ہی وقت بچا لیا“ اسے واقعی ایلاف کا یہ انداز اچھا لگا تھا۔۔ اسکا اس طرح خاموشی سے واپس بیٹھ جانا یہ ثابت کر چکا تھا کہ وہ اب سیدھی بات کرنے والی ہے بنا کسی ڈرامے کے۔۔

”تو آپ مجھے انویسٹیگٹ کر رہے ہیں؟“ اور ایلاف کے کانفیڈنٹ نے ایک بار پھر سعد طارق کو امپریس کیا

”مجھے بچپن سے ہی مسٹریس کو سالو کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔۔۔ اور اس وقت تم سے بڑی مسٹری میری نظر میں کوئی نہیں ہے“ مسکرا کر کہا۔۔

”تو پھر کہاں تک سالو کی ہے آپ نے یہ مسٹری؟“ جو س کا سپ لیتے اس نے پوچھا۔۔۔ اب وہ خود کو ہر چیز کے لئے تیار کر چکی تھی۔۔

”جہاں تک کر سکا۔۔۔ مگر اب آگے مجھے تمہاری تھوڑی سی مدد کی ضرورت پڑے گی“

”اوک۔۔۔ تو کیا مدد کر سکتی ہوں میں آپکی“ اب وہ کھانے کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

”سب سے پہلے تو میں آپکو بتا دوں کہ یہ ایک تھینک یولنچ ہے“

”تھینک یولنچ؟ مگر کس لئے؟“

”ہماری کمپنی کو اتنا بہترین ڈیزائن دینے کے لئے۔۔۔ یہ پچھلے ڈیزائن سے بہت ڈفرنٹ اور یونیک ہے۔۔۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے ایک دن میں ایک نیا ڈیزائن کیسے بنا دیا۔۔۔ مس ای۔ ایچ“ اور شاید یہ دوسرا دھماکہ تھا مگر اس بار ایلاف کو سمجھنے میں چند ہی سیکنڈز لگے تھے۔۔

”ویسے آپکو حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر سعد۔۔۔ آخر میں ایک بہترین ڈیزائن ہوں اور ایسے ڈیزائن بنانا میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے“ مسکرا کر کہتے وہ اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔

”یقیناً مجھے حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ ایسا لگتا ہے آگے بہت کچھ ایسا سامنے آنے والا ہے جو حیرانی سے بھی بہت آگے ہوگا“

”اوک۔۔۔ سو کیا مدد کر سکتی ہوں میں آپکی؟“ اپنا سوال دہرایا۔۔۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ سامنے بیٹھا یہ شخص اس کے بارے میں کس حد تک جان چکا ہے۔۔۔ اور کس حد تک جان سکتا ہے۔۔۔

”ایکچولی میں اب تک جتنا سمجھا ہوں۔۔۔ ایک ڈیزائینز کا اتنی محنت کر کے ایک بہترین ڈیزائن بنانا۔۔۔ پھر اسکی پریزنٹیشن سے پہلے خود ہی اسے لیک کرنا۔۔۔ جس سے اسکی کمپنی کو لاکھوں کا نقصان ہوتا ہے۔۔۔ اور پھر جو پارٹی اسے ریجیکٹ کر جاتی ہے اسی کے پاس کی بہن کے ذریعے اسی دن ایک بہترین ڈیزائن انہیں دینا۔۔۔ وہ بھی ایک کو ڈنیم سے۔۔۔ اور یقیناً وہ ڈیزائن ایک دن میں نہیں بلکہ بہت پہلے ہی بن چکا تھا۔۔۔ شاید اسے معلوم تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔۔۔ یا شاید۔۔۔ یہ سب ایک پلیننگ کے تھرو ہوا۔۔۔“ اسے غور سے دیکھتے اس نے کہا۔۔۔ جبکہ ایلاف بے تعصر چہرے سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

”اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ۔۔۔“ وہ اب کرسی کے پشت پر ٹیک لگا کر بیٹھا۔۔۔ جیسے واقعی کچھ سوچنے کو تیار ہو۔۔۔

”ان سب میں اسکا موٹیو کیا تھا؟ اور جہاں تک مجھے سمجھ آئی ہے۔۔۔ اسکا موٹیو اس کمپنی کو نقصان پہنچانا تھا۔۔۔ وہ وہاں گی تاکہ اسے برباد کر سکے۔۔۔ ایم آئی رائیٹ مس ایلاف حسن عرف ای۔ ایچ“ ایک بار پھر اسکی جانب تھوڑا جھک کر مسکرا کر کہا۔۔۔ نظریں اسکے چہرے پر تھیں۔۔۔ جو کہ پہلے بے تعصر اور پھر۔۔۔ اچانک۔۔۔ ایک مسکراہٹ نے ایلاف کے ہونٹوں کو چھوا۔۔۔ ایک معنی خیز مسکراہٹ۔۔۔ جس نے سعد طارق کو ایک بار پھر حیران کیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ غلط نہیں ہو سکتا۔۔۔

”بہت افسوس کے ساتھ مسٹر سعد۔۔ اپنے پزل کا یہ ٹکڑا غلط جگہ رکھ دیا۔۔ میرا اس کمپنی کے نفع یا نقصان سے کوئی کنسرن نہیں“ اور سعد غلط ثابت ہو گیا۔۔ ایلاف کا لہجہ اور انداز ہی بتا رہا تھا۔۔

”تو پھر کیا؟ کیا موٹیو ہے تمہارا؟“ اس نے پوچھا۔۔ جبکہ اب ایلاف اسکی جانب جھکی۔۔ اسکی آنکھوں میں غور سے دیکھا۔۔ ہونٹ مسکرائے۔۔ ایک چیلنج چمک آنکھوں میں لئے۔۔ اس نے اس میٹنگ کے آخری الفاظ کہے۔۔

”کیا آپکو مسٹری سالو کرنے کا شوق نہیں ہے؟ اپنا یہ شوق پورا کیجئے۔۔“ وہر کی تھی۔۔ مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

”اچھا لگا آپ سے مل کر۔۔ ٹیک کیئر“ اور اسی کے ساتھ اور پورے کانفیڈنٹ کے ساتھ سعد طارق کو ایک بار پھر حیران چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔۔ یہ جانے بغیر کہ حیران صرف سعد طارق نہیں ہوا تھا۔۔ ریسٹورانٹ کے باہر موجود گاڑی میں بیٹھا ایک شخص بھی انہیں دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔۔

وہ آفس آتے ہی کرسی پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی۔۔ ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیں۔۔ آج کا دن شروعات سے ہی اسکے لئے کافی مشکلات لا رہا تھا۔۔ پہلے ارجم اور اب سعد۔۔ جانے سب اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے تھے۔۔ کیا اس کی جاسوسی کے علاوہ کسی کو کوئی کام نہیں؟

کچھ بھی ہو جائے۔۔ کوئی بھی تمہیں روک نہیں سکتا ایلاف۔۔ اس سے پہلے کہ کوئی تمہارے مقصد تک پہنچے۔۔ تمہیں اپنا کام اب تیزی سے کرنا ہو گا۔" اسی سوچ کے ساتھ اس نے اپنا موبائل اٹھایا۔ اب وہ کسی کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔۔

"ہیلو ایلاف کیسی ہو؟" شہروز کی بے چین آواز اسکے کانوں میں تک پہنچی۔ ایک گہری سانس لے کر وہ مسکرائی۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ کیسے ہیں؟"

تمہاری آواز سن کر ٹھیک ہو گیا ہوں" اور وہ اب بھی ویسا ہی تھا۔۔

"میرے پاس آپ کے لئے دوا چھی خبریں ہیں"

سچ میں کیا تمہیں وہ یو۔ ایس۔ بی مل گئی؟" وہ فوراً ہی ایکسائیٹڈ ہوا۔۔

"ایک تو آپ نے گیس کر لی۔۔ لیکن دوسری نہیں کر پائینگے" کرسی سے ٹیک لگاتے ایلاف نے ایک گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔

"اور وہ دوسری نیوز کیا ہے؟"

"ایسے نہیں۔۔ پہلے آپ کو مجھے ایک اچھا سا ڈنر کروانا ہو گا" اور ایلاف کے الفاظ ہی تھے جنہوں نے شہروز کے دل میں خوشگمانی کا دیپ جلایا۔۔

”جہاں کہو۔۔ جب کہو“ گمبیر آواز میں کہا۔۔ جو یقیناً کسی بھی لڑکی کا دل دھڑکانے کے لئے کافی تھی۔۔۔ پر افسوس یہاں ایلاف تھی۔۔ جسکے دل میں لگی نفرت کی آگ کو کوئی بھی آواز کم نہیں کر سکتی تھی۔۔

”تو پھر آج شام مجھے پک کرنے آرہے ہیں نا آپ؟“ اور یہ ایلاف کا وہ انداز تھا جو کسی بھی لڑکے کو سا تھویں آسمان تک لے جانے کے لئے کافی تھا۔۔ اور شہر و زاس وقت ہواؤں میں تھا۔۔

”مجھے شام کا بے چینی سے انتظار ہے“

”سی یوسون“ اور اسی کے ساتھ ایلاف نے کال کٹ کی۔۔ ہونٹوں کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی جبکہ دوسری جانب شہر و ز کی آنکھوں میں چمک واضح تھی۔۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ایلاف سعد طارق سے ملی؟“ اسے جیسے اس بات پر یقین ہی نہیں آرہا تھا۔۔

”جی ہاں۔۔ وہ سعد طارق سے ملی اس کے ساتھ لنچ کیا۔۔ اور جانے اتنی دیر وہ دونوں کیا باتیں کرتے رہے تھے“ ارحم کی نظروں کے سامنے بار بار انکار یسٹورانٹ، میں ساتھ بیٹھ کر لنچ کرنا آرہا تھا۔۔

”اسکا مطلب ہے کہ وہ صرف سارا کی دوست نہیں ہے“

”مجھے اس بات پر ذرا بھی حیرانی نہیں ہے۔۔ سارا اور وہ یونیورسٹی کے ٹائم سے ساتھ ہیں۔۔ اس لئے ایک دوسرے کی فیملی کو جاننا کا من ہے۔۔ مگر وہ ہمارا کلائینٹ تھا۔۔ وہ پریزنٹیشن والے دن وہ ایک دوسرے



سے بالکل اجنبیوں کی طرح ملے "دل میں بار بار ایک شک آ رہا تھا جسے وہ زبان پر لانے سے بھی ڈر رہا تھا۔۔۔ یقیناً یہ اسکا وہم ہی ہو گا۔۔"

"اور اتفاق تو یہ ہے کہ اسی دن کمپنی کا ڈیزائن لیک ہوا۔۔۔" ار حم کے شک کو اب ہادی الفاظ دینے لگا۔۔  
"وہ ایسا نہیں کر سکتی"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو"

"ایسا ہی ہے۔۔۔ تمہیں معلوم ہوا کہ انہیں کونسا نیا ڈیزائن ملا ہے؟" ار حم نے پوچھا۔۔

"یہی تو حیرنی کی بات ہے۔۔ جس دن تمہارا ڈیزائن لیک ہوا اسی دن انہیں ایک بہترین ڈیزائن مل گیا۔۔ اور وہ کون ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔۔"

"ایسا کیسے ممکن ہے؟"

"ایسا ہی ہوا ہے۔۔ مگر تمہیں یہ عجیب نہیں لگتا ار حم۔۔ ایک ہی دن میں ڈیزائن مل جانا۔۔ جبکہ تم نے اور ایلاف نے پورا ہفتہ محنت کی تھی۔۔۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ اس امید سے کہ ہادی وہ جواب نہ دے جو وہ سوچ رہا ہے۔۔

”یہی کہ یہ سب ایک پلین تھا۔۔۔ وہ ڈیزائینر جانتا تھا کہ یہ ہونے والا ہے اس لئے اس نے پہلے سے ہی اپنا ڈیزائن ریڈی کر لیا۔۔۔ یا پھر۔۔۔“ وہ رکا تھا۔۔۔ ارحم کے سامنے اس طرح کی بات کرنا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا۔

”یا پھر؟“

”یا پھر میں اگلی بات تمہیں انویسٹیگیٹ کرنے کے بعد بتاؤں گا“ اب موت کو دعوت دینے سے اچھا تو اسے انویسٹیگیٹ کرنا تھا۔۔

”جو بھی کرنا ہے جلدی کرو۔۔۔“ سنجیدگی سے کہا۔۔

”سب میں ہی کروں یا تم نے بھی کچھ کرنا ہے؟“ اب ہادی بیچارہ کیا کیا کرتا۔۔

”میں ایلاف پر نظر رکھ رہا ہوں“ اس نے اپنا کام بتایا۔۔

”وہ تو تم نے پانچ سالوں سے رکھی ہوئی ہے“ شرارتی انداز میں کہا۔۔

”اور پوری زندگی رکھوں گا“ سنجیدگی سے کہتے وہ کھڑا ہوا۔۔

”اگر وہ تمہیں رکھنے دے“

”اسے لگتا ہے کہ وہ مجھے اپنی بے گانگی سے روک سکتی ہے تو یہ اسکی غلط فہمی ہے۔۔“ اس کے ارادے پکے تھے

”اگر اسکے کسی راز سے پردہ اٹھ جانے کے بعد تم خود نہ رک جاؤ تو“ وہ ایک اور شک کا اظہار کر رہا تھا۔ جبکہ ارحم مسکرایا۔

”اسکا ایک راز چاہے کتنا ہی تکلیف دہ کیوں نہ ہو۔۔ میں اسکے تمام راز جاننے سے پہلے رکونگا نہیں“ اسکا لہجہ ہی اسکے پختہ ارادوں کا گواہ تھا۔ جبکہ ہادی نے ایک گہری سانس لی۔

”چلو میں بھی پھر چلتا ہوں اپنی کیٹ کے ساتھ ڈنر کرنے“ اپنے بال درست کرتے جانے کو تیار ہوا۔

”کیٹ؟“

”یس۔۔ مس سارا کیٹ“ ایک آنکھ دبا کر کہتے وہ وہاں سے جا چکا تھا جبکہ ارحم کی سوچ ایک بار پھر ایلاف اور سعد طارق کی جانب گئی۔

اب اگر ایلاف کے فلیٹ کی جانب آو تو وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنے کانوں میں ٹاپس پہن رہی تھی۔

مہرون کلر کی شرٹ اور پجامہ پہنے۔۔ بال دونوں بازوؤں میں بکھیرے، گردن میں دوپٹہ، ہلکے میک اپ کے ساتھ مہرون کلر کی لپ سٹک، ہاتھ میں ایک نازک سا بریسلٹ، کانوں میں سلور کلر کے ٹاپس پہنے، ہائی ہیلز اور سلور کلچ کے ساتھ وہ مکمل طور پر تیار کھڑی تھی۔ آنکھوں میں ایک چمک اور ہونٹوں پر مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ وہ یقیناً بے حد حسین لگ رہی تھی۔

”میں تو آرام سے تمہیں تمہارے انجام تک پہنچانا چاہتی تھی۔۔ مگر لگتا ہے قسمت بھی بے چین ہے بہت۔۔“  
اس لئے اب اس سے پہلے کہ کوئی ہمارے راستے میں آئے۔۔ ”اور بیل کی آواز پر اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔“

”مجھے تمہیں جلدی تمہارے انجام تک پہنچانا ہوگا“ اور اسی کے ساتھ ایک مخصوص مسکراہٹ سجائے وہ اپنے فلیٹ سے باہر نکلی۔۔

اب اگر باہر کی جانب آ تو شہر وز گاڑی سے ٹھیک لگائے اسکے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔  
کچھ دیر بعد وہ فلیٹ سے باہر نکلتے اسکی جانب آتی نظر آئی۔۔ اور شہر وز کی نظریں اس پاس موجود ہر شے کو بھول چکی تھی۔۔

”چلیں؟“ اسکے پاس پہنچ کر اس نے کہا۔۔

”ہاں۔۔ ضرور۔۔“ اس کے لئے فرنٹ ڈور کھولا۔۔ وہ مسکراتی ہوئی اندر بیٹھی اور شہر وز تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب آیا۔۔

”تو پھر۔۔ کس چیز کا موڈ ہے؟“ گاڑی سٹارٹ کرنے سے پہلے اس سے پوچھا۔۔

”باربی کیو“

گریٹ چوائس۔۔۔ ”اور اسے کے ساتھ شہر وز نے گاڑی آگے بڑھادی۔۔“

کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک ریسٹورانٹ میں بیٹھے اپنا آرڈر دے رہے تھے۔۔

”یو ار لوگنگ بیوٹیفل“ ویٹر کے جاتے ہی شہروز نے مسکرا کر کہا۔۔

”تھینک یو“

”مجھے لگا تم اب کبھی مجھ سے بات نہیں کرو گی“

”کیوں؟“ وہ انجان بنی۔۔

”جو کچھ ہوا۔۔۔۔“ اور ایلاف نے اسکی بات کاٹ دی تھی۔۔۔

”جو کچھ ہوا وہ بہت برا تھا۔۔ اور وہ اب بھی برا ہے۔۔ مگر مجھے خوشی ہے تم خود کو بدلنا چاہتے ہوں اور جب کوئی دل سے خود کو بدلنا چاہتا ہے تو ہم پر بھی فرض ہے کہ ہم اسکا ساتھ دیں۔۔ بس اسی لئے میں یہاں ہوں۔۔ تمہارا ساتھ دینے کے لئے“ اس کے الفاظ شہروز کو ایک دلی خوشی دے رہے تھے۔۔ جس سے وہ بخوبی واقف تھی۔۔

۔۔

”اور مجھے لگتا ہے کہ جب تم ساتھ ہو تو میں بہت جلد بدل جاؤنگا“ مسکرا کر کہا۔۔ جبکہ ایلاف نے اب اپنے بیگ سے کچھ نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔۔ شہروز نے دیکھا۔۔ یہ وہی یو۔ایس۔بی تھی۔۔۔

”تمہاری یو۔ایس۔بی۔۔ مجھے یہ چھپ کر لینی پڑی جسکا مجھے افسوس ہے۔۔ مگر مجھے امید ہے کہ تم اس میں موجود ڈاکیومنٹس کا صحیح استعمال کرونگے اور مجھے مایوس نہیں کروگے“ وہ اس سے کہہ رہی تھی جبکہ شہروز کے ذہن میں اس میں موجود تصاویر تھیں۔۔ اگر اسے پتہ لگ جائے کہ اس یو۔ایس۔بی میں کیا ہے؟ تو شاید وہ اس

سے نفرت کرنے لگے۔۔۔ اور اسی سوچ کے ساتھ اس نے تیزی سے یو۔ ایس۔ بی اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالی۔۔۔ جبکہ اسکی اس تیزی پر ایلاف نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

”اور دوسری گڈ نیوز کیا ہے؟“ اس نے اگلا سوال کیا۔۔۔ اور ایلاف کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔

وہ دونوں اس وقت ایک چائینیز ریسٹورانٹ میں بیٹھے تھے۔۔۔ ویٹر کو اپنا آرڈر دینے کے بعد دونوں ہی کے درمیان خاموشی تھی۔۔۔ اور اسکی وجہ ہادی کی سنجیدگی تھی۔۔۔ جو کہ سارا کے لئے فی تھی۔۔۔ اس انسان کو سنجیدہ تو اس نے کبھی نہیں دیکھا اور وہ بھی اس کے سامنے۔۔۔ ڈنر پر۔۔۔ جس کے لئے اس نے اتنے ڈرامے کئے تھے۔۔۔

”اب چوٹ کیسی ہے تمہاری؟“ اسے مسلسل کسی سوچ میں گم دیکھ کر سارا نے بات کا آغاز کیا۔۔۔ جبکہ ہادی کا دل مسکرایا تھا۔۔۔ یہی تو چاہتا تھا وہ۔۔۔

”اب تو بس نشان باقی ہے؟“ گہری سانس لے کر کہا۔۔۔

”معمولی ہے۔۔۔ ایک دو دن میں چلا جائے گا“

”اب کوئی اتنا بھی نازک نہیں ہوتا“ وہ بس سوچ کر رہ گئی۔۔۔

”ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔ لیکن دل تو نازک ہوتا ہے نا؟“ مسکرا کر کہا جبکہ سارا اب حیران رہ گئی۔۔۔

”اسے کیسے پتہ؟“ ایک بار پھر سوچا۔۔

”آپ کی آنکھوں سے۔۔ یہ کچھ نہیں چھپا سکتیں“ اب کی بار مسکراہٹ گہری ہوئی جبکہ سارا نے فوراً خود کو سنبھالا

--

”پتہ ہے؟ تم سب لڑکے ایک دوسرے سے جتنا بھی الگ ہو جاؤ۔۔ ایک چیز سب میں سیم ہوتی ہے“ آگے جھکتے ہوئے اس نے کہا۔۔

”کیا؟“

”لڑکیوں کی آنکھوں کا ڈائلاگ“ اب کی بار وہ مسکرائی تھی۔۔

”اب ہم کیا کریں۔۔ لڑکیوں پر انکی آنکھوں کی تعریف زیادہ اثر کرتی ہے اس لئے ہمیں یہی استعمال کرنا پڑتا ہے“ بات تو ہادی کی بھی ٹھیک تھی۔۔۔

”پر مجھ پر نہیں کرتیں“

”یہی بات تو اچھی لگتی ہے تمہاری“ مسکرا کر کہا۔۔۔

دونوں کے درمیان ویٹر کے کھانا سرو کرنے تک خاموشی رہی۔۔ جبکہ ہادی ایک بار پھر خاموش ہو گیا تھا۔۔

”کوئی پریشانی ہے کیا؟“ سارا نے اسے غور سے دیکھتے پوچھا۔۔

”نہیں۔۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے“ صاف کچھ چھپانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔۔

"مگر مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔۔ جیسے تم کسی سوچ میں گم ہو "

"وہ بس میں ایک کام کو لے کر تھوڑا پریشان ہوں۔۔۔ ورنہ یقین مانو تمہارے ساتھ اتنا سیریس ڈنر کرنے کا بلکل ادارہ نہیں تھا میرا" آخری بات شرارتی انداز میں کہی۔۔۔

"اب اگر ڈنر سیریس ہو ہی گیا ہے تو تم چاہو تو مجھ سے شیئر کر سکتے ہو اپنی پریشانی۔۔ شاید میں تمہاری ہیلپ کر سکوں" کاندھے اچکا کر کہا۔۔۔

"تو میں یہ سمجھو کہ یہ آفر مجھے اک دوست کی جانب سے مل رہی ہے" مسکرا کر پوچھا۔۔

"بلکل۔۔ اب میں ہر کسی کے ساتھ ڈنر پر تو نہیں آجاتی نا" کھانے کی جانب متوجہ ہوتے کہا جبکہ ہادی کا دل اس وقت چھلانگیں لگانے کا چاہ رہا تھا مگر کنٹرول ہادی۔۔۔

"یہ آج کے دن کی پہلی اچھی خبر ہے "

"اب بتاؤ" سارا نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔۔۔

"دراصل میں کچھ عرصے پہلے ہی اپنے ایک دوست کے ساتھ دو بی سے یہاں آیا ہوں۔۔ ہماری فیملیز وہی سیٹلڈ ہیں۔۔ ایکچولی اسکاواہاں ایک ڈیزائننگ انسٹیٹیوٹ ہے اور اسی کی ایک برانچ وہ پاکستان میں اوپن کرنا چاہتا ہے اور میں اسکا پارٹنر ہوں۔۔ مگر یہاں آکر وہ کچھ پرسنل ایشوز میں الجھ گیا ہے اور انسٹیٹیوٹ کی ذمہ داری اس نے مجھے دے دی" وہ رکا تھا۔۔

"تو؟ "



”تو یہ کہ لوکیشن تو میں نے دیکھ لی ہے۔۔۔ مگر مجھے اسکے انٹیریر کے لئے ایک ڈیزائنر کی ضرورت ہے۔۔۔ میں نے دو تین ڈیزائنرز کے ڈیزائنز دیکھیں مگر کوئی بھی میرے ٹیسٹ کے مطابق نہیں ہے۔۔۔ اور اسی میں کافی دن گزر گئے ہیں۔۔۔ مگر اب تک کوئی ڈیزائنر نہیں ملا۔۔۔“ وہ ایک بار پھر پریشان نظر آنے لگا۔۔۔ جبکہ سارا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

”بس اتنی سی بات؟“

”تمہیں یہ اتنی سی بات لگتی ہے؟ میرا بہت وقت ضائع ہو چکا ہے“

”اور اگر تمہارا یہ مسئلہ میں دو منٹ میں حل کر دوں تو؟“ کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔

”سچ میں؟ کیسے؟“ چہرے پر امید کی کرن آئی۔۔۔

”بلکل سچ۔۔۔ مگر بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟“ اور وہ بھی سارا تھی۔۔۔ جس نے کبھی ایلاف کا کوئی کام فری میں نہیں کیا تو وہ اسکا کیسے کرتی؟

”جو کہو گی کرونگا؟ جہاں کہو گی ڈنر کرواؤنگا۔۔۔ جو چیز کہو گی دوںگا۔۔۔ مگر تمہیں چھوڑ نہیں سکتا میں۔۔۔ سوری“ اس نے ایک کھلی آفر دی۔۔۔ جس پر سارا کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔

”گریٹ۔۔۔ پھر سمجھو تمہیں ایک بہترین ڈیزائنر مل گیا ہے“

”کون ہے وہ؟“

”میری ایک دوست ہے۔۔ بہت اچھی ڈیزائنرز ہے۔۔ اتنے یونیک ڈیزائنز بناتی ہے کہ پہلی نظر میں ہی محبت ہو جائے“ اس نے تعریف کا ایک پل بنا ڈالا تھا۔۔

”دیتھس گریٹ۔۔ کون ہے وہ۔۔ میں فوراً اس سی میٹنگ کرنا چاہتا ہوں“ وہ تیار ہو چکا تھا۔۔

”میٹنگ نہیں ہو سکتی۔۔ وہ خود کورپوریشن نہیں کرتی۔۔ تم ای۔ میل پر اس سے بات کر سکتے ہو۔۔

آنلائن پیمنٹ ہوگی اور وہ تمہیں ایک بہترین ڈیزائن دیگی۔۔ ایسا کہ دنیا دیکھے گی“

”مجھے تم پر ذرا بھی شک نہیں ہے مگر یہ پراجیکٹ ہم دو پارٹنرز کا ہے اور پرافیشنل ورک کے لئے ہمیں بہت احتیاط سے کام کرنا ہوتا ہے۔۔ کیا تم مجھے اسکا کوئی ڈیزائن دکھا سکتی ہو جو میں اپنے پارٹنر کے سامنے ایک مثال کے طور پر رکھ سکوں۔۔ کیونکہ تم جانتی ہو کہ آنلائن ڈیزائنرز پر اتنی آسانی سے اعتبار نہیں کیا جاسکتا“ وہ فوراً ہی ایک بزنس مین بن چکا تھا۔۔ اور سارا کو پہلی بار وہ ایک میچیور انسان لگا۔۔

”بلکل میں بزنس کی ریکوائریمنٹس جانتی ہوں۔۔ تم اسکی فکر مت کرو۔۔ میرے بھائی کے ریسٹورانٹ کا ڈیزائن بھی اسی کا ہے۔۔ میں تمہیں فنرٹ کروا سکتی ہوں“

”یہ تو بہت ہی اچھا ہو جائیگا۔۔ مگر تمہاری اس ٹیلینٹڈ دوست کا نام ہے کیا؟“

”نام تو سیکریٹ ہے۔۔ وہ اپنے کو ڈینم سے کام کرتی ہے۔۔ ای۔ ایچ“ اور اس کو ڈینم نے ہادی کو اس نے تمام جوابات دے دیئے تھے۔۔۔

”چلو پھر دیکھتے ہیں تمہاری دوست کا ٹیلنٹ بھی کسی دن۔۔ اب اپنے اس ڈنر کی طرف آتے ہیں۔۔ ہماری دوستی کا پہلا ڈنر“ مسکرا کر کہا جبکہ سارا بھی مسکرا کر اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔۔

اب اگر یہاں سے کچھ دور ہم ایک اور ریسٹورانٹ کی جانب آئیں۔۔ تو یہاں شہر وز تجسس سے ایلاف کی جانب دیکھ رہا تھا جبکہ اس کے ہونٹوں پر ایک مخصوص مسکراہٹ تھی۔۔

”دوسری گڈ نیوز کیا ہے؟“ اس نے اپنا سوال دہرایا۔۔

”تمہیں جاب کی ضرورت ہے نا؟ میرے پاس تمہارے لئے ایک بہت اچھی جاب ہے“

”سچ میں؟“

”یس۔۔ میری ایک دوست کی کمپنی میں مینیجر کی پوسٹ خالی ہے اور میں نے تمہاری سی۔وی وہاں پہنچا دی ہے۔۔ کل تمہارا انٹرویو ہے“ مسکرا کر کہتے وہ ایک بار پھر اپنی پلیٹ کی جانب متوجہ ہوئی۔۔ جبکہ شہر وز کی نظریں مسلسل اپنے سامنے بیٹھی اس لڑکی کی جانب تھیں جو اسکے تمام مسئلے چٹکیوں میں حل کر رہی تھی۔۔

”تم میرے لئے اتنا سب کیوں کر رہی ہو؟“ اپنے ذہن میں آنے والا پہلا سوال پوچھا۔۔

”سب سے پہلے تو عام سر کیلئے۔۔ وہ بہت اچھے ہیں اور تمہاری وجہ سے بہت پریشان بھی۔۔ اس کے بعد

تمہارے لئے اور پھر ایک اچھے دوست ہونے کی حیثیت سے میں اتنا تو کر ہی سکتی ہوں“

صرف دوست؟“ اس نے لفظ دوست پر زور دیا۔۔

”ہاں۔۔۔ صرف دوست“ مسکرا کر کہتی وہ اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو چکی تھی جبکہ شہروز کو یہ صرف دوستی کچھ خاص اچھی نہیں لگی۔۔۔

وہ جو اپنی مکمل توجہ کے ساتھ کمپیوٹر پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔۔۔ دروازے پر ہونے والی دستک بھی اسکے ہاتھ نہ روک سکی۔۔۔

”کم ان“ نظریں ہٹائے بنا کہا۔۔۔

کالے رنگ کا سوٹ پہنے درمیانی عمر کا آدمی جو کہ شاید اسکا منیجر تھا اندر داخل ہوا۔۔۔

”سر۔۔۔ میں نے آپکے کہنے کے مطابق ان دو مہینوں میں ہمدانی انٹیریئرز میں ہونے والی تمام چینجنگز کی خبر لے لی ہے“ سامنے کھڑے منیجر نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا جسکے ہاتھ اب بھی تیزی سے کی۔ بورڈ پر چل رہے تھے۔۔۔

”تو پھر کیا ایڈیٹ ہے؟“

”سب سے پہلے تو ہمارے تمام پرانے ڈیزائنز ریجیکٹ کرنے کے بعد انہوں نے ایک نیو ڈیزائنز جنکا نام مس ایلاف ہے کو ہائر کیا۔۔۔ مسٹر ارحم عامر ہمدانی کے کزن کے بیٹے ہیں جنکی فیملی دبئی میں سیٹلڈ ہے کچھ عرصہ پہلے ہی پاکستان آئے اور وہ خود بھی ایک بہترین ڈیزائنر ہیں۔۔۔ اس لئے انہوں نے اور مس ایلاف نے مل کر وہ

پراجیکٹ تیار کیا جو کہ فیک تھا "وہ ر کے۔۔ سامنے بیٹھے شخص کے تصورات دیکھے جن میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔۔ مطلب یہ سب وہ پہلے سے جانتا تھا۔۔

"اور پھر ہمارے جانے کے بعد انہوں نے اس معاملے پر انویسٹیکیشن بھی کی مگر کوئی بھی حقیقت نہیں جان سکا۔۔ ڈیزائن صرف مس ایلاف۔ مسٹر ار حم اور انکے منیجر کے پاس تھا۔ اور باقی کمپنی میں کوئی بھی ایسی ایڈیوٹی نہیں ہوئی جس پر کوئی شک ہو "وہ ایک بار پھر ر کے تھے۔۔ سعد طارق کی مکمل توجہ اب بھی کمپیوٹر کی جانب تھی۔۔۔

"مگر یہ معاملہ ایک اور واقعے کی وجہ سے سب کے ذہنوں سے نکل گیا "

"کیسا واقعہ ؟ "

"اس واقعے کے صرف دو دن بعد ہی انٹرنیٹ پر مسٹر شہر وز ہمدانی کی ایک ویڈیو لیک ہوئی جس میں انہیں کلب جاتے۔ ڈرنک کرتے اور پھر ایک لڑکی کے اپارٹمنٹ جاتے دکھایا گیا "اور یہی وہ بات تھی جہاں سعد طارق کے کی۔ بورڈ پر چلتے ہاتھ ر کے۔ نظر کمپیوٹر سے ہٹ کر سامنے کھڑے اپنے منیجر کی جانب گئیں جو کہ فائنلی اسکی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔

"یہ کس نے کیا ؟ "

”یہ کوئی نہیں جانتا۔ ایک پرائیویٹ آئی۔ ڈی سے یہ کام کیا گیا اور حیرت کی بات ہے کہ ہمدانی انٹرنیٹ ز بھی اس بات کو جاننے میں دلچسپی نہیں رکھتی کہ یہ سب کس نے کیا؟ کیونکہ عامر ہمدانی نے اس معاملے کا بہت سخت در عمل شہر وز کو دیا“

”ظاہر ہے پہلے ڈیزائن کاپی ہونے کی خبر اور پھر کمپنی کے سی۔ ای۔ او کے اعمال کی خبر انٹرنیٹ میں آجانے کے بعد تو انکی کمپنی کی امیج ختم ہی ہو گئی۔۔ ان سب میں انکی کمپنی بھی تقریباً ختم ہی ہو کر رہ گئی اُس لئے سخت در عمل تو بنتا ہے“ سعد طارق کا ذہن اب بھی کمپنی کی جانب تھا۔۔

”ایسا ہی ہوا ہے مگر۔۔۔“ منیجر ایک بار پھر رکا۔۔

”مگر؟“

”مگر آپ کو یہ جان کر حیرانی ہو گی ان سب میں کمپنی سے کی زیادہ بربادی شہر وز ہمدانی کی ہوئی ہے“

”وہ کیسے؟“

”وہ ایسے کہ اس خبر کے عامر ہمدانی تک پہنچتے ہی انہوں نے شہر وز ہمدانی کو اپنے گھر اور اپنی کمپنی دونوں ہی سے بے دخل کر دیا اور اب مسٹر ارحم، شہر وز ہمدانی کی جگہ کمپنی سنبھال رہے ہیں“ اور یہ دوسری بار تھا جب سعد طارق کے چہرے کے تعصبات بدلے حیرت لئے وہ آگے کی جانب جھکا۔۔

”تم کہہ رہے ہو کہ شہر وز اپنے گھر اور کمپنی دونوں ہی سے نکال دیا گیا ہے؟“ اس نے کنفرم کرنا چاہا۔۔

"جی ہاں۔۔ وہ اب دوبارہ اپنے گھر اور کمپنی میں قدم نہیں رکھ سکتے عامر ہمدانی نے ان سے ہر تعلق ختم کر دیا ہے "

"اور ہمارا پراجیکٹ؟ اسکا ہیڈارحم تھا یا شہروز؟"

"وہ پراجیکٹ عامر ہمدانی نے مسٹر شہروز کو دیا تھا تاکہ وہ خود کو ذمہ راد ثابت کر سکیں۔۔ مگر وہ اس میں ناکام رہے۔۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پراجیکٹ کے ہیڈ تو مسٹر شہروز تھے مگر اس پراجیکٹ کا سارا کام اور تیاری مسٹر ارحم اور مس ایلاف نے اکیلے کی تھی۔۔ اور یہ بات بھی عامر ہمدانی جان گئے تھے "

"اور یقیناً کیونکہ ہیڈ شہروز تھا تو اس پراجیکٹ کی ناکامی کا ذمہ دار بھی وہی ہوا " ایک معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کرسی سے ٹیک لگاتے سعد طارق نے کہا۔۔

"جی۔۔ "منیجر اپنے باس کے بدلتے تعصبات دیکھ کر حیران تھا۔۔ کبھی حیران ہو جاتا اور کبھی مسکرا دیتا۔۔ جانے کیا چل رہا ہے اس نے دماغ میں۔۔

"مجھے وہ ویڈیو دیکھنی ہے " سعد طارق نے ایک اور آڈر دیا۔۔

"شیور۔۔ میں ابھی آپکو سینڈ کرتا ہوں "

"گڈ۔۔ " اور یہ اشارہ تھا منیجر کے جانے کا۔۔ ابھی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ جانے سعد طارق کے دماغ میں ایسا کیا آیا کہ فوراً اسے روکا۔۔

ایک منٹ "سعد طارق کی آواز پر منیجر نے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔

”معلوم کرو کہ مس ایلاف اور مسٹر شہروز کے بیچ کیا ہے؟“ اور اس بار حیران ہونے کی باری منیجر کی تھی۔۔

”جج جی سر“ اور اسی کے ساتھ اپنے حیران تعصبات لئے وہ باس کے آفس سے باہر نکلا۔۔

”آخر باس چاہتے کیا ہیں؟“ اور اسے یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

جبکہ اندر موجود سعد طارق کے ذہن کو اب ایک نیارخ ملا تھا۔۔ حقیقت سے قریب تر۔۔

اب اگر ہمدانی انٹیریئرز کی جانب آؤ تو ایلاف اپنے آفس میں موجود کان سے موبائل لگائے کسی کے کال ریسیو کرنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔

”ہیلو“

”ہاں سارا۔۔ کام ہو جائے گا نا؟“ اس نے فکر مندی سے پوچھا۔۔

”بلکل تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ جاب اسی کو ملے گی“ سارا نے اسے مطمئن کیا۔۔

”ایسا ہی ہونا چاہئے۔۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے سارا“

”یہی تو مجھے سمجھ نہیں آیا ایلاف۔۔ پہلے تم سب آرام سے کرنا چاہتی تھی تاکہ کوئی غلطی نہ ہو اور اب تم اچانک اتنی جلدی سب ختم کرنا چاہتی ہو؟ آخر کیوں؟“ سارا کو اس کا یہ بدلا واقعی سمجھ نہیں آیا تھا۔۔

”پہلے کی بات اور تھی اور اب کی اور۔۔ اب ارحم میرے راستے کی رکاوٹ بن رہا ہے۔۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ سب جان نہ جائے“ اب وہ اسے کیا بتاتی کہ یہاں رکاوٹ صرف ارحم نہیں تھا۔ اگر بات صرف ارحم کی ہوتی تو بھی



اسے اتنی پریشانی نہ ہوتی۔۔۔۔۔ پریشانی تو اس بات کی تھی کہ ایک جانب ار حم اور دوسری طرف سعد طارق تھا۔ اور جانے کیوں اسے ار حم سے زیادہ سعد طارق سے خوف آرہا تھا۔ مگر سارا کو وہ یہ سب بتا نہیں سکتی تھی۔۔۔ جو بھی ہو۔۔۔ وہ اسکا بھائی ہے اور بہنیں بھائیوں کے آگے کمزور پڑ جایا کرتی ہیں۔۔۔

”اسکی فکر مت کرو ایلاف۔۔۔ ہم دونوں ہی جانتے ہیں کہ ار حم تم سے محبت کرتا ہے اگر کل کو اسے کچھ معلوم ہو بھی گیا تو وہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو گا نہ کہ تمہارے مخالف“ اور یہی تو وہ وجہ تھی جو ایلاف کو زیادہ پریشان کرتی تھی۔۔۔

”میں جانتی ہوں سارا۔۔۔ مگر میں یہ سب اکیلے کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ یہ میرا وہ حق ہے۔۔۔ وہ جنون وہ راستہ ہے جس میں کسی کو بھی شریک نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ ار حم کو بھی نہیں“ اور اسکا لہجہ ہی اسکے ارادوں کا پختہ ہونے کا گواہ تھا۔ اور یہی وہ مضبوطی تھی جس سے ہار کر دروازے کے اس پار موجود ار حم نے اپنے قدم واپس اپنے آفس کی جانب موڑے تھے۔۔۔

اوک۔۔۔ فکر مت کرو وہ میری ایک کو لیگ کے انکل کا آفس ہے۔۔۔ شہر وز کو ہنڈیرٹ پر سنٹ آج جاب مل جائے گی۔۔۔ پھر ایک آخری اور سب سے مشکل مرحلہ شروع ہو گا۔۔۔ کیا تم تیار ہو؟“ سارا نے پوچھا۔۔۔

”ہاں۔۔۔ میں تیار ہوں“ ایک گہری سانس کے ساتھ جواب دیتے اس نے کال کٹ کی تھی۔۔۔

”یہ صرف مشکل نہیں۔۔۔ ایک افیت ناک مرحلہ ہو گا سارا“ کرسی سے ٹیک لگاتے اس نے خود کلامی کی۔۔۔ جبکہ ار حم کے آفس کی جانب آو تو اب وہ کان سے موبائیل لگائے کسی کی بات سن رہا تھا۔۔۔

”کیا کوڈ ہے وہ؟“ کچھ دیر بعد ار حم نے پوچھا۔

”ای۔ ایچ“ دوسری جانب سے آتی ہادی کی آواز نے ار حم پر جیسے ایک دھماکہ کیا۔۔۔ ذہن کے پردوں پر ایک پرانی یاد جگمگائی تھی۔۔

”کیا کر رہی ہو؟“ اسے درخت کے نیچے بیٹھے کب سے ایک پیپر پر پینسل چلاتے دیکھتے ار حم نے پوچھا۔

”پرسوں میرے دماغ میں ایک ہٹ کا ڈیزائن آیا تو میں نے اسے بنانا شروع کر دیا۔۔ دیکھ کر بتاؤ۔۔ کیسا ہے؟“ اسکی جانب پیپر بڑھاتے ہوئے ایلاف نے کہا۔۔ چہرے پر کنفیوزن تھی۔۔ جیسے وہ اپنے ہی ڈیزائن سے مطمئن نہ ہو۔۔

”بیوٹیفل۔۔ بہت خوبصورت ہے“ ار حم نے ڈیزائن دیکھتے ہوئے کہا۔۔

”سچ کہہ رہے ہو؟“ اسے اب بھی یقین نہیں تھا۔۔

”تم جانتی ہو کہ میں جھوٹ نہیں کہتا۔۔ اور تم سے تو بالکل نہیں ہے“ مسکرا کر کہا۔۔

”تھینک یو“ اب کی بار ایلاف بھی مسکرائی تھی۔۔ ار حم نے ایک بار اور اس ڈیزائن کی جانب دیکھا۔۔۔ وہ واقعی بہت خوبصورت ہٹ تھا۔۔ ہر طرح سے پرفیکٹ۔۔۔ اور پھر ار حم کی نظر پیچ کے آخر میں موجود ایک کوڈ پر پڑی۔۔

”ای۔ ایچ؟ یہ کیا ہے؟“ اس نے پوچھا۔۔

”میرا کوڈنیم۔۔۔ اگر بھی میں ایک بہترین ڈیزائنر بنی تو یہی میرا کوڈنیم ہوگا۔ ایلاف حسن۔۔۔ ای۔ ایچ۔ سیاہ آنکھوں میں مستقبل کی چمک لئے اس نے کہا۔۔۔

”ای۔ ایچ۔۔۔ بہت اچھا کوڈ ہے۔۔۔ کل کو نام تبدیل بھی کیا تو بھی کوئی ایشو نہیں ہوگا“ اور ار حم نے معنی خیز مسکراہٹ لئے کہا جبکہ ایلاف ایک بار پھر کنفیوز ہوئی۔۔۔

”نام تبدیل کیا؟ مطلب؟“

”کچھ نہیں۔۔۔ ایسے ہی کہا“ اور اس نے ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ ڈیزائن ایلاف کی جانب بڑھایا۔۔۔

”ایلاف حسن سے ایلاف ہمدانی۔۔۔ ای۔ ایچ“ اور اگر وہ اس وقت ار حم کی سوچ پڑھ لیتی تو یقیناً وہ دوبارہ اسے کوئی ڈیزائن نہ دکھاتی۔۔۔۔

”ہیلو ار حم؟؟ تم سن رہے ہو؟“ ہادی کی آواز اسے ماضی کی یاد سے باہر لائی تھی۔۔۔

”ہاں۔۔۔ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں“ کہتے ساتھ اس نے کال کٹ کر دی۔۔۔

”تو یہ سب تم نے کیا؟“ کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھتے اس نے خود کلامی کی۔۔۔

”آخر یہ کونسا جنون کونسا راستہ اور تمہارا کونسا حق ہے ایلاف جس کے لئے تمہیں یہ سب کرنا پڑا۔۔۔ آخر کیا چاہتی

ہو تم ایلاف حسن۔۔۔ کیا؟“ اور یہی تو سوال تھے جواب اس کے لئے جاننا بے حد ضروری ہو گیا تھا۔۔۔

”میں سب جان کر رہونگا۔۔۔ سب کچھ“ موبائیل دوبارہ اٹھاتے ہوئے اس نے کہا۔۔۔

کسی کا نمبر ڈائیل کیا۔۔۔ کچھ دیر بیل جانے کے بعد کال ریسو ہو گئی تھی۔۔۔

”ارحم ہمدانی بات کر رہا ہوں مسٹر سعد طارق۔۔۔ ہمیں فوراً ملنا ہو گا“ سنجیدگی سے کہتے ارحم کے الفاظوں نے دوسری جانب موجود سعد طارق کو حیران کر دیا۔۔۔

”شیور“ ایک مختصر جواب کے ساتھ کال کٹ کر دی گئی۔۔۔

ارحم نے ایک گہری سانس لے کر کرسی سے ٹیک لگاتے آنکھوں موند دیں۔۔۔ سوچیں ایلاف کی جانب تھیں۔۔۔

سعد طارق ایک گہری سانس لے کر دوبارہ کمپیوٹر کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ پر سوچیں ایلاف کی جانب تھیں۔۔۔

شہر وزا پائیمینٹ لیٹر لے کر مسکراتے اس کمپنی سے باہر نکلا۔۔۔ سوچیں ایلاف کی جانب تھیں۔۔۔

ایلاف آفس کی کرسی سے ٹیک لگاتے چھت کو گھور رہی تھی۔۔۔ سوچیں ان تینوں کی جانب تھیں۔۔۔

وہ اس وقت اپنے فلیٹ کے کچن میں موجود شاید کچھ پکا رہی تھی۔۔۔ جب شیلف پر رکھا موبائیل بجا۔۔۔ اس نے

فوراً اپنے ہاتھ واش کر کے موبائیل اٹھا کر دیکھا۔۔۔ شہر وز کی کال تھی۔۔۔

”ہیلو“ مسکراتے ہوئے موبائیل کان سے لگایا۔۔۔

”گیس واٹ؟“ اسکی ایکسائیٹڈ آواز آئی۔۔۔

”جواب مل گئی؟“

”یس۔۔۔ کل سے جو انین کرنا ہے۔۔۔ اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ایلاف۔۔۔ کھیکس الاٹ“ اس کے لہجے سے ہی اسکی خوشی واضح تھی اور کیوں نہ ہوتی آخر اپنے گھر اور کمپنی میں واپسی کی پہلی شرط اس نے پوری کر دی تھی۔۔۔

”کوئی بات نہیں ایک دوست ہونے کی حیثیت سے میں اتنا تو کر ہی سکتی ہوں۔۔۔ عامر سر بھی یہ جان کر بہت خوش ہونگے“

”ہاں۔۔۔ پاپا یقیناً بہت خوش ہونگے۔۔۔ مگر وہ مجھے معاف تب کریں گے جب میں انکی آخری شرط بھی پوری کر لوں گا“ اور شہر و زاب اپنے اس آخری مسئلے سے بھی باہر نکلنا چاہتا تھا۔۔۔

”فکر مت کرو۔۔۔ اب تو ایک اچھی جاب ہے تمہارے پاس۔۔۔ کوئی اچھی لڑکی بھی آرام سے مل جائے گی“ مسکرا کر کہتے ایلاف نے اوون کی جانب دیکھا جو کہ اپنے اندر موجود چیز کے تیار ہو جانے کا سگنل دے رہا تھا۔۔۔

”اچھی لڑکی تو میری نظر میں ہے۔۔۔ مگر ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ انکار نہ کر دے“ وہ اب آہستہ آہستہ پتے پھینک رہا تھا۔۔۔

”اگر نیت اچھی ہوگی تو وہ مان جائے گی“ مسکرا کر کہتے اس نے اوون کا سوٹیج بند کیا۔۔۔

”کیا ہم ساتھ ڈنر کر سکتے ہیں؟“

”سوری شہر و ز مگر آج میری ایک فرینڈ آرہی ہے۔۔۔ ہم پھر کبھی ڈنر کر لینگے“

”اوک نوایشو۔۔ ٹیک کئیر“ اور اسی کے ساتھ کال کٹ کر دی گئی جبکہ ایلاف نے اب اوون سے اپنا بیک کیا ہوا کیک نکالا۔۔

کچھ دیر تک اسکی ڈیکوریشن کمپلیٹ کرنے کے بعد اس نے اپنا پیپرین اتارہ اور لاونچ کی جانب آئی۔۔

”کہاں رہ گئی یہ لڑکی؟“ ٹی وی آف کرتے ہوئے اس نے خود سے کہا۔۔

کچھ دیر بعد ڈور بیل کی آواز پر اس نے دروازہ کھولا۔۔ سامنے ہی سارا ہاتھ میں کچھ شاپرز لے کر کھڑی تھی۔۔

”اتنی دیر لگا دی تم نے؟“ شاپرز اس کے ہاتھ سے لیتے کہا۔۔

”بس یار آفس میں کام بہت تھا اس لئے رکنا پڑا۔۔ پھر سوچا کچھ کھانے کے لئے لے جاتی ہوں کیک تو تم بنا ہی رہی ہو“ لاونچ کے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔۔

”ہاں وہ بھی کب سے ریڈی ہے۔۔ اور مجھے بھوک لگ رہی ہے کھانا لگاتی ہوں میں“ وہ کہہ کر دوبارہ کچن کی جانب آئی۔۔

”ویسے اس نے تمہیں خوشخبری سنانے کے لئے کال کی؟“ سارا نے اونچی آواز میں پوچھا تا کہ آواز کچن تک جاسکے

۔۔

”ہاں۔۔ کچھ دیر پہلے ہی آئی ہے۔۔ بہت خوش ہے وہ“ پلیٹس ڈائننگ ٹیبل پر لگاتے ہوئے کہا۔۔

”خوش تو وہ ہو گا۔ آج کل کے دور میں اتنی اچھی جاب اتنی آسانی سے ملنا کوئی عام بات نہیں۔۔ یا تو انسان بہت ٹیلینٹڈ ہونا چاہئے یا پھر کوئی سفارش ”ڈائینگ ٹیبل پر اسکے ساتھ پلیٹس لگاتے ہوئے کہا۔۔

”اور وہ تو اسے مل ہی گئی“

”ہاں۔۔۔ لیکن اسے سمجھا دینا پلیز کہ وہ اب وہاں کوئی ایسی حرکت نہ کرے“ سارا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔۔ جبکہ ایلاف اب کچن سے کھانا لینے گئی۔۔

”تم اسکی فکر مت کرو۔۔ اسکا مقصد اپنی عیش و عشرت والی زندگی واپس حاصل کرنا ہے اس کے لئے اسے سر عامر کی تمام شرائط پوری کرنی ہیں۔۔ اور اب۔۔“ ڈائینگ ٹیبل پر ہتھیلی جماتے اسکی جانب جھکی۔۔

”اب وہ اپنی دوسری شرط مکمل کرنے کی تیاری میں ہے۔۔ کیا خیال ہے؟ ایک اچھی سی لڑکی کا انتظام بھی کر لیں کیا؟“ شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا جبکہ سارا اسکی بات پر ہنسی تھی۔۔

”فکر مت کرو۔۔ ایک اچھی سی لڑکی تک وہ خود پہنچ جائے گا ہمیں کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے“ پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے کہا۔۔

”بلکل۔۔ اسی لئے اب ہم ڈنرا بجوائے کرتے ہیں۔۔ شہر وز کی پہلی کامیابی کا ڈنر“ ایلاف نے مسکرا کر کہا۔۔ اور پھر۔۔ وہ دونوں کھانے کی جانب متوجہ ہو گئیں۔۔

جبکہ یہاں سے کچھ دور۔۔ اگر ڈیفنس میں موجود اس دو منزلہ بنگلے کی جانب آتو سعد طارق سٹڈی روم میں موجود لپ ٹاپ میں کوئی ویڈیو دیکھتے نظر آ رہا تھا۔۔

یہ شہر وز کی ویڈیو تھی جس کی وجہ سے اسے کمپنی اور گھر سے نکالا گیا۔ مگر جانے سعد اس ویڈیو میں سے کیا ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد دروازے پر ناک ہوئی۔

”آجائیں“ سعد کے کہنے پر وہی ملازمہ کافی کا کپ لے کر آندرائی۔

”آپکی کافی“ میز پر کافی کا کپ رکھ کر وہ پلٹنے لگی۔

”ایک منٹ“ اسکے بڑھتے قدم رکے تھے۔

”کیا سارا گھر میں ہے؟“

”نہیں صاحب وہ آج اپنی کسی دوست کے گھر گئی ہیں“ ملازمہ کے جواب پر کچھ دیر وہ کسی سوچ میں گم ہوا۔

”اما کیا کر رہی ہیں؟“

”وہ بیگم صاحبہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی ہیں“

”اچھا ٹھیک ہے“ اور یہ ملازمہ کے جانے کا اشارہ تھا جسے سمجھتے ہوئے وہ جاچکی تھیں۔ جبکہ سعد طارق اب اپنا لیپ ٹاپ بند کرتے کھڑا ہوا۔

سٹڈی روم سے باہر نکلتے اسکا رخ اما کے کمرے کی جانب تھا۔

”کیا میں اندر آسکتا ہوں؟“ اما کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جھانکتے ہوئے اجازت مانگی۔



”آجاو۔۔“ وہ جو بیڈ پر لیٹی آرام کر رہی تھیں سیدھے ہوتے ہوئے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔۔

”کیسی طبیعت ہے آپکی؟“ انکے ساتھ بیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔۔

”اچھی ہوں۔۔ تم بتاؤ آج اپنی ماں کی یاد کیسے آگئی؟“ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔

”بس میں نے سوچا سونے سے پہلے آپکو دیکھ لوں۔۔۔ یہ سارا کہاں ہے نظر نہیں آرہی؟“

”وہ آج اپنی ایک دوست کے ساتھ ہے۔۔ صبح آجائے گی“ ماما کی بات پر اس نے حیرانی سے انکی جانب دیکھا۔۔

”ایسی کونسی دوست ہے جس کے گھر وہ رہنے گئی ہے؟“

”ارے پریشان مت ہو۔ وہ ایلاف کے گھر گئی ہے تمہیں تو یاد ہو گی وہ؟“ ماما نے اس سے پوچھا۔۔

”ایلاف۔۔۔ نہیں کیا میں جانتا ہوں اسے؟“ انجان بنا تھا۔۔

”ارے وہی دوست جس کی امی کے انتقال میں تم اور سارا گئے تھے۔۔ یاد ہے تمہیں؟ بیچاری پہلے بہن کی اچانک موت اور پھر ماں کا چلے جانا۔۔ بہت دکھ دیکھے ہیں اس نے اکیلے“ ماما اب ایلاف کا سوچ کر افسردہ ہوئی جبکہ سعد طارق کو ماضی کی وہ جھلک ایک بار پھر یاد آئی۔۔

”جی مجھے یاد آگیا۔۔ مگر مجھے آج بھی سمجھ نہیں آئی کہ اسکی بہن کی اچانک موت کیسے ہو گی؟“ اس نے اتنے وقت سے اپنے ذہن میں آنے والا سوال پوچھا۔۔

”بس کیا بتاؤ۔۔ سارا سے پوچھو تو وہ اس بارے میں کوئی بات نہیں کرتی۔۔ مگر اسکی ماں کے انتقال کے وقت میں نے ان دونوں کو باتیں کرتے سنا تھا۔۔ شاید اسکی بہن نے خود کشی کی تھی۔۔ اور اسی صدمے سے اسکی ماں کی جان بھی چلی گئی“ اور ملنے والی یہ نئی معلومات سعد طارق کو حیران کر گئی تھی۔۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسی بات ہو سکتی ہے۔۔

”کیوں؟ اسکی بہن نے ایسا کیوں کیا؟“

”یہ تو سارا ہی جانتی ہے میں نے جب بھی پوچھنے کی کوشش کی اس نے ٹال دیا“

”اور اب؟ ایلاف اب کس کے ساتھ رہتی ہے؟“ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد سعد نے پوچھا۔۔

”اکیلی رہتی ہے بیچاری۔۔ تم تو جانتے ہوں آج کل کے دور میں کون کس کا ساتھ دیتا ہے اور اس کے رشتہ دار تو ہیں بھی سارے دوسرے شہروں میں“ ماما نے افسوس سے کہا۔۔ جبکہ سعد طارق کی سوچوں کو ایک نیا رخ ملا تھا

---

”اچھا ٹھیک ہے اب آپ سو جائیں۔۔“ انہیں سونے کا کہہ کر وہ کچھ دیر بعد دوبارہ سٹڈی روم آیا۔۔ سوچیں ایلاف کی جانب تھیں۔۔ ہر موڑ پر اس لڑکی کی کہانی کا ایک نیا باب اسکے سامنے آتا ہے اور ہر باب پچھلے باب سے زیادہ الجھا ہوا ہوتا ہے۔۔ مگر آج۔۔ ابھی۔۔ اسے ایلاف سے ہمدردی نہیں ہو رہی تھی۔۔ بلکہ اسے تو آج ایلاف میں ایک بار پھر دلچسپی پیدا ہوئی تھی۔۔ وہی جو پہلی بار اسے دیکھنے پر ہوئی۔۔ آج پھر وہ اسے ایک معصوم مگر بہادر لڑکی لگی تھی۔۔

موبائیل پر آنے والی کال نے اسکی سوچوں کا راستہ روکا۔۔

”ہیلو“ کان سے موبائیل لگاتے ہوئے کہا۔۔

”میں نے ان دونوں کارپلیشن معلوم کر لیا ہے“ منیجر کی آواز آئی۔۔

”کیا ہے؟“

”بہت گہری دوستی۔۔ دونوں کے بیچ بہت گہری دوستی ہے۔۔ اتنی کہ ایلاف اب بھی ان سے ملتی ہے اور۔۔“

وہ رکا تھا۔۔

”اور“

”اور شہر وز ہمدانی کو مس ایلاف کی سفارش پر ایک اچھی کمپنی میں منیجر کی جانب مل گئی ہے“ اور منیجر کے اگلے الفاظ نے سعد طارق کے سر پر دھماکہ کیا تھا۔۔

”تم۔۔ تم ایلاف حسن۔۔ تم ایک ایسی مسٹری ہو جس نے میرے دل اور دماغ کو الجھا دیا ہے۔۔ تم ایلاف حسن۔۔ سمندر سے زیادہ گہری ہو۔۔ مگر میں ان گہرائیوں تک پہنچ کر رہوں گا۔۔ ہر حال میں۔۔“ خود سے عہد کرتے ہوئے وہ اپنے روم کی جانب بڑھا۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ ”لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں گماتے ہوئے اس نے کہا۔۔

”کیا ہوا ہے؟“ صوفے پر لیٹے وکی نے اس سے پوچھا۔

”وہ تصویریں اس میں نہیں ہیں“ وہ پریشان تھا تصویریں آخر جا کہاں سکتی تھیں۔

دو سال پرانی تصویریں تھیں ہو سکتا ہے تو نے ڈیلیٹ کر دی ہو ”

”نہیں۔۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے وہ ڈیلیٹ نہیں کی ہیں“ اس نے ایک بار پھر فولڈر چیک کیا مگر کچھ نہیں تھا۔

”کہیں کسی اور نے تو نہیں دیکھ لیں“

”نہیں۔۔ اس لا کر کا کوڈ صرف مجھے معلوم ہے کوئی اور اسے کھول ہی نہیں سکتا“ کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا

--

”کسی کو کوڈ تو نہیں بتایا تو نے؟“

”نہیں۔۔ ایلاف کے علاوہ کسی کو نہیں“

”تو پھر کہیں ایلاف نے تو اسے چیک نہیں کیا؟“ وکی کی بات پر شہر وز نے نفی میں سر ہلایا۔

”نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر اس نے وہ تصویریں دیکھی ہوتیں تو مجھ سے بات کرنا تو دور وہ میری آواز تک سننا

پسند نہیں کرتی“

”ہاں۔۔ ویسے اگر دیکھا جائے تو یہ اچھا ہی ہوا“ وکی نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے؟"

"وہ ایسے کہ اس وقت تیرا مشن ایلاف سے شادی کرنے اور اپنا گھر اور کمپنی حاصل کرنا ہے۔۔ اس لئے تو اس پر فوکس کریہ سب تو بعد میں بھی ہوتا رہے گا"

"ٹھیک کہہ رہا ہے تو۔۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ ایلاف انکار نہ کر دے" وہ ایلاف کی طرف سے اب بھی مطمئن نہیں تھا۔۔

"کیوں کرے گی انکار؟ آخر کیا کمی ہے تم مجھ میں؟ ہینڈ سم ہے امیر اور اکلوتا وارث ہے۔۔ لڑکیاں مرتی ہیں تجھ پر" وہ کی نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

"مگر ایلاف ان لڑکیوں سے بالکل مختلف ہے" دھیمی آواز میں کہا۔۔

"تو بس تجھے اس کے لئے مختلف ہونا ہوگا۔۔ اور اس میں تو کامیاب بھی ہو گیا ہے وہ تجھ پر اعتبار کرتی ہے اس لئے تو تیرا ساتھ دیا ہے۔۔ اب بس تو اسے ایک ایسا سر پرانیز دے کہ وہ انکار ہی نہ کر سکے" وہ کی نے مسکرا کر کہا۔۔

"کیسا سر پرانیز؟"

"چل بتاتا ہوں" اور وہ کی اسے بازو سے پکڑ کر باہر لے گیا۔۔

وہ اس وقت ریسٹورانٹ میں بیٹھا بار گتھڑی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ شاید کسی کا انتظار ہو رہا تھا۔۔

کچھ دیر بعد ریسٹورانٹ کے اندر آتے سعد طارق کی نگاہوں نے آس پاس نظر دوڑائی اور نظر اس پر آکر رکی۔۔  
ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ لئے وہ اسکی جانب بڑھا۔۔

”ہیلو“ کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے سعد نے کہا۔۔

”میں کافی دیر سے آپکا انتظار کر رہا ہوں مسٹر سعد طارق“ ار حم نے سنجیدگی سے کہا۔۔

”ہی ایم سوری۔۔ میں بس ایک میٹنگ میں پھنس گیا تھا۔۔ ویٹر“ اور سعد کی آواز پر ویٹر فوراً آیا۔۔

”تو۔۔ اس ملاقات کی وجہ جان سکتا ہوں مسٹر ار حم؟“ آرڈر دینے کے بعد سعد نے کرسی سے ٹیک لگاتے پوچھا

--

”ایلاف۔۔ اس ملاقات کی وجہ ایلاف ہے“ اور ار حم کے جواب پر سعد کچھ دیر کے لئے حیران ہوا۔۔ مگر پھر  
شاید کچھ سمجھتے ہوئے آگے کی جانب جھکا۔۔

”آپکا مطلب آپکی ڈیزائیز مس ایلاف؟“ سوال پوچھا جبکہ اس سوال پر ار حم کے ہونٹوں پر ایک معنی  
خیز مسکراہٹ آئی۔

”نہیں۔۔ میرا مطلب ہے۔۔ سارا کی دوست اور آپکے ریسٹورانٹ کی ڈیزائیز ایلاف حسن“ اور اس بار سعد کو  
سنجھنے میں کچھ وقت لگا۔۔

”تو۔۔“ ایک گہری سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگایا۔۔

"تم سب جانتے ہو"

"ہاں۔۔ مگر سوال یہ ہے کہ تم کتنا جانتے ہو؟ اور کتنا جاننا چاہتے ہو؟" اب ار حم اسکی جانب جھکا۔۔

"یہ سوال تو میں بھی کر سکتا ہوں۔۔ تم کتنا جانتے ہوں؟ اور آخر کیا جاننے یہاں تک آئے ہو؟" وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھتے کہہ رہے تھے۔۔ دونوں ہی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔۔ دونوں ہی آج ایک دوسرے کے راز جاننے کو تیار تھے۔۔

"میں اسکا یونیورسٹی فیلو اور دوست ہوں" ار حم نے کہا

"میں اسکی دوست کا بھائی اور اس وقت اسکی مسٹری کا پلیئر ہوں" سعد نے اسی انداز میں جواب دیا۔۔

"اس نے ہمارا ڈیزائن جان بوجھ کر لیک کیا" ار حم نے کہا۔۔

"اس نے ہمارا ڈیزائن بہت پہلے ہی بنالیا تھا" سعد نے جواب دیا۔۔

"اسکا مقصد کمپنی کو نقصان پہنچانا نہیں ہے" ار حم نے کہا۔۔

"وہ شہر وز کے پیچھے ہے" سعد نے جواب دیا۔۔

"وہ اسے پسند نہیں کرتی" ار حم کا یقین تھا۔۔

"وہ اسے ناپسند ہی کرتی ہے" سعد کو بھی یقین تھا۔۔

"وہ کسی کو بھی اپنے مقصد اور اسکی وجہ تک پہنچنے نہیں دینا چاہتی" ار حم نے کہا۔۔

”لیکن میں اس تک پہنچ کر رہوں گا“ سعد نے پختہ لہجے میں کہا۔

”ہم۔۔ ہم اس تک پہنچ کر رہیں گے“ ار حم نے اسے حیران کیا۔

”تم اس تک کیوں پہنچنا چاہتے ہو؟“ سعد سے سوال کیا۔

”تم اس تک کیوں پہنچنا چاہتے ہو؟“ ار حم نے اسی کا سوال دہرایا۔

”وہ میرے مسٹری ہے۔۔ میں اس تک اسے سالو کرنے کے لئے پہنچنا چاہتا ہوں“ سعد کا جواب آیا۔

”میں اس تک اسکا“ ساتھ“ دینے کے لئے پہنچنا چاہتا ہوں“ ار حم کا جواب لا جواب تھا۔

”چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہو؟“ سوال ہوا۔

”وہ ایلاف حسن ہے۔۔ وہ غلط بھی ہوگی تو صاف نیت کے ساتھ۔۔ اور میں اسکی نیت میں اسکا ساتھی بنوں گا“

ار حم کا لہجہ بھی مضبوط تھا۔

”تم اس سے محبت کرتے ہو؟“ سوال ہوا۔

”میں ثابت کروں گا۔۔ جواب نہیں دوں گا“ جواب ایک بار پھر لا جواب تھا۔

”میں سمجھتا تھا کہ وہ اپنی ماں اور بہن کے بعد اکیلی ہے۔۔ مگر۔۔“ وہ آگے جھکا۔۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے اسکی

جانب دیکھا۔

”مگر اب لگتا ہے کہ وہ اکیلی نہیں ہے۔۔ اور ناہو سکتی ہے“ سعد کی بات پر ار حم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔



”اکیلے تم بھی نہیں ہوں سعد طارق۔۔ میں تمہیں ایلاف تک اکیلا نہیں پہنچنے دوں گا۔۔ میں تمہارے ساتھ اس تک جاؤں گا“ ار حم نے مسکرا کر کہا اور اب ان دونوں ہی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔۔

”تمہیں ساتھ لے جانا اور پھر انٹر سٹنگ ہے مسٹر ار حم ہمدانی“ ہاتھ ار حم کی جانب بڑھاتے ہوئے سعد نے کہا۔۔ جبکہ ار حم نے مسکرا کر اسکا ہاتھ تھاما۔۔ وہ دونوں۔۔ اب ایک ساتھ۔۔ اس مسٹری کو حل کرنے کے لئے تیار تھے۔۔

وہ باس کے آفس سے نکل کر اپنی ٹیبل کی جانب آئی جب ساتھ موجود ایک کولیگ نے اسے آواز دی۔۔

”کیا ہوا؟“ ہاتھ میں پکڑی فائیل ٹیبل کر رکھتے ہوئے پوچھا۔۔

”تم سے کوئی ملنے آیا ہے“

”کون؟“ حیرانی سے پوچھا۔۔ اس سے کون ملنے آسکتا تھا۔۔

”پتہ نہیں کوئی لڑکا ہے کہہ رہا تھا کہ تمہارا دوست ہے“ معنی خیز جواب آیا۔۔

”اچھا میں دیکھتی ہوں“ وہ اب ویٹنگ ایریا کی جانب گئی۔۔ سامنے موجود ہادی کو صوفے پر بیٹھا دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔۔

”تم یہاں کیا کر رہے ہو؟“ اس کے سامنے پہنچ کر دھیمی آواز سے کہا۔۔

”بس یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا تم سے مل لوں“

"اوک۔۔ ہوگی ملاقات۔۔ اب جاؤ" اسے باہر کاراستہ دکھایا۔۔

"نہیں۔۔ چلو کہیں جا کر لپچ کرتے ہیں مجھے تم سے کچھ بات بھی کرنی ہے" سنجیدگی سے کہا۔۔

"دیکھو اس وقت مجھے ایک بہت امپارٹمنٹ میٹنگ اٹینڈ کرتی ہے۔۔ تم ابھی جاؤ ہم شام میں مل لینگے" سارا نے اسے آرام سے سمجھایا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے میں شام میں تمہیں پک کرنے آؤنگا اور پھر ہم ساتھ ڈنر کریں گے" اس نے پورا پلین تیار کر لیا تھا۔۔

"اوک۔۔ ڈن۔۔ اب جاؤ" اور اسی کے ساتھ وہ آفس سے باہر نکلا جبکہ سارا دوبارہ اپنے کام کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

وہ سارا کے آفس سے باہر نکل کر اپنی گاڑی کی جانب آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔  
"کیا ہوا؟" ساتھ بیٹھے ارحم نے اس سے پوچھا۔۔

"وہ اس وقت ایک میٹنگ میں بزی ہے۔۔ شام میں ملاقات ہو سکے گی"

"اگر ملاقات ہو بھی گی تو وہ تمہیں کچھ نہیں بتائے گی۔۔ سعد نے بتایا کہ اس نے اپنی ماما تک کو یہ بات نہیں بتائی" ارحم نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

”ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے ارحم۔۔ جب تک تم یہاں تھے شہر وزایلاف کی زندگی میں کہیں نہیں تھا۔۔ اور ان دونوں کی پہلی ملاقات ہمارے سامنے ہوئی۔۔“ ہادی نے کہا۔۔

”مگر یہ ملاقات اتفاق نہیں تھی۔۔ یہ سب ایلاف کی پلیننگ تھی۔۔ اسکا مطلب وہ پہلے سے جانتی تھی اسے“ ارحم نے اس کڑی کو آگے بڑھایا۔۔

”یہی تو سمجھ نہیں آرہا۔۔ اگر شہر وز اور ایلاف کی یہ پہلی ملاقات تھی تو پھر ایلاف پہلے سے شہر وز کو کیسے جانتی ہے؟ اور اگر جانتی بھی تھی تو وہ شہر وز کے ساتھ یہ سب کیوں کر رہی ہے؟“ اور یہی وہ فل سٹاپ تھا جہاں آکر دونوں کی سوچیں رک گئیں۔۔ کوئی بھی اس سے آگے نہیں بڑھ پارہا تھا۔۔

”ان سوالوں کے جواب صرف سارا کے پاس ہیں۔۔“ ارحم نے کرسی سے سرٹکاتے ہوئے کہا۔۔

”یا پھر۔۔ ایلاف کے پاس“ ہادی کی بات پر ارحم نے اسے حیرانگی سی دیکھا۔۔

”وہ کبھی کچھ نہیں بتائے گی“ ارحم کو اس بات کا یقین ہو چکا تھا۔

”مگر اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ تم کوشش ہی چھوڑ دو۔۔ تم دونوں کا ایک ماضی ہے ارحم۔۔ بھلے ہی تم دونوں دوست رہے ہو مگر یہ دوستی تمہارے لئے دوستی نہیں تھی۔۔ اور اگر تمہارے لئے نہیں ہے تو تم اس کے لئے بھی اسے صرف ماضی نہیں بننے دے سکتے“ ہادی نے ایک اہم بات کی تھی۔۔

”تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ۔۔۔“ ارحم نے رک کر اسکی جانب سوالیاں نظروں سے دیکھا۔۔

”بلکل۔۔۔ اس کی جاسوسی کرنے سے اچھا ہے اسکے سرکار دین جاؤ تم۔۔۔ جسے وہ چاہ کر بھی اگنور نہ کر سکے“  
اور اسی کے ساتھ ایک معنی خیز مسکراہٹ نے دونوں کے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔۔

”کم ان“ دروازے پر ہونے والی دستک پر اس نے کہا۔۔۔ نظریں سامنے رکھی فائیل پر تھیں۔۔۔

”کیا خبر ہے“ منیجر کو اپنے سامنے کھڑا محسوس کر کے اس نے پوچھا۔۔۔

”اس دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں تھا“ منیجر کی بات پر اس نے سراٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔

”ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ کچھ تو ہوگا“ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔

”نوسر۔۔۔ میں نے بہت اچھی طرح چیک کیا ہے۔۔۔ اپنی بہن اور مدر کی ڈیٹھ کے بعد وہ اپنا گھر چھوڑ کر اس فلیٹ میں شفٹ ہوئی۔۔۔ یہ بھی مس سارا ہی کی مدد سے انہیں ملا۔۔۔ پھر ویب سائیٹ اور کچھ کنکشن کی مدد سے انہوں نے ایک کوڈ نیم سے اپنا کام شروع کیا اور پھر دو سال بعد یہ پہلی جاب تھی جو انہوں نے کی ہے۔۔۔ اور یہیں وہ شہر وز ہمدانی سے پہلی بار ملیں“ منیجر نے اپنی حاصل کی ہوئی معلومات اسے بتائی۔۔۔

”مگر۔۔۔ اس نے وہ گھر کیوں چھوڑا؟“ سعد طارق نے ایک اور سوال کیا۔۔۔

”گھر اپنی بہن اور مدر کی ڈیٹھ کے بعد چھوڑا۔۔۔ اس کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ شاید وہ اموشنلی مینٹین ہونے کے لئے اس گھر سے گئیں“ منیجر نے اپنا اندازہ بتایا۔۔۔

”مجھے اسکی بہن کی معلومات چاہئے۔۔۔ وانیہ نام ہے اسکا“ ایک اور آرڈر پاس ہوا۔۔۔

"اوک سر" ایک گہری سانس لے کر مینجر آفس سے باہر نکلا۔

"میں اس کمپنی کا مینجر ہوں یا باس کا انویسٹیگیٹر؟" اور بس یہی ایک سوال تھا جو مینجر کے دکھی دل سے نکلا۔

جبکہ اب اگر سعد ہمدانی کی جاب آ تو وہ اب موبائیل کان سے لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا۔۔۔ وہ ایک دوسرے کو پہلے نہیں جانتے تھے" سعد طارق کی بات پر دوسری جانب موجود ار حم نے ایک گہری سانس لی۔۔۔ وہ ابھی یہی بات ہادی سے کر کے آفس آیا تھا۔

"تو پھر وہ ایسا کیوں کر رہی ہے شہر وز کے ساتھ؟"

"یہی وہ سوال ہے جس کا کوئی جواب نہیں مل رہا" سعد طارق کے پاس بھی اب کوئی جواب نہیں تھا۔

"تو پھر اب۔۔۔ ہم کیا کریں گے؟" ار حم کی جانب سے سوال ہوا۔

"تم جانتے ہوں کہ ایلاف نے اپنا گھر کیوں چھوڑا؟" سعد نے پوچھا۔

"میں ان دنوں ملک سے باہر تھا ایلاف سے ان چار سالوں میں میرا کوئی رابطہ نہیں ہوا۔۔۔ یہاں آکر جو معلومات

میں نکلا اس کا اس کے مطابق اسکی بہن اور مدر کی ڈیبتھ کے دو دن بعد ہی اس نے اپنا گھر چھوڑ دیا تھا۔۔۔ اور اب وہ

صرف سال میں ایک بار ہی وہاں جاتی ہے۔۔۔ اپنی بہن کی برسی والے دن۔۔۔ یقیناً اس گھر میں اکیلے رہنا اس

کے لئے آسان نہیں ہوگا" ار حم نے سنجیدگی سے کہتے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔ ایک بار پھر اس وقت اس کے ساتھ نہ

ہونے کا افسوس اسے گھیرنے لگا۔

"ہاں ایسی موت کے بعد تو کوئی بھی اس جگہ نہیں رہ سکتا" سعد طارق نے بھی گہری سانس لی۔۔

"ایسی موت؟ کیا مطلب؟" دوسری جانب موجودار حم کی کنفیوز آواز آئی۔۔

"تمہیں نہیں معلوم؟" سعد نے حیرانی سے پوچھا۔۔

"کیا؟" سوال ہوا۔۔

"ایلاف کی بہن۔۔ وانیہ نے خودکشی کی تھی" اور سعد طارق کے الفاظ بم بن کر اس کے سر پر گرے تھے۔۔

"وانیہ نے۔۔۔ خودکشی؟" دھیمی آواز سے نکلاار حم کے ہونٹوں سے یہ لفظ دروازے پر موجود ایلاف کی قدموں کو روک چکا تھا۔ ہاتھ میں پکڑی فائیل نیچے گری۔۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔" نفی سے سر ہلاتی وہ ایک ایک قدم پیچھے ہو رہی تھی۔۔ جبکہ دروازے پر اسکی موجودگی محسوس کرتاار حم اپنی کرسی سے اٹھ کر اسکی جانب آیا۔۔

"ایلاف" وہ ایک قدم اسکی جانب بڑھا۔۔ جبکہ ایلاف تیزی سے بھاگتی ہوئی آفس سے نکلی۔۔۔

وہ اپنے آفس سے باہر نکلی تو نظر سامنے انتظار میں کھڑے ہادی پر پڑی۔۔

"تو تم پھر آگئے؟" اسکے سامنے پہنچ کر کہا۔۔۔

"میں نے تو آنا ہی تھا۔۔۔ چلیں" گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر کہا۔۔

"اوک" وہ ایک قدم آگے بڑھی ہی تھی کہ اسکا موبائیل بجا۔۔۔ بیگ سے موبائیل نکال کر دیکھا ایلاف کی کال تھی۔۔

"ہاں ایلاف کہو" اور اس نام پر ہادی کے کان کھڑے ہو چکے تھے۔۔

"کیا؟ تم۔۔ تم ٹھیک ہونا؟" سارا کے چہرے پر پریشانی کے تعصبات آئے۔۔

"اچھا تم پریشان مت ہو میں ابھی آتی ہوں؟" اس نے کہہ کر کال کٹ کی اور پلٹی۔۔

"سب ٹھیک ہے؟" ہادی کے سوال پر وہ رکی۔۔

"ہاں۔۔ آئی ایم سوری مجھے کہیں جانا ہے۔۔ ہم پھر کبھی چلیں گے اوک بائے" اور اسی کے ساتھ وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی جانب بڑھی۔۔

اور اسکے وہاں سے جاتے ہی ہادی نے ار حم کو کال ملائی۔۔

"ہاں ار حم۔۔ مجھے کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے۔۔ ابھی سارا کے پاس ایلاف کی کال آئی اور وہ بہت پریشانی میں اسکی طرف گئی ہے" ار حم کے کال اٹھاتے ہی اس نے کہا۔۔

"تمہیں پتہ ہے؟ کیا ہوا؟"

"اچھا۔۔ میں آتا ہوں" وہ کہہ کر آگے بڑھا۔۔ اب ہادی کا رخ ار حم کے آفس کی جانب تھا۔۔

اس نے فلیٹ پر پہنچتے ہی ڈور بیل بجائی۔۔ وہ ایلاف کے لئے بہت پریشان تھی۔۔

دروازہ نہ کھلنے کی صورت میں اس نے ایک بار پھر بیل کی۔۔ اب اسے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔۔

کچھ دیر بعد ایلاف نے دروازہ کھولا اور اسکی جانب دیکھے بنا ہی پلٹ کر اندر گئی جبکہ سارا اسکے پیچھے آئی۔۔

"یہ تم کال پر کیا کہہ رہی تھی؟" اسے سنجیدگی سے صوفے پر بیٹھتے دیکھ کر سارا نے پوچھا۔۔

"جو تم نے سنا" بے تعصّر چہرہ تھا۔۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے ایلاف؟ ارحم کو کیسے پتہ چلا؟" اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے سارا نے پریشانی سے کہا۔۔ یہ بات پریشان کرنے سے زیادہ حیران کر دینے والی تھی۔۔ جو بات صرف ایلاف اور اسے معلوم تھی وہ ارحم کے کانوں تک کیسے پہنچ سکتی ہے؟

"سعد طارق سے" اور ایلاف کے الفاظ نے اسکے سر پر دھماکہ کیا۔۔

"سوری۔۔ کیا کہا تم نے؟" اسے لگا شاید سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہو۔۔

"میں اسکے لئے ایک چیلینجنگ مسٹری ہوں۔۔ اور وہ میرے سب سے اہم راز تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔۔ اسنے ارحم کو بھی اپنے ساتھ شامل کر دیا" دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامے اس نے کہا۔۔ جبکہ سارا اب بھی شاک میں تھی۔۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو ایلاف؟"

"ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔ تم نہیں جانتی تمہارا بھائی کیا کر رہا ہے"



”کیا کر رہے ہیں وہ؟“ سارا نے سوال کیا۔۔ جبکہ ایلاف نے اسے اب سب بتانا شروع کیا۔۔ وہ جو سارا کے لئے بہت حیران کن تھا۔۔

”واٹ!“ ہادی نے سیدھے ہوتے ہوئے تیزی سے کہا جبکہ ارحم کی سنجیدہ نظریں سامنے دیوار پر تھیں ایسے جیسے وہ کوئی بہت خاص چیز ہو۔۔

”ہو سکتا ہے سعد کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ وانیہ ایسا کیوں کرے گی؟“ ہادی اس بات کو ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔

”میں بھی اس پر یقین نہیں کرتا اگر میں نے ایلاف کے چہرے پر وہ تکلیف نہ دیکھی ہوتی“ اس کا لہجہ ہی اس کے احساسات بیان کر رہا تھا۔۔ وہ اس وقت جو درد محسوس کر رہا تھا اسے الفاظ نہیں دے سکتا تھا۔۔

”لیکن۔۔ کیوں؟ اس نے ایسا کیوں کیا؟“ ہادی نے ایک اور اہم سوال اٹھایا۔۔

”یہی وہ کیوں ہے جس کے جواب سے ڈر لگتا ہے مجھے“ اس کی آواز کسی گہرے کنویں سے آتی محسوس ہوئی۔۔

”کس بات کا ڈر ہے تمہیں؟“ ہادی کی جانب سے سوال ہوا۔۔

”میں نے آج اس کے چہرے پر تکلیف کی بس ایک جھلک دیکھی اور میں تڑپ گیا۔۔ وہ پلٹ گئی مگر میں اس کے پیچھے نہیں جاسکا۔۔ اسے روک نہیں سکا۔۔ مجھے ڈر تھا کہ میں نے وہ جھلک اگر ایک اور بار دیکھی۔۔ تو تڑپ کر مر جاؤنگا۔۔ میں نہیں دیکھ سکتا ہادی۔۔ میں ان سیاہ آنکھوں میں درد کی لہریں نہیں دیکھ سکتا۔۔ یہ لہریں مجھے بہا لے جائیں گی۔۔ اور پھر۔۔“ اس نے دیوار سے نظریں ہٹا کر ہادی کی جانب دیکھا۔۔

"پھر کنارے تک بس میری لاش پہنچے گی"

اور ارحم کے الفاظ ہادی کو ترپاگئے تھے۔۔۔ اس نے آج سے پہلے کبھی اسے اتنا ٹوٹا ہوا نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ اپنے دوست کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ کیسے اتنا کمزور ہو سکتا ہے؟

"یہ تم کیا کر رہے ہو ارحم؟" اسکی جانب جھکا۔۔

"اتنی جلدی ٹوٹ گئے؟ اتنی جلدی ہارمان لی۔۔۔ ذرا سوچا ہے کہ وہ اکیلی اتنا سب کیسے سہ گئی۔۔۔ اور جانے اب بھی وہ کیا کیا سہ رہی؟" ہادی کے سوالوں پر ارحم نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔

"یہی بات تو کھاتی ہے مجھے ہادی۔۔۔ وہ اکیلی اتنے ستم سہ گئی اور میں؟ میں دور بیٹھا صحیح وقت کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ مجھے تو یہاں ہونا چاہئے تھا۔۔۔ اس کے ساتھ۔۔۔ اس کے پاس۔۔۔ مگر میں نہیں تھا۔۔۔ میں کیوں نہیں تھا ہادی؟" اور ہادی کو لگا وہ کسی بھی پل رو دے گا۔۔

"ہم ماضی نہیں بدل سکتے۔۔۔ جو گزر گیا وہ واپس نہیں آتا۔۔۔ ہاں اگر ہم کچھ کر سکتے ہیں تو وہ ہے سیکھنا۔۔۔ ماضی کا وہ وقت گنوا کر بھی ہمیں سبق حاصل ہوتا ہے۔۔۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سبق کو یاد رکھیں اور اپنے حال میں استعمال کریں۔۔۔ تاکہ ہمارا آج کا حال۔۔۔ کل جیسا ماضی نہ بنے" اور ہادی کے الفاظ ارحم کو بہت کچھ سمجھا گئے تھے۔۔۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے آنکھیں کھولیں۔۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔۔ ماضی گزر گیا ہر تکلیف سہتے۔۔۔ حال بھی گزر رہا ہے۔۔۔ اس تکلیف میں۔۔۔ مگر۔۔۔ میں اس تکلیف کو مستقبل تک نہیں پہنچنے دوں گا۔۔۔ اس نے میرے بغیر اپنے ماضی میں ہر تکلیف سہی۔۔۔ مگر اسکے حال

کی ہر مشکل میں میں اسکے ساتھ رہونگا۔ تاکہ ہمارا مستقبل پر سکون ہو سکے۔۔۔ میں ہار نہیں مانونگا۔۔ میں اسے ہارنے نہیں دونگا" اس نے حتمی انداز میں مضبوط لہجے سے کہا۔۔ اور ہادی اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔

”اب لگ رہے ہونا تم ہادی کے دوست" کرسی سے ٹیک لگاتے پوئے چہک کر کہا جس پر ارحم کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آئی۔۔

”اب آرام کا وقت نہیں ہے۔۔ ہمیں وانیہ کی خودکشی کی وجہ معلوم کرنی ہے“ وہ فوراً ہی سنجیدہ ہوا۔۔

”تو سعد نے اس بارے میں کچھ بتایا؟“

”نہیں۔۔۔ وہ کچھ نہیں جانتا۔۔ ایلاف کے علاوہ صرف سارا ہی ہے جو سب جانتی ہے“

”پھر تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔۔ میں اس سے معلومات نکلوا لوں گا“ ہادی نے مطمئن ہو کر کہا۔۔

”وہ تمہیں کچھ نہیں بتائے گی“

”کیوں؟“

”کیونکہ اس معاملے میں وہ بہت پکی ہے۔۔ یہ ایک ایسا راز ہے جو اس نے آج تک اپنی ماں کو بھی نہیں بتایا۔۔ وانیہ کی خودکشی کی بات بھی اتفاق سے اسکی مدر نے سنی تھی۔۔“

”تو پھر؟ ہم کیا کریں گے؟“ ہادی نے سوال کیا۔

”سعد نے بتایا کہ جس دن اسکی ڈیوٹی ہوئی اسی دن اسکا ریزلٹ آیا تھا۔۔ اس نے پوری یونیورسٹی میں ٹاپ کیا تھا“

”تو؟“

”تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں اسکی یونیورسٹی سے کچھ مل جائے“ ارحم کو ایک یہی امید نظر آئی۔۔

”تمہارا مطلب ہے کہ مجھے ایک بار پھر پرفیسر صاحب سے ملاقات کرنی ہوگی؟“ اور یہ ہادی ہی جانتا تھا کہ اس بار پرفیسر کو کنونس کرنا کتنا مشکل ہوگا۔

”ہاں مگر اس بار پرفیسر الگ ہوگا۔ کیونکہ وانیہ نے کسی اور یونیورسٹی سے پڑھا ہے“ ہادی نے ایک گہری سانس لی۔۔ چلو کم از کم کوئی نیا پرفیسر تو آیا۔

”کونسی یونیورسٹی؟“ اور اب اسے دوبارہ یونیورسٹی جانا تھا۔

مگر اس بار۔۔ ایلاف نہیں بلکہ وانیہ کی تلاش میں۔۔ اسکے ماضی کی تلاش میں۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ تلاش انہیں کسی اور کے ماضی تک بھی پہنچانے والی ہے۔

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائیل ریڈ کر رہا تھا جب دروازہ ناک ہوا۔

”کم ان“ اس کے کہتے ساتھ ہی سارا آفس کے اندر آئی۔۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔

”میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا؟“ سارا کی سنجیدہ آواز پر اس نے اسکی جانب دیکھا۔

”ارے تم؟ آج میرے آفس کی یاد کیسے آگئی؟“ وہ اسے آج اچانک یہاں دیکھ کر حیران ہوا اور نہ سارا کو تو ہمیشہ وہی بلایا کرتا تھا۔

”آپ سے کچھ بات کرنی ہے“ سنجیدگی سے کہا جبکہ سعد طارق کو خطرے کی گھنٹی سنائی دی۔

"ہاں۔۔ کہو" وہ مکمل اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔

"آپ یہ سب کیا کر رہے ہیں؟"

"کیا کر رہا ہوں میں؟" وہ سمجھ کر بھی انجان بنا۔۔

"ایلاف۔۔۔ اسکی لائف میں کیوں اتنا انٹر سٹ ہے آپکو؟ کیوں آپنے ارحم کو اسکی اتنی پرسنل بات بتائی" وہ غصے میں کہہ رہی تھی۔۔ جبکہ سعد کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔۔

"وہ ایک بہت دلچسپ مسٹری ہے میرے لئے۔۔ اور تم جانتی ہو کہ مجھے مسٹریس سالو کرنا کتنا پسند ہے" اپنے مخصوص انداز میں اپنا مخصوص جواب دیا۔۔

میں آپکو بہت اچھی طرح جانتی ہوں بھائی۔۔ اسلئے یہ بہانہ بنا کر آپ مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔۔ اب بتائیں۔۔ اتنا انٹر سٹ کیوں ہے آپکو اس میں؟

"میں نے بتایا نا۔۔ مجھے بس کیریوسٹی ہے۔۔ وہ ایک بہت گہری لڑکی ہے جانے اپنے اندر کتنے راز دفن کئے ہیں اس نے۔۔ میں بس اسکے ہر راز تک پہنچنا چاہتا ہوں" اس نے ایک بار پھر وہ جواب دیا۔۔ الگ الفاظوں میں۔۔

"آج سے پہلے تو کبھی آپ نے کسی لڑکی پر اتنا غور نہیں کیا۔۔ نا ہی آپنے کبھی کسی لڑکی کے رازوں میں انٹر سٹ لیا۔۔ ایلاف ہی کیوں؟" وہ اسکی جانب جھکی تھی۔۔

”کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ ایلاف میں انٹر سٹڈ ہیں ناکہ اسکے رازوں میں“ اور سارا کی کہیں بات پر ایک پل کے لئے۔۔ بس ایک پل کے لئے سعد طارق نے نظریں چرائی تھیں۔۔

”تو میرا شک بالکل ٹھیک تھا“ سارا نے گہری سانس لے کر کہا۔۔

”وہ ایک بہادر لڑکی ہے اور میں اس کے رازوں تک اسکی مدد کرنے کے لئے پہنچنا چاہتا ہوں سارا۔۔ میں اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہوں۔۔ جو کھیل وہ کھیل رہی ہے وہ بہت خطرناک ہے۔۔ میں بس اسے پراٹیکٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔“ اور یہ پہلی بار تھا جب سعد طارق نے اپنے جذبات کا کھل کر اظہار کیا۔۔ اور سارا کو اسکی سچائی پر پورا یقین تھا۔۔

”وہ جس راستے پر ہے اس پر اکیلے ہی چلنا چاہتی ہے بھائی۔۔ اگر آپ اسکا ساتھ دینے کی کوشش بھی کریں گے تو وہ مزید بھاگنے کی کوشش کرے گی۔۔ پلیز۔۔ اس کو سمجھیں“ وہ اب اسے سمجھانا چاہتی تھی۔۔ مگر وہ شاید کچھ سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔

”وہ جہاں تک بھاگے گی میں وہاں موجود ہوں گا۔۔ میں اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا سارا۔۔ یہ میرے بس میں نہیں ہے“ وہ واقعی بے بس تھا۔۔ اور سارا کو اسکا علم ہو چکا تھا۔۔

”اور ارحم۔۔ اسے سب کیوں بتایا آپ نے؟“ اور سارا کے اس سوال پر وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔۔ رخ اب کھڑکی کی جانب تھا جہاں سے باہر کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔۔

”وہ مجھ سے زیادہ بے بس ہے“ اور سعد طارق کے مختصر جواب پر سارا حیران ہوئی۔۔

"کیا مطلب؟"

"میں اسی لئے تو اسکا ساتھ دینا چاہتا ہوں سارا۔۔۔ وہ اپنے مخالف شخص کو نقصان پہنچانے میں اتنی مصروف ہے کہ اپنوں کی پہچان ہی نہیں کر پار ہی۔۔۔ اسے اندازہ بھی نہیں ہے کہ اسکے ساتھ کتنا مضبوط اور طاقتور جذبہ ہے۔۔۔ مگر وہ اسے پہچان ہی نہیں کر پار ہی۔۔۔ اور یہی پہچان میں اسے کروانا چاہتا ہوں" وہ اب ایک نئی بات کہہ رہا تھا۔۔۔ جو اس وقت سارا کو بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔

"میں سمجھی نہیں"

"تمہارا بھی کچھ نا سمجھنا ہی بہتر ہے۔۔۔ مگر تم پریشان مت ہو۔۔۔ تمہاری دوست کا کوئی نقصان نہیں کرونگا میں" مسکرا کر کہتے وہ دوبارہ اپنی جگہ آکر بیٹھا۔۔۔

"تو آپ پیچھے نہیں ہٹینگے" سارا نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔۔۔

"نہیں" صاف انکار ہوا۔۔۔

"اوک۔۔۔ پھر میں چلتی ہوں" وہ جانے کے لئے کھڑی ہوئی۔۔۔

"کیا تم میری مدد نہیں کرو گی؟"

"میں اسکا ساتھ اسکی مرضی سے دینا چاہتی ہوں بھائی۔۔۔ اس لئے مجھ سے کوئی امید مت رکھئیگا" وہ بھی صاف انکار کر کے وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔ جبکہ سعد کی سوچ کا رخ اب بھی ایلا ف ہی کی جانب تھا۔۔۔



"ساری تیاری ہوگی؟" شہر وز نے سامنے بیٹھے وکی سے کہا۔

"ہاں۔۔ کل شام سب ریڈی ہوگا۔"

"گڈ۔۔ پھر میں اس سے بات کرتا ہوں" کہہ کر اس نے اپنا موبائیل اٹھایا۔

"کس کو کال کر رہا ہے؟"

"ایلاف کو" اسکا نمبر نکالتے ہوئے کہا۔

"پاگل ہے کیا؟ کال کریگا؟ جا کر خود بات کر؟" اس نے فوراً ٹوکا۔

"ہاں۔۔ ٹھیک کہہ رہا ہے ویسے بھی کافی دن ہو گئے اس سے ملے ہوئے" موبائیل جیب میں ڈال کر وہ کھڑا ہوا

--

اب اگر ایلاف کی جانب آ تو وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی ایک لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ تھی۔۔ جب انٹر کام بجا۔۔

"مس ایلاف کم ٹومائی روم" ار حم کی آواز پر اس نے ایک گہری سانس لی۔۔ وہ آج بہت ہمت کر کے آفس آئی تھی۔۔ اور خود کو ہر سوال کے لئے تیار کر کے بھی۔۔

اس نے ار حم کے آفس کے پاس پہنچ کر دروازہ ناک کیا۔۔

"کم ان" اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوئی۔۔ نظر کام میں مصروف ار حم کی جانب گئی۔۔

"آپ نے مجھے بلایا۔۔ کوئی کام تھا؟" اس نے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔۔ جبکہ ار حم نے اب بھی اسکی جانب نہیں دیکھا۔۔

"یس۔۔ اس فائل میں ہمارے کلائنٹس کی ریکوائیرمنٹز لکھی ہیں۔۔ اسے ریڈ کر لیں۔۔ انہیں ایک ویک میں ڈیزائن چاہئے" فائل اسکی جانب بڑھا کر کہا۔۔ دیکھا اب بھی نہیں تھا۔۔

"شیور" اسکے ہاتھ سے فائل لیتی وہ پلٹی تھی۔۔

"اور ہاں" ار حم کی آواز پر اسکے بڑھتے قدم رکے۔۔ کہیں وہ کچھ پوچھنے تو نہیں والا۔۔

میں ان دنوں تھوڑا بزی ہونگا سو یہ پراجیکٹ آپ نے اکیلے ہی ریڈی کرنا ہے" اور ایلاف نے شکر کیا۔۔

"اوک" وہ کہہ کر فور آفس سے باہر نکلی جبکہ ار حم نے اب اس دروازے کی جانب دیکھا۔۔

"اب سب جان لینے کے بعد ہی تمہاری جان کا عذاب بنو نگا میں ایلاف۔۔ تب تک ریسٹ کرو" معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہتے اس نے اپنا موبائل اٹھایا۔۔

"کام ہوا؟" ہادی کو ایک مسیج کیا۔۔

"صبر کرو۔۔ ان پرافیسرز کو لائن پر لانا آسان لگتا ہے کیا؟" ہادی کا چڑچڑا جواب آیا۔

"کل تک کا ٹائم ہے تمہارے پاس" ار حم کا سنجیدہ مسیج گیا۔۔

"میں تمہارا اسسٹنٹ نہیں ہوں۔۔" ہادی کا ایک اور چڑچڑا جواب آیا۔۔

"اس سے بھی کمتر ہو" ار حم کیسے خاموش رہ سکتا تھا۔

"کام اب چار دن میں ہوگا"

"اگر تم زندہ رہے تو" ار حم نے دھمکی دی۔

"میں نہیں تو کام بھی نہیں"

"تم نہیں تو کام ہی کام ہے" ار حم نے مسکرا کر موبائل رکھا۔

"چلو تم نے یہ تو مانا کہ میرے ہوتے آرام ہے" اب ار حم نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

جبکہ ہادی نے پرافیسر کی جانب دیکھا۔ جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تو پھر۔۔ کیا سوچا آپ نے؟" موبائل میز پر رکھتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے دو دن کا ٹائم چاہئے"

"سوری۔۔ مگر مجھے ساری معلومات کل رات تک چاہئے" حتمی انداز میں کہتے وہ کھڑا ہوا۔

"مگر یہ کام آسان نہیں ہے اس میں وقت لگتا ہے" پرافیسر نے اسے سمجھانا چاہا۔

"یونیورسٹی کی ٹاپ سٹوڈنٹ کی معلومات تو یونیورسٹی کا چوکیدار بھی دے دیتا ہے۔ آپکو بھی وقت نہیں لگے گا

"سنجیدگی سے کہتے وہ باہر نکلا جبکہ پیچھے بیٹھا پرافیسر اسے کوسنے میں مصروف ہو چکا تھا۔

اس نے گاڑی اپنے فلیٹ کے سامنے پارک کی۔۔ آج آفس میں اسے زیادہ دیر ہو گئی تھی اور ہونی بھی تھی ارحم نے سارا بوجھ اس کے اوپر جو ڈال دیا تھا۔۔ مگر یہ بھی اچھا تھا کم از کم اس نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔۔ مگر کہیں نا کہیں وہ یہ بھی جانتی تھی کہ یہ خاموشی بس وقتی ہے۔۔ وہ کہے گا۔۔ اور شاید ایک بار ہی کہے گا۔۔ اور اس وقت کے آنے سے پہلے اس نے اپنا کام مکمل کرنا تھا۔۔ ہر حال میں۔۔

”ہیلو“ اچانک ہی کوئی اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔ ایک پل کے لئے تو وہ ڈر ہی گئی۔۔ اور اس اچانک رستہ روکنے پر غصہ بھی۔۔ مقابل کو سنانے کے لئے اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو مقابل وہی تھا۔۔ وہی جو اس کے مقابل ہونے کے لائق بھی نہیں تھا۔۔

”تم؟ یہاں اس وقت؟“ مصنوعی حیرانگی سے پوچھا۔۔

”ہاں۔۔ پچھلے دو گھنٹوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔ اتنی دیر لگا دی آج آفس میں؟“ اور جانے یہ انتظار کا وقت صحیح بھی تھا یا نہیں۔۔

”ہاں وہ آج کل ایک پراجیکٹ میں بڑی ہوں۔۔ تم بتاؤ جاب کیسی جارہی ہے؟“ وہ اسے اندر بلانے کا رزق نہیں لینا چاہتی تھی۔۔

”بہت اچھی۔۔ اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے“ مسکرا کر کہا۔۔

”میں نے بس ایک دوست ہونے کا فرض نبھایا ہے۔۔ آئی ہوپ کے تم انکل کو جلد منالو“ اور یہ پہلی ہوپ تھی جس کا اظہار سچا تھا۔۔

”انہیں منانے کا بھی انتظام کر لیا ہے میں نے۔۔۔ اسی لئے تو آج یہاں آیا ہوں“ معنی خیز انداز تھا جبکہ ایلاف کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بھلے یہ سب چاہتی تھی۔۔۔ وہ بھلے ہی ان سب کے لئے تیار تھی مگر یہ اسکے لئے کتنا تکلیف دہ تھا یہ بھی بس وہی جانتی تھی۔۔۔

”اچھا۔۔۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔ پھر کیا کر سکتی ہوں میں تمہارے لئے“ مسکرا کر کہا۔۔۔

”کل کی شام۔۔۔ مجھے دے سکتی ہو؟“ اور یہ ایلاف ہی جانتی تھی کہ ان الفاظ پر اس نے شہر وز کامنہ توڑنے سے خود کو کیسے روکا تھا۔۔۔

”مطلب؟“ مسکرا کر پوچھا۔۔۔ ایک زبردستی کی مسکراہٹ۔۔۔

”مطلب یہ کہ کل کا ڈنر۔۔۔ میرے ساتھ“

”اوک۔۔۔“ وہ اب جلد از جلد اس انسان کو یہاں سے بھگانا چاہتی تھی۔۔۔

”ڈن؟“ خوشگوار حیرت سے پوچھا۔۔۔

”یس۔۔۔ کل ملتے ہیں پھر“ مسکرا کر کہتی وہ فلیٹ کی جانب بڑھی جبکہ پیچھے موجود شہر وز خوشی سے جھومنے لگا تھا۔۔۔

یہ دوپہر کے ایک بجے کا وقت تھا جب سارا اپنے آفس میں بیٹھی کام میں مصروف تھی۔۔۔

موبائیل پر آنے والے مسیج پر اس نے دیکھا۔۔۔ ہادی کا مسیج تھا۔۔۔

"گڈ مارنگ" ایک نظر وقت پر ڈالی اور جواب لکھنا شروع کیا۔

"تمہاری مارنگ اب ہوئی ہے؟"

"ہاں رات جو بہت دیر سے ختم ہوئی" افسوسناک جواب تھا۔

"کیوں ایسا کیا کرتے رہے رات بھر تم؟" مشکوک انداز میں جواب لکھا۔

"فکر مت کرو تمہارے ہوتے ہوئے کسی اور کو یاد بھی نہیں کر سکتا میں" شرارتی جواب آیا۔

"مجھے اسکی کوئی پرواہ بھی نہیں" چڑ کر جواب دیا۔

"سچ میں؟ تو پھر کر لیا کروں رات پھر کسی اور کو یاد اور بات؟" وہ بھی کہاں بعض آنے والا تھا۔

"تمہاری مرضی" جل کر سیپلای کرتے اس نے موبائیل بچنے کے انداز میں واپس رکھا۔ مگر اگلے ہی پل سکریں دوبارہ روشن ہوئی۔

"ٹھیک ہے۔۔ پھر میں اپنی مرضی سے تمہیں یاد کرتا رہا اور اب آج ساتھ ڈنر بھی کرنے والا ہوں۔۔ بی ریڈی" اور ہادی کے جواب پر سارا کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آئی۔

"دیکھتے ہیں" نخریلا جواب دے کر اس نے موبائیل واپس رکھا۔

پھر اچانک ہی ذہن میں ہادی کا مسئلہ آیا۔۔ ایلاف سے اس بارے میں بات کرنا تو وہ بھول ہی گئی۔۔

اسی سوچ کے ساتھ اس نے ایک بار پھر موبائیل اٹھایا۔ اب ایلاف کے نمبر پر کال کی گئی۔۔

وہ جو آفس میں بیٹھی ایک گراف بنانے میں مصروف تھی۔۔ موبائیل کی آواز پر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"ہاں سارا کہو؟" کان سے لگاتے ساتھ کہا۔۔

"تم بڑی تو نہیں ہو؟ ایک ضروری بات کرنی ہے" سارا نے پوچھا۔۔

"نہیں تم یہی آجاؤ" ایلاف کی بات پر سارا کچھ حیران ہوئی۔۔

"وہاں آجاؤں؟ لیکن وہاں تو ارحم ہے نا؟ وہ مجھے پہچان لیگا "

"اب کچھ چھپا ہی کہاں ہے سارا۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے؟ سعد طارق نے اسے تمہارے بارے میں نہیں بتایا ہوگا؟

"اور ایلاف کی بات پر سارا اثر مندہ ہو کر رہ گئی۔

"آئی ایم سوری" دھیمی آواز میں کہا۔۔

"اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں سارا۔۔ تم نے کچھ نہیں کیا۔۔ اب جلدی آؤ پھر مجھے ایک میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے

"

"اچھا اچھا میں بس ابھی آئی" کہتے ساتھ اس نے موبائیل اپنے بیگ میں رکھا اور کھڑی ہوئی۔۔

جبکہ اب اگر ارحم کے آفس کی جانب آ تو ہادی نے سارا کی کال رکھتے ساتھ ارحم کی جانب دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا

تھا۔۔ بہت غور سے۔۔

"کیا ہوا؟ ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ "

"تمہیں یقین ہے کہ تم اسکے لئے سیریس ہو؟"

"تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟" ہادی نے الجھ کر پوچھا۔ اچانک اس سوال کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

"کیونکہ جس معلومات کے لئے تم سارا کے پاس گئے تھے ہم وہ حاصل بھی کر چکے ہیں اور اس سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔ اگر تم اب بھی صرف اسی مقصد کے لئے اس کے ساتھ ہو تو میں چاہتا ہوں کہ تم ایسا مت کرو۔ وہ ایلاف کی دوست ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ ہرٹ ہو" ارحم نے سنجیدگی سے کہا جبکہ ہادی ایک گہری سانس لے کر اسکی جانب جھکا۔

"یہ سچ ہے کہ میں نے اسے صرف ہمارے مقصد کے لئے اپروچ کیا۔ مگر وہ مجھے اچھی لگتی ہے ارحم۔ اور اس کے ساتھ تھوڑا سا وقت گزارنے کے بعد ہی میرا مقصد معلومات نہیں بلکہ وہ خود بھی بن گئی۔ اور اب۔۔ میں اس کے ساتھ صرف اسکے پارٹنر کی حیثیت سے مل رہا ہوں۔ اسے استعمال کرنے کا تو میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس لئے ڈونٹ وری۔ میں اسے کبھی ہرٹ نہیں کروں گا" سعد کی آنکھوں میں سچائی کی جھلک واضح تھی۔ جس پر ارحم نے مسکرا کر سر ہلایا۔ وہ اسے بچپن سے جانتا تھا۔ اور یہ بھی کہ وہ سارا کے ساتھ سنسئیر ہے۔۔ کچھ دیر بعد ہی سارا اس بلڈنگ میں داخل ہوئی۔۔ لفٹ میں داخل ہو کر اس نے ٹاپ فلور کا بٹن پریس کیا۔۔ کچھ دیر بعد لفٹ کا دروازہ کھلا اور اب وہ ریسپشن کی جانب بڑھی۔۔

"ایکسیوزمی۔۔ مس ایلاف کا آفس کونسا ہے؟"

"سامنے لیفٹ ہینڈ پر" ریسپشنسٹ کے جواب پر وہ مسکرا کر پلٹی اسکا رخ اب ایلاف کے آفس کی جانب تھا۔



اور یہی وہ لمحہ تھا جب ارحم اور ہادی آفس سے مسکرا کر کچھ باتیں کرتے باہر نکلے۔۔

وہ ایلاف کے آفس سے بس دو قدم دور تھی جب نظر ان دونوں پر پڑی اور اسکے قدم وہیں رک گئے۔۔۔ ایسے جیسے زمین نے اسے پکڑ لیا۔۔

وہ دونوں اب لفٹ کی جانب جا رہے تھے۔۔ اور سارا انہیں تب تک دیکھتی رہی جب تک کہ لفٹ بند نہ ہوئی۔۔ جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہوا۔۔

اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ ہادی۔۔ ارحم کے ساتھ؟

اچانک ہی کسی سوچ نے اسے ہوش میں لایا اور وہ تیزی سے ایلاف کے آفس میں داخل ہوئی۔۔

آفس کا دروازہ اچانک سے کھلا اور سارا اندر داخل ہوئی۔۔

"ارے آرام سے اتنی جلدی۔۔۔" اور سارا کے چہرے کے رنگ دیکھ کر ایلاف پریشان ہو کر اسکی جانب بڑھی۔۔

"سارا۔۔ کیا ہوا؟ تم اتنا گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟" وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔۔ جبکہ سارا کے اندر کا ڈر اسے کچھ بھی کہنے سے بار بار روک رہا تھا۔۔

"سارا۔۔ کیا ہوا ہے؟ بتاؤ مجھے" سارا کی حالت دیکھ کر ایلاف بھی اب پریشان ہوئی تھی۔۔

"وہ۔۔ وہ کون تھا؟" اس نے رک رک کر پوچھا۔۔

"کون کون تھا؟" ایلاف اب الجھی تھی۔۔

"میں نے ابھی ار حم کو کسی لڑکے کے ساتھ آفس سے جاتے دیکھا۔۔ کون تھا وہ؟" دل اب بھی ڈر رہا تھا۔ اعتبار ٹوٹنے سے۔۔ دھوکہ ہونے سے۔۔

"ار حم کے ساتھ لڑکا۔۔ اوہ اچھا۔۔ ہادی ہے وہ۔۔ پر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟" ایلاف کو اب بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ کیا وہ ہادی کو جانتی تھی مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔

"کیا وہ کوئی کلائینٹ ہے؟" دل میں ایک خوش فہمی آئی تھی۔۔

"نہیں۔۔ وہ ار حم کا بہت گہرا دوست اور پارٹنر ہے۔۔ وہ دونوں ساتھ ہی پاکستان آئے ہیں اور میرے مشن میں بھی دونوں ساتھ ہی کام کر رہے ہیں" اور ایلاف کے الفاظ پر خوشگمانی دل سے نکل چکی تھی۔۔ اعتبار ٹوٹ گیا تھا۔۔ دھوکا ہو ہی گیا تھا۔۔

وہ اپنا کام ختم کر کے بیگ اٹھاتی ار حم کے آفس کی جانب آئی جو اپنے کام میں مصروف تھا۔۔

"اندر آسکتی ہوں؟" دروازے سے پوچھا۔۔

"ہاں۔۔ کہو؟" وہ اب اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔

”میں گھر جا رہی ہوں کوئی کام تو نہیں ہے نا؟“ اس نے پوچھنا ضروری سمجھا جبکہ ارحم اسکے جلدی گھر جانے کی وجہ سے تھوڑا حیران ہوا۔

”جلدی جانے کی کوئی خاص وجہ؟“

”پرسنل ریزن ہیں“ مختصر جواب آیا۔

”اوک“ وہ کہہ کر دوبارہ کام کی جانب متوجہ ہو چکا تھا جبکہ ایلاف اب پلٹی۔ اسے گھر جا کر تیار ہونا تھا ایک گھنٹے میں شہر وزا سے پک کرنے آنے والا تھا۔

اب اگر سارا کی جانب آؤ تو وہ آفس سے جانے کے لئے کھڑی ہوئی تھی کہ اسے مسیج ملا۔

”میں باہر ویٹ کر رہا ہوں“ ہادی کا مسیج تھا۔ اور اسے ایک بار پھر وہ منظر یاد آیا۔

”ممنگ“ ایک گہری سانس لے کر اس نے موبائیل بیگ میں رکھا اور باہر کی جانب بڑھی۔ آج اسے یہ قصہ ختم کرنا ہی تھا۔

اب اگر ایلاف کے فلیٹ کی جانب آؤ تو اس نے ایک نظر آئینے پر ڈالی۔

بلیک کلر کی فراک کے ساتھ چوڑی دار پجامہ، گردن میں دوپٹہ ایک رسی کی طرح لپیٹے، ہلکے میپ اپ کے ساتھ کانوں میں بلیک کلر کے نگینے کے ٹاپس پہنے، گلے میں ایک نازم سالاکٹ اس میں ایک بلیک نگینہ چمک رہا تھا، دائیں کلائی میں ایک نازک سا سلور بریسلٹ اور اٹکھوٹھی پہنے، سلور کلر کی ہائی ہیل کے ساتھ، سلور کلر کا کلچ ہاتھ

میں تھامے وہ آج بہت مختلف اور حسین لگ رہی تھی۔ اتنی کہ کوئی بھی دیکھے تو نظر ہٹانا ہی بھول جائے۔۔۔ مگر یہ حسن ان گہری آنکھوں سے دور تھا۔

گہری سیاہ آنکھیں کسی بھی طرح کی چمک سے دور تھیں۔۔۔ بلکہ غور کیا جائے تو آج یہ سیاہ آنکھیں سیاہ بادلوں کی مانند تھیں۔۔۔ جو جانے اندر کتنا ہی بڑا طوفان چھپائے ہوئے تھیں۔۔۔ سرخ ہونٹوں سے مسکراہٹ بہت دور تھی۔۔۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے یہ ہونٹ مسکرانا چاہتے ہی ناہوں۔۔۔

ڈور بیل کی آواز پر وہ خیالوں کی اس دنیا سے باہر آئی۔ ایک گہری سانس لے کر وہ مسکرائی۔۔۔ اور یہی وہ جھوٹی مسکراہٹ تھی جن سے یہ ہونٹ کافی مانوس ہو چکے تھے۔۔۔ مگر سیاہ آنکھوں کے بادل نہیں۔۔۔

دروازہ کھول کر اس نے سامنے کھڑے شخص کی جانب دیکھا۔۔۔ بلیک سوٹ میں مہرون ٹائی لگائے، کلین شیو، سٹائیلش بال، براؤن آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ لئے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ سر سے پاؤں تک، ستائیشی نظروں سے۔۔۔ اور یہ سچ تھا کہ ایلاف نے بھی دیکھا۔۔۔ وہ واقعی ایک پرکشش مرد تھا یا شاید اس وقت زیادہ لگ رہا تھا۔۔۔ مگر جو بھی ہو۔۔۔ وہ اب بھی اس کا دل دھڑکا نہیں سکا تھا۔۔۔ بلکہ دل تو اب بھی کالے بادلوں کے سائے میں تھا۔۔۔ اور یہ وہی جانتی تھی کہ اس سائے کے ساتھ وہ کس طرح اس انسان کے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔

”یو آر لو گنگ گار جنیس“ گھمبیر آواز میں کہا جو کسی بھی لڑکی کو بے قابو کرنے کے لئے کافی تھی۔۔۔ اور وہ کسی نہیں تھی۔۔۔ وہ ایلاف حسن تھی۔۔۔

”تھینک یو۔۔ چلیں؟“ مسکرا کر کہا۔۔ جبکہ شہر وزنے اب اسے آگے بڑھنے کا راستہ دیا۔۔ دونوں اب اپنی گاڑی کی جانب کی جانب جا رہے تھے۔۔

اب اگر یہاں سے کچھ دور سعد طارق کی جانب آؤ تو وہ اپنے آفس سے نکل کر گاڑی کی جانب جا رہا تھا جب اس کا موبائل بجا۔

”ہاں بولو؟“ کال ریسپونڈ کرتے ساتھ ہی اس نے سنجیدگی سے کہا۔

”آپ آفس میں ہیں؟“ منیجر کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔۔

”نہیں۔۔ میں گھر جا رہا ہوں“ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا۔۔

”آپ نے مجھے وانیہ کی معلومات نکالنے کے لئے کہا تھا۔۔ مجھے بہت اہم بات پتہ لگی ہے“ آج منیجر کی آواز بھی بہت سنجیدہ تھی۔۔

”کیا بات؟“ اور سعد طارق کے سوال پر منیجر نے کچھ کہنا شروع کیا تھا۔۔ اور جانے ایسا کیا تھا کہ موبائل پر سعد کی گرفت سخت ہو گئی۔۔ چہرے پر حیرانگی، پریشانی، غصے اور جانے ایسے کون کون سے تعصبات آئے تھے۔۔

”سر؟ آپ سن رہے ہیں“ وہ جو کافی دیر سے ایک سکتے کی حالت میں بیٹھا تھا۔۔ موبائل پر منیجر کی پکار سن کر اس نے جھٹکے سے موبائل دوسری سیٹ پر پھینکا اور تیزی سے گاڑی سڑک کی جانب دوڑا دی۔۔

اب اگر رحم کی جانب آؤ تو وہ اپنے آفس میں بیٹھا مسلسل گھڑی کی جانب دیکھا رہا تھا۔۔۔ ایسے جیسے کسی چیز کا انتظار ہو۔۔ مگر ہو تو کچھ بھی نہیں رہا تھا۔۔ کچھ دیر مزید رکنے کے بعد اس نے بے چینی سے اپنا موبائیل اٹھایا اور کسی کو کال ملائی۔۔۔

"ہاں بولو" ہادی کی سنجیدہ آواز آئی۔۔

"میں نے تمہیں آج تک کا ٹائم دیا تھا مگر اب تک مجھے معلومات نہیں ملی" رحم کی غصیلی آواز پر دوسری جانب ، موجود ہادی اتکا یا۔۔

"صبر کر لو بس تھوڑی دیر میں آجائیگی "

"آدھے گھنٹے میں مجھے ساری ڈیلیلز چاہئے ورنہ اپنے کفن کا انتظام کر لو" سختی سے کہتے اس نے موبائیل واپس ٹیبل پر رکھ دیا۔ اور نظریں ایک بار پھر گھڑی کی جانب گئیں۔۔ یہ انتظار اس کے لئے بہت مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

"ہم کہا جا رہے ہیں؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ایلاف نے پوچھا۔۔

"سرپرٹ اینز ہے" مسکرا کر کہتے شہر وز نے اسکی جانب دیکھا۔۔ جبکہ ایلاف نے موبائیل نکال کر سارا کو ایک مسیج کیا۔۔

"میں شہر وز کے ساتھ ہوں۔۔ اور نہیں جانتی کہ وہ مجھے کہاں لے کر جا رہا ہے۔۔ اگر کچھ ہو تو میرا یہ مسیج ثبوت ہوگا "

اور یقیناً وہ ایلاف تھی۔۔۔ شہر وز سے اچھی طرح واقف۔۔۔ وہ رات اسکے ساتھ کسی انجان جگہ جانے کا خطرہ تو مول لے سکتی تھی مگر وہ شہر وز کے لئے کوئی راستہ کھلا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔۔۔ اسے کچھ ہو بھی جائے تو وہ شہر وز کو آزاد نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری جانب موجود سارا نے موبائل پر ایلاف کا مسیج پڑھ کر ایک گہری سانس لی۔۔۔

"یا اللہ اسکی حفاظت کرنا" دل سے دعا نکلی۔۔۔

"تم ٹھیک ہو؟" اس کے چہرے پر فکر مندی دیکھ کر ہادی نے پوچھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔" سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"کیوں۔۔۔ کیا ہوا؟" وہ اسکی جانب جھکا۔۔۔

"تمہیں ایک کہانی سنانے کا دل چاہ رہا ہے۔۔۔ سنو گے؟" معنی خیز انداز سے مسکراتے ہوئے سارا نے اسے غور سے دیکھتے کہا۔۔۔ جبکہ ہادی کا دل جانے کیوں اسکے اس انداز پر زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ کچھ الگ تھا آج سارا میں۔۔۔

"ہاں۔۔۔ کہو" اور وہ تیار تھا۔۔۔ سارا کی کہانی سننے کے لئے۔۔۔

اس نے گاڑی ایلاف کے فلیٹ کے سامنے روکی۔۔۔ تیزی سے باہر نکلتا وہ فلیٹ کی جانب بڑھا۔۔۔

دروازے پر پہنچ کر اس نے ایک گہری سانس لی۔۔ آج اسے جو معلوم ہوا۔۔ اس کے بعد ایلاف سے بات کرنا اس کے لئے لازم ہو گیا تھا۔۔ وہ اسے اتنا خطرناک کھیل کھیلنے نہیں دے سکتا تھا۔۔ کبھی نہیں۔۔ ایلاف کو روکنا اب ضروری تھا۔۔

اس نے بیل بجائی۔۔ ایک بار۔۔ دو بار۔۔ تین بار۔۔۔ بار بار۔۔

مگر اندر سے کوئی آہٹ کوئی آواز نہ آئی۔۔

"کم آن ایلاف۔۔ کہاں ہو تم" اس نے ایک اور بار بیل بجائی۔۔۔ مگر اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہ آیا۔۔

"کہاں گی یہ اس وقت؟" ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے پریشانی سے کہا۔۔۔

"سارا" اسے اب سارا کا خیال آیا۔۔ ہو سکتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہو۔۔۔ موبائیل نکال کر اس نے سارا کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔

جبکہ سارا کی جانب آؤ تو اس نے کہانی سنانا شروع کی تھی۔۔

"دو دوست بہت عرصے بعد اپنے ملک واپس آتے ہیں۔۔ دونوں بچپن سے بہت گہرے دوست اور اب پارٹنرز ہوتے ہیں۔۔ لیکن یہاں واپس آنے کے بعد انہیں پہلے دوست کی پرانی محبت ملتی ہے۔۔۔ اور پھر۔۔۔ وہ اس تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں" اور سارا کے الفاظ پر ہادی سکتے میں آگیا تھا۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔



”مگر ان میں سے ایک دوست اس لڑکی سے (جو ماضی میں اسکی دوست رہ چکی ہوتی ہے) سے ملتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ بہت بدل گئی ہے۔۔ اور بہت مشکوک بھی۔۔ اور پھر ان دونوں دوستوں نے ایک پلین بنایا ”وہ کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ تھی۔۔ جبکہ ہادی اب سکتے سے باہر آیا۔۔“

”سارا میری بات۔۔۔۔“

”پہلے دوست نے اپنے دوسرے دوست کو یہ ذمہ رادی دی کہ وہ اسکی معلومات نکالے۔۔۔۔ اور کیونکہ وہ اپنے دوست کے لئے کچھ بھی کر سکتا تھا اس لئے وہ اس لڑکی کی ایک پرانی دوست تک پہنچا۔۔ جو اس کے بارے میں سب جانتی تھی۔۔“ سارا نے اسکی بات کاٹ کر کہا۔۔

”نہیں سارا۔۔۔۔ تم غلط۔۔۔۔“ وہ اسے روکنا چاہتا تھا مگر سارا آج اسکی کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھی

---

”وہ اسکی دوست تک پہنچا۔۔ پسندیدگی کا چھوٹا ڈرامہ کیا۔۔ اسکی ہمدردی حاصل کی۔۔ اسکا اعتبار حاصل کیا۔۔“ وہ اسکی جانب جھکی۔۔ چہرہ اب سنجیدہ تھا۔۔

”اسکو معلومات حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا۔۔ اور جانے کب تک استعمال کرتا کہ ایک دن اس لڑکی کو سب معلوم ہو گیا“ وہ دوبارہ پیچھے ہوئی۔۔

”اب بتاؤ ہادی۔۔ اس لڑکی کو کیا کرنا چاہئے؟“ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر اس نے پوچھا جبکہ ہادی کی زبان اسکا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔۔ وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا اسکی غلط فہمی دور کرنا چاہتا تھا۔۔ مگر وہ کیا کہتا؟ یہ سب جھوٹ تو نہیں تھا۔۔

اسے مسلسل خاموش دیکھ کر سارا نے اپنا بیگ اٹھایا۔۔ کچھ پیسے نکال کر میز پر رکھے اور وہاں سے جانے کے لئے کھڑی ہوئی۔۔

”سارا“ ہادی نے فوراً آگے بڑھ کر سارا کا ہاتھ تھاما جسے اگلے ہی پل سارا نے جھٹک دیا۔۔

”ڈونٹ۔۔“ اسکی جانب انگلی اٹھائی۔۔

”ڈونٹ ٹچ میں“ اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔۔ اور فوراً پلٹی۔۔ ہادی اسکے پیچھے جانے ہی لگا تھا کہ ایک ہی وقت میں دونوں کامو بائیل بجا۔۔

ہادی نے دیکھا۔۔۔ پرافیسر کی کال تھی۔۔

سارا نے دیکھا۔۔ سعد کی کال تھی۔۔

”ہاں پرافیسر کہو“ ہادی نے باہر جاتی سارا کی جانب دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔۔

”جی بھائی کہیں“ سارا نے اپنی آنکھ کے کونے سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔

”مجھے وانیہ کے بارے میں سب معلوم ہو گیا ہے۔۔“ پرافیسر کا جواب آیا۔۔

"ایلاف کہاں ہے؟" سعد کی پریشان آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔

"کیا معلوم ہوا؟" ہادی نے سوال کیا۔۔

"آپ کیون پوچھ رہے ہیں؟" سارا نے سوال کیا۔۔

"سارا کا اپنے کلاس فیلو کے ساتھ بہت سیریس قسم کا افسیر تھا۔۔" پرافیسر نے کچھ دیر بعد کہا۔۔ جس پر ہادی حیران ہوا۔۔

"وہ خطرے میں ہے سارا پلیز مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے۔۔ اسے روکنا بہت ضروری ہے" سعد کی بات پر وہ حیران ہوئی۔۔

"کون تھا وہ؟" ہادی نے ایک اور سوال کیا۔۔

"کس سے خطرہ ہے اسے؟" سارا نے ایک اور سوال کیا۔۔

"شہر وز ہمدانی سے" اور پرافیسر کے جواب نے ہادی کے سر پر دھماکہ کیا۔۔

"شہر وز ہمدانی سے" اور سعد کے جواب نے سارا کے پیروں تلے زمین کھینچ لی۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بھائی؟" اسے سعد کی بات پر حیرت ہوئی۔۔

”ٹھیک کہہ رہا ہوں میں۔۔ تم جانتی ہو وہ اس وقت کہاں ہے؟“ وہ اب بھی ایلاف کے لئے پریشان تھا۔۔ جبکہ سارا اب اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

”وہ شہروز کے ساتھ ہے“

”واٹ! وہ اس وقت اس گھٹیا انسان کے ساتھ کیا کر رہی ہے؟ کہاں ہے وہ؟“ اب کی بار وہ دھاڑا، اسے رہ رہ کر ایلاف پر غصہ آ رہا تھا۔۔ اور اس سے زیادہ سارا پر۔۔

”آخر آپ اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہیں؟ ہوا کیا ہے؟“ اپنی گاڑی میں بیٹھی سارا نے کہا۔۔ وہ اب بھی ریسٹورانٹ کے باہر تھی۔۔ بلکل ہادی کی طرح جواب بھی اس کے سامنے گھڑی اپنی گاڑی میں موجود ارحم کو کال لگا رہا تھا۔۔

”کیونکہ مجھے سب معلوم ہو گیا ہے“ سعد طارق نے ایک اور دھماکہ کیا۔۔

”ہیلو ارحم۔۔ مجھے سب معلوم ہو گیا ہے“ ارحم کے کال اٹھاتے ہی ہادی نے جلدی سے کہا۔۔

”کیا معلوم ہو گیا؟“ سارا نے سانس روکے پوچھا۔۔ اب جب ایلاف اپنے مقصد کے اتنے قریب آچکی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی بھی سب خراب کر دے۔۔

”کیا پتہ لگا پھر؟“ آفس میں بیٹھے ارحم نے بے چینی سے پوچھا۔۔ وہ جلد سب جان لینا چاہتا تھا۔۔

”یہی کہ ایلاف شہروز سے نفرت کرتی ہے۔۔ اور اسی نفرت میں اس نے یہ سب کیا“ ہادی نے کہا۔۔

"یہی کہ ایلاف نے شہر وز کے ساتھ یہ سب اپنی نفرت کی وجہ سے کیا" سعد نے کہا۔۔

"مگر کیوں۔۔ شہر وز نے ایسا کیا کیا ہے؟" ار حم نے ایک اور سوال کیا۔۔

"وہ شہر وز سے نفرت کیوں کرے گی بھائی؟" سارا نے ایک اور سوال کیا۔۔

"اس نے وانیہ کا مر ڈر کیا ہے۔۔ وانیہ نے خود کشی شہر وز کی وجہ سے کی تھی" ہادی کے الفاظ نے ار حم کے ہاتھ سے جان نکال دی تھی۔۔ موبائیل ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر آگرا تھا۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟

"کیونکہ وہ اسکی بہن کی خود کشی کی وجہ تھا۔۔ میں سب جان چکا ہوں سارا" اور وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔۔ اب کوئی راز راز نہیں رہا تھا۔۔ یہ آخری مرحلہ ایلاف کے لئے مشکل ہونے والا تھا۔۔

"ہیلو۔ ار حم! ار حم!" وہ اب ار حم کو آوازیں دے رہا تھا مگر دوسری جانب خاموشی تھی۔۔ مکمل خاموشی۔۔

"اس کے راستے میں مت آئیں بھائی۔۔ وہ نہیں رکے گی۔۔ اگر روکنے کی کوشش کی تو خود کو برباد کر دے گی" سارا نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"تو اب وہ اور کیا کر رہی ہے؟ اس وقت وہ شہر وز جیسے انسان کے ساتھ اکیلے ایک انجان جگہ جا کر کیا خود کو آباد کر رہی ہے؟" سعد کو اب چڑھونے لگی تھی۔۔ یہ لڑکیاں اتنی بے وقوف کیسے ہو سکتی ہیں۔۔

"وہ خود کو نہیں۔۔ شہر وز کو آباد کر رہی ہے" سارا کے الفاظ پر سعد کچھ الجھا تھا۔۔

"کیا مطلب؟"

”میں نہیں جانتی کہ وہ دونوں کہاں ہیں۔۔ مگر میں یہ جانتی ہوں کہ وہ کیا کرنے والے ہیں“ اسے لگاب سعد سے کچھ بھی چھپانے کا فائدہ نہیں ہے۔۔ وہ نا بھی بتائے تو وہ جان جائے گا۔۔

”کیا کرنے والے ہے؟“

”وہ دونوں آج منگنی کرنے والے ہیں“ اور سارا کے الفاظ نے سعد کے ہونٹوں پر تالے لگا دیئے تھے۔۔۔ یہ اسکی سوچ سے بہت دور تھا۔۔ وہ تو ایلاف کے لئے پریشان تھا۔۔ مگر اسے اب احساس ہوا۔۔ کہ پریشانی میں تو شہر وز آنے والا ہے۔۔۔

کچھ دیر تک دوسری جانب خاموشی محسوس کر کے سارا نے موبائیل رکھا اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔

ارحم کی جانب سے مکمل خاموشی ہونے پر ہادی نے جلدی سے گاڑی سٹارٹ کی۔۔

وہ دونوں اب اپنے اپنے سفر کی جانب رواں تھے۔۔ ایک دوسرے کے مخالف۔۔۔

سعد طارق اپنی گاڑی میں بیٹھا ایلاف کے فلیٹ کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ وہ اب بھی واپس نہیں آئی تھی۔۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ اب وہ جب واپس آئے گی تو پہلے جیسی نہیں ہوگی۔۔ وہ اب کسی اور سے کمیٹڈ ہو کر آئیگی۔۔ اس کے سچائی تک پہنچنے سے پہلے ہی بات بہت آگے بڑھ چکی تھی۔۔

اور پھر۔۔ اچانک۔۔ اسے ایک خیال آیا۔۔ جلدی سے موبائیل اٹھا کر اس نے ایک کال ملائی۔۔

ارحم تیزی سے اپنے آفس سے باہر نکلا۔۔ جو کچھ ہادی نے اسے بتایا اس کے بعد وہ خود کو ایلاف سے مزید دور نہیں رکھ سکتا تھا۔۔ اسے ہر حال میں آج ایلاف سے بات کرنی تھی۔۔ وہ اسے اکیلے یہ سب کرنے نہیں دے سکتا تھا۔۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے گاڑی سٹارٹ کر کے ایلاف کے فلیٹ کی جانب بڑھائی۔۔

ابھی وہ کچھ آگے ہی گیا تھا کہ اسکا موبائیل بجا۔۔

"ہاں سعد کہو" کان سے موبائیل لگاتے اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"وہ شہروز کے ساتھ گئی ہے۔۔ کہاں؟ یہ میں نہیں جانتا مگر ارحم اگر تم نے آج دیر کر لی تو تم اسے کھو دو گے" ایک مختصر بات کہہ کر سعد نے کال کٹ کر دی تھی۔۔ جبکہ ارحم کا پاؤں فوراً بریک پر لگا۔۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔۔ دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔ اسے کھونے کا سوچ کر ہی اسکی جان نکل رہی تھی۔۔ مگر وہ ہے کہاں؟ وہ اسکی جان کو مشکل میں ڈال کر آخر کہاں جاسکتی ہے؟

ایک سوچ کے ساتھ اس نے موبائیل اٹھا کر کسی کو کال ملائی۔۔۔ کچھ دیر بیل جانے کے بعد کال ریسیو ہو چکی تھی۔۔۔

"شہروز کہاں ہے؟" سنجیدگی اور روب سے پوچھا گیا اسکا سوال دوسری جانب موجود شخص کو بھی سہا گیا تھا۔۔۔

وہ دونوں کافی دیر سے ڈرائیو کر رہے تھے۔۔۔ رات کا اندھیرا پھیر رہا تھا اب وہ ایسی جگہ پر تھے جہاں خالی سڑک اور آبادی نہ ہونے کے برابر تھی۔۔۔ فضا میں موجود سنٹا ایلاف اپنے اندر بھی محسوس کر رہی تھی۔۔۔ وہ شہر وز سے کافی بار پوچھ چکی تھی مگر وہ اسے کچھ بھی نہیں بتا رہا تھا۔۔۔ دل ایک انجانے خوف سے ڈر رہا تھا۔۔۔ جہاں تک وہ جانتی تھی آج شہر وز اسے پرپوز کرنے والا تھا مگر اب۔۔۔ اب نا جانے اسے کہاں لے جا رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد گاڑی ایک سنسان جگہ پر رکی۔۔۔ اس نے دیکھا۔۔۔ چاروں جانب صرف اندھیرا ہی تھا۔۔۔ اور دور دور تک کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔ اس نے سوالیاں نظروں سے شہر وز کی جانب دیکھا۔۔۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔۔

"چلو" کہتے ساتھ ہی وہ گاڑی سے باہر نکلا جبکہ ایلاف اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکی تھی۔۔۔ شہر وز اسکی سیٹ کی جانب آیا اور اس کے لئے دروازہ کھولا۔۔۔

"چلیں" دایاں ہاتھ اسکی جانب بڑھا کر مسکرا کر کہا جبکہ وہ مسکرا بھی نہیں سکی تھی۔۔۔

"ہم کہاں ہیں؟" دھیمی آواز میں سوال ہوا۔۔۔

"چلو اور دیکھ لو" وہ اب بھی سسپنس رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

اس نے سر ہلا کر اپنا ہاتھ شہر وز کے ہاتھ پر دیا اور گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ ٹھنڈی ہوائ نے اسکے چہرے کو چھوا۔۔۔ کھلے بال ہواؤں کی لہروں سے لہرا کر چہرے پر آ رہے تھے۔۔۔ اس نے اپنی انگلیوں سے بالوں کو چہرے سے ہٹایا جو ہوا



کی وجہ سے بار بار اسے چھیڑ رہے تھے۔۔ ہو میں موجود نہی اسے آس پاس سمندر ہونے کا اشارہ دے رہی تھی۔۔۔ دل اب کچھ پر سکون ہوا۔۔

"مجھ پر اعتبار کرتی ہو؟" اس کے سامنے کھڑا یہ شخص ایک امید سے اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

"تم سے صرف نفرت کرتی ہوں" وہ کہنا چاہتی تھی مگر وہ کہہ نہیں سکی تھی۔۔ اور زبان اس وقت کوئی جھوٹا وعوہ بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ اس نے سر ہلا کر مقابل کو جواب دیا۔۔ جس پر اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔

جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک سرخ پٹی نکالی۔۔ اور ایک بار پھر۔۔ ایلاف کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔ خوف کی ایک لہر وجود میں دوڑی۔۔

"میں تمہارا اعتبار کبھی نہیں توڑوں گا" گمبھیر آواز میں کہتے وہ ایلاف کے پیچھے آیا۔۔ ایک گہری سانس لے کر ایلاف نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔ وہ جہاں تک آچکی تھی کسی بھی خوف کی وجہ سے اب پیچھے نہیں ہٹ سکتی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے اپنی آنکھوں میں پٹی بندھی محسوس ہوئی۔۔ اب نظروں کے سامنے اندھیرا تھا۔۔ لیکن وہ اندھیروں کی عادی تھی۔۔

اسے محسوس ہوا۔۔ شہر وز نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔ اور اب وہ اسے آگے لے جا رہا تھا۔۔ وہ چل رہی تھی۔۔ ان اندھیروں میں ایک ایسے شخص کا ہاتھ تھامے جو انکا ذمہ دار تھا۔۔ جسے وہ ایک دن ان اندھیروں کی گہرائیوں میں دفن کرنا چاہتی تھی۔۔

وہی شخص اسے اب کہیں لے جا رہا تھا۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔ پاؤں کے نیچھے کی زمین پر اب شاید ریت تھی۔۔ اس لئے اسکی رفتار کم ہوئی۔۔ ہوا میں نمی اور ٹھنڈک بڑھی۔۔ وہ شاید سمندر کے قریب تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہ رکا۔۔ ایلاف بھی اسکے ساتھ رکی۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔ وہ اسکے آنکھوں سے پٹی اتار رہا تھا۔۔ ”اوپن یور آنس“ اسکے کان کے قریب سرگوشی ہوئی۔۔ اور وہ شدت سے اس انسان کو خود سے دور کرنا چاہتی تھی۔۔ مگر اسکے برعکس۔۔ اس نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔ اندھیرے میں اسے روشنی کی کرن محسوس ہوئیں۔۔

نہیں۔۔،، کرن نہیں۔۔ کرنیں۔۔

اپنے سامنے موجود یہ منظر اس نے آج تک صرف فلموں اور ڈراموں میں دیکھا تھا۔۔ ایک ایسا منظر جو آنکھوں کے ذریعے دل میں ایک سحر طاری کر دیتا ہے۔۔ ایک ایسا منظر جو شاید ایک حسین خواب کی تعبیر لگتا ہے۔۔ سفید پردوں سے ایک راستہ بنایا گیا تھا۔۔ جنہیں دونوں اطراف سے سفید اور پیلے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔ راستے کے دونوں اطراف میں دیئے رکھے گئے تھے۔۔، جو کہ ہوا سے پھڑک رہے تھے مگر سفید پردے اسے بجھنے سے روک رہے تھے۔۔

"شہروز یہ۔۔۔ یہ؟" اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ شہروز کہیں نہیں تھا۔۔

"شہروز" ایک بار پھر پکارا۔۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔۔

کچھ سوچ کر اس نے قدم آگے بڑھائے۔۔ وہ اس راستے پر چلتی آگے بڑھی۔۔ منظر مزید پرکشش ہو رہا تھا۔۔ دونوں اطراف سفید اور نیلی لائٹس سے چمک رہے تھے۔۔ کچھ دیر بعد وہ ایک ہال نما جگہ پر آئی۔۔ یہاں تینوں اطراف پھول اور کینڈلز سجائے گئے تھے۔۔ سامنے موجود دیوار پر سفید پردہ گرا ہوا تھا۔۔ درمیان میں ایک میز اور اس کے دونوں طرف کرسیاں موجود تھیں۔۔ میز کے بیچ میں سفید اور پیلے پھولوں کا گلہ ان اور ساتھ ہی کچھ کینڈلز تھیں۔۔

"شہروز" اس نے ایک بار پھر اسے پکارا۔۔ قدم آگے بڑھے۔۔ اب وہ ہال کے بیچ میں موجود تھی۔۔۔ ارحم نے گاڑی شہروز کے گاڑی کے پاس روکی۔۔ وہ تیزی سے باہر نکلا مگر وہ دونوں ہی اسے کہیں نظر نہیں آرہے تھے۔۔ دل مزید بے چین ہو رہا تھا۔۔۔

"ایلاف۔۔۔ شہروز" اس نے آواز دی مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔ یقیناً وہ دونوں آس پاس ہی موجود تھے۔۔۔ وہ اب انہیں ڈھونڈنے کے لئے آگے بڑھا۔۔

"شہروز" ایلاف نے ایک بار پھر اسے پکارا۔۔ اور اب۔۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کے سر پر کچھ برس رہا ہے۔۔ نظر اٹھا کر دیکھا۔۔ گلاب کی سرخ پتیاں اس پر گر رہی تھیں۔۔ نظر سامنے موجود اس سفید پردے پر گئی۔۔۔ جواب آہستہ آہستہ سرک رہا تھا۔۔ اسکی نظریں اس دیوار پر جمی تھیں جبکہ پھول اب بھی برس رہے تھے۔۔

پردہ ہٹتے ہی اسے سامنے کھڑا شہر وز نظر آیا۔۔ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کئے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔۔ نظر دیوار پر تھی۔۔ نظر دیوار پر لکھی اس تحریر پر تھی۔۔ جو اسکی سانسیں روک چکی تھی۔۔ سفید دیوار پر سرخ پھولوں سے چار الفاظ لکھے تھے۔۔ وہ چار الفاظ جنہیں اس طرح۔۔ اس جگہ۔۔ ایسے ماحول میں پڑھ کر کوئی بھی لڑکی انور نہیں کر سکتی تھی۔۔ وہ چار الفاظ جنہیں پڑھنے کے بعد کوئی بھی لڑکی خود کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی محسوس کر سکتی تھی۔۔ مگر وہ۔۔ وہ اس وقت ہواؤں میں نہیں اڑی۔۔ بلکہ اسکے پاؤں تو زمین نے جکڑ لئے تھے۔۔

"اول یومیری می" ان چار لفظوں میں وہ اتنی کھو گئی تھی کہ اسے محسوس ہی نہیں ہوا۔۔ کب شہر وز اسکے قریب آیا۔۔ احساس تب ہوا۔۔ جب وہ گٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا۔۔ اس نے نظریں دیوار سے ہٹا کر اسکی جانب کیں۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ آنکھوں میں ایک امید لئے۔۔ ہونٹوں پر ایک مخصوص مسکراہٹ لئے۔۔ اس نے اپنا ہاتھ اسکے سامنے کیا۔۔ ایک مٹھل کی چھوٹی سی ڈبیا جس میں ایک ہیرے کی انگوٹھی چمک رہی تھی۔۔ اب اسکے سامنے تھی۔۔ اسکی منتظر۔۔

"میں جانتا ہوں کہ میں تمہارے قابل نہیں ہوں۔۔ تم ایک بہترین لڑکی ہو۔۔ ہر لحاظ سے پرفیکٹ۔۔ خوبصورت، انٹیلیجنٹ، اور معصوم۔۔ جبکہ میں ایسا نہیں ہوں۔۔ میں تمہارے بالکل اپاڑٹ ہوں۔۔ ایک شوخ اور بگڑا ہوا لڑکا۔۔ مگر میں بدلنا چاہتا ہوں ایلان۔۔ اور صرف تم ہی ایسا کر سکتی ہو۔۔ میں تمہارے ساتھ رہ کر سدھرنا چاہتا ہوں۔۔ کیونکہ صرف اور صرف تم ہی ہو۔۔ جو مجھے سدھار سکتی ہو۔۔ صرف تم ہی ہو۔۔ جو مجھے

محبت کرنا سکھا سکتی ہو۔۔۔ ایلاف۔۔۔" وہ رکا تھا۔۔ ایلاف کی سانسیں بھی رکی تھیں۔۔ اور وہیں ایک کونے میں موجود ارحم کی سانسیں میں رکی تھیں۔۔

"ول یومیری می؟" ایک سوال ہوا تھا۔۔ وہ سوال جسکا جواب ایلاف کے لئے دینا سب سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔۔

اس نے دیکھا۔۔ وہ اسکے جواب کا منتظر تھا۔ ایک امید لئے۔۔ ہاں کی۔

اور صرف وہ نہیں۔۔ ارحم بھی اس کے جواب کا منتظر تھا۔ ایک امید لئے۔۔ ناکی۔۔

"میری ایک شرط ہے" اور ایلاف کے جواب نے ارحم اور شہروز۔۔ دونوں ہی کو حیران کیا تھا۔۔

"کیا؟" شہروز کی جانب سے سوال ہوا۔۔

"چار دن بعد میری ماما کی برسی ہے۔۔ کیا تم اس دن مجھ سے شادی کر سکتے ہو؟" اور ایلاف کے سوال نے ارحم کے پیروں تلے زمین کھینچ لی تھی۔۔ یہ وہ کیا کہہ رہی تھی؟ یہ وہ کیسے کر سکتی تھی؟

"جب کہو۔۔ جہاں کہو۔۔ میں تیار ہوں ایلاف۔۔ بس تم ہاں کہہ دو" شہروز نے مسکرا کر جواب دیا۔۔ وہ اب بھی گٹنوں کے بل اسکے سامنے انگھوٹی لئے بیٹھا تھا۔۔ جبکہ ایلاف اس پورے عرصے میں پہلی بار مسکرائی۔۔ ایک معنی خیز مسکراہٹ۔۔

مگر اس مسکراہٹ کا مطلب صرف اور صرف ارحم ہی سمجھ رہا تھا۔۔ تو وہ یہی چاہتی تھی؟ شہروز سے جلد شادی کرنا؟

"یس" دھیمی آواز میں کہے اس ایک لفظ نے جہاں شہر وز کی آنکھیں چمکادی تھیں۔۔

وہیں ارحم کی آنکھوں میں اب نئی واضح ہونے لگی۔۔

اس نے دیکھا۔۔ وہ ایلاف کو انگوٹھی پہنا رہا تھا۔۔

اس نے دیکھا۔۔ وہ مسکرائی تھی۔۔

اب شاید وہ دونوں ٹیبل کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔ مگر اسے صحیح طرح دکھائی کیوں نہیں دے رہا؟

منظر اچانک ہی دھندھلا کیوں رہا ہے؟ اسے محسوس ہوا۔۔ اس کے قدم پیچھے کی جانب جارہے ہیں۔۔ اسے محسوس

ہوا۔۔ کوئی گرم مادہ اس کے چہرے پر ایک لکیر بنا رہا ہے۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔ منظر نظروں سے دور ہو چکا ہے

۔۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔

اب اندھیرا ہے۔۔۔ مکمل اندھیرا۔۔ اور وہ۔۔ اس اندھیرا کا۔۔ اکیلا مسافر۔۔۔

وہ اس کے آفس گیا مگر ریسپشنسٹ کے مطابق وہ آدھے گھنٹے پہلے ہی یہاں سے نکل چکا تھا۔۔ اس نے ناجانے کتنی

ہی بار اسے کال کی مگر اس کا نمبر مسلسل بند تھا۔۔ ان اسکا رخ ہمدانی منشن کی جانب تھا۔۔ ہو سکتا ہے وہ گھر گیا ہو

--

وہ تیزی سے اندر آیا مگر اس وقت تک سب اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔ اب سب میں تھا ہی کون؟ صرف عامر اور شیدا ہمدانی۔۔ وہ سیدھا رحم کے کمرے کی جانب گیا۔۔ مگر وہ یہاں بھی نہ ملا۔۔

"کہاں چلا گیا یہ؟" خالی کمرہ دیکھ کر وہ مزید پریشان ہوا۔۔

"اف رحم۔۔ پک اپ دی کال" وہ دوبارہ اسے کال ملاتے ہوئے باہر آیا۔۔ مگر اس مرتبہ بھی نمبر بند ہی آرہا تھا

--

"کیا کروں؟ کہاں ڈھونڈوں اسے" گاڑی میں بیٹھا وہ اب یہی سوچ رہا تھا جب دماغ میں فوراً ایک نام آیا۔  
 "ایلاف" اور اسی کے ساتھ اس نے گاڑی کا رخ ایلاف کے فلیٹ کی جانب کیا۔ وہ بس وہیں جاسکتا ہے۔

وہ ساحل سمندر کے سامنے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ نظر سامنے سمندر کی جانب تھی۔ جانے ایسا کیا ہے  
 اس سمندر میں کہ ہر مایوسی اور درد میں یہیں آنے کا دل چاہتا ہے۔ اسے دور سے دیکھ کر اپنا ہر غم اس میں بہا  
 دینے کا دل چاہتا ہے۔

مگر اس وقت ارحم کے حالات کچھ الگ تھے۔ وہ یہاں اپنی مایوسی کو ان اندھیروں میں گم کرنے نہیں آیا تھا۔  
 کیونکہ وہ مایوس تھا ہی نہیں۔۔۔

وہ یہاں اپنے درد کو لہروں میں بہانے نہیں آیا تھا۔

کیونکہ اسے یہ درد بھی عزیز تھا۔

”یہ سزا ہے ایلاف۔ تمہیں اکیلا چھوڑنے کی سزا۔ وہ وقت جب تمہیں میری سب سے زیادہ ضرورت تھی  
 میں یہاں نہیں تھا۔ بلکہ میں تو بہت پہلے ہی چلا گیا تھا۔ اور حد تو یہ کہ میں نے ایک بار بھی۔ ایک بار بھی تم



سے رابطہ نہیں کیا۔۔ یہ بات الگ ہے کہ اسکی کوشش بہت کی تھی۔۔ دل نے کی بار چاہا کہ تمہیں کال کروں۔۔ تم سے بات کروں۔۔ مگر میں نے دل کی نہیں سنی۔۔ میں دماغ کے کہنے پر چلا۔۔ وہ چاہتا تھا کہ میں تمہارے قابل بن کر تمہارے سامنے آؤ اور تمہیں حیران کر دوں۔۔ اور دیکھو۔۔ تمہیں حیران کر دینے کی خواہش لئے میں خود آج حیران رہ گیا۔۔ ان چار سالوں میں، میں نے بس اس وقت کا انتظار کیا جب تمہارے سامنے تمہارے قابل بن کر کھڑا ہو سکوں۔۔ مگر آج احساس ہوا ایلا ف۔۔ مجھے تمہارے قابل بننے کی ضرورت نہیں تھی۔۔ مجھے تو بس تمہارے ساتھ ہونے کی ضرورت تھی۔۔ اور میں اس میں ناکام رہا۔۔ آج تم میرے سامنے ہو۔۔ مگر میں تمہارے ساتھ کھڑا بھی نہیں ہو پا رہا۔۔ اگر کوشش بھی کروں تو فاصلہ اتنا ہے کہ تہہ نہیں کیا جاسکتا۔۔ تم انتقام کے اس سفر میں خود کو مٹا رہی ہو۔۔ میں کیا کروں ایلا ف۔۔ میں تمہیں روکنے کے لئے کیا کروں؟ کیا میں تمہیں روکنے کے بھی قابل ہوں؟" اور اسی سوچ کے ساتھ اس نے ایک گہری سانس لی۔۔ وہ ایک عجیب جگہ کھڑا تھا۔۔ ایسی جگہ جہاں سامنے ہی راستہ ہے مگر وہ اس پر چلنے کے لئے قدم نہیں بڑھا پا رہا تھا۔۔ ایسا لگتا تھا کہ چلنے کی کوشش کرے گا تو گرا دیا جائے گا۔۔ آخر اس سے یہاں تک پہنچنے میں دیر بھی تو ہو گی تھی۔۔

”آخر کیوں؟ کیوں ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں۔۔ کیوں میں وہ کہہ نہیں پاتا جو کہنا چاہتا ہوں؟ کیوں وہ کر نہیں پاتا جو کرنا چاہتا ہوں؟ کیوں میں ہمیشہ وقت کے انتظار میں رہتا ہوں اور پھر دیر کر دیتا ہوں۔۔ آج تم میرے سامنے کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہن رہی تھی اور میں تمہیں روک نہیں سکا۔۔ یہ انگوٹھی تو مجھے پہنانی تھی نا؟ آخر کیوں میں نے اس میں دیر کر دی؟“ وہ خود کو کوس رہا تھا۔۔ ہر اس کام کے لئے جو وہ چاہ کر بھی نہ کر سکا۔۔ مگر کیوں؟ کیوں نہ کر سکا وہ؟ اپنی اس محبت کا اظہار کیوں نہیں کر دیتے؟ ارحم جسے پانچ سالوں سے سنبھال کر رکھا ہے؟ کیا چیز

روکتی ہے تمہیں؟ وہ تین دن بعد اس سے شادی کرنے والی ہے۔۔ پھر کیا اس محبت کو دل میں ہی دفن کر دو گے؟ یہ قبر لے کر کیسے چلو گے ارحم؟ کیسے؟

اور دل کے ان سوالوں پر وہ کانپ گیا تھا۔۔

”نہیں۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ ابھی چار دن ہیں۔۔ میں اس بار دیر نہیں کرونگا۔۔ میں اپنی محبت کی قبر نہیں بنے دوں گا۔۔ کبھی نہیں“ اور اسی سوچ کے ساتھ وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی جانب آیا۔۔ اندر بیٹھ کر ایک گہری سانس لی۔۔ اور گاڑی آگے بڑھادی۔۔

اس نے گاڑی ایلاف کے فلیٹ کے سامنے روکی۔۔ سیٹ بیلٹ کھول کر وہ گاڑی سے باہر نکلا اور دوسری جانب بیٹھی ایلاف کی جانب آیا۔۔ ڈور کھول کر اسکی جانب ہاتھ بڑھایا جسے ایلاف نے مسکراتے ہوئے تھاما۔۔

”آج کی شام میری زندگی کی سب سے خوبصورت شام تھی“ اس کے سامنے کھڑا وہ ایک دلکش مسکراہٹ لئے کہہ رہا تھا۔۔

”میری بھی“ دھیمی آواز میں ایلاف کا اقرار شہر وز کے دل کو بہار کر گیا۔۔

”ہم کل صبح گھر جائینگے۔۔ ماما اور پاپا کو ہماری شادی کی خبر دینے۔۔ ویسے بھی وقت بہت کم رہ گیا ہے نا“ اسکا ہاتھ تھامے اس نے کہا۔۔

”انہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔ اتنی جلدی اور سادگی سے نکاح پر“ اس نے پوچھا۔۔

”نہیں۔۔ یقین مانوں وہ بہت خوش ہونگے کہ انکے اس بگڑے ہوئے بیٹے کو اتنی اچھی لائف پارٹنر ملی ہے“ اور کیوں نا ہونگے خوش؟ آخر پاپا یہی تو چاہتے تھے۔۔

”میں چلتی ہوں اب۔۔ صبح ملاقات ہوتی ہے“ مسکرا کر کہتے اس نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکالا۔۔

”دل تو نہیں چاہ رہا۔۔ مگر جاؤ۔۔ جہاں اتنا انتظار کیا ہے تھوڑا اور صحیح“ اسے جانے کا راستہ دیتے کہا۔۔ جبکہ ایلاف ایک مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ اپنی فلیٹ کی جانب بڑھی۔۔

اسکے جاتے ہی شہر وز اپنی گاڑی میں بیٹھا اور ایک فاستحانہ مسکراہٹ کے ساتھ گاڑی آگے بڑھادی۔۔ جبکہ تھوڑی ہی دور اپنی گاڑی میں بیٹھا ہادی یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔۔

اندر آتے ہی اس نے اپنا بیگ لاؤنچ میں رکھی میز پر پھینکا اور گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھی۔۔

صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر اس نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔ نظروں کے سامنے اب بھی شہر وز کا مسکراتا چہرہ تھا۔۔

”تمہاری یہ دلکش مسکراہٹ مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ بد صورت لگتی ہے شہر وز“ بند آنکھوں سے وہ اسکے تصور سے کہہ رہی تھی۔۔

”چار دن۔۔۔ صرف چار مشکل دن اور میں یہ مسکراہٹ تمہاری روح کی طرح ان ہونٹوں سے نوچ لوں گی۔۔ وعدہ ہے تم سے“ مضبوط لہجے میں اس نے ایک وعدہ کیا۔۔ ساتھ ہی دو موتی بند آنکھوں کے کناروں سے بہہ تھے۔۔

موبائیل پر بجنے والی مسلسل بیل کی آواز نے اسکی نیند میں خلل ڈالا۔ آنکھیں کھولیں تو دیکھا وہ اب بھی لاونچ میں ہی تھی۔۔۔ جانے رات کب تک وہ اسی طرح بیٹھی رہی تھی۔۔۔ اور جانے کب اسکی آنکھ لگی۔۔۔

موبائیل اب بھی بج رہا تھا۔۔۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنے بیگ سے موبائیل نکالا۔۔۔ شہر وز کی کال تھی۔۔۔ افسوس سے ایک گہری سانس لی۔۔۔ رات آخری تصور اس شخص کا تھا اور صبح کا آغاز اسکی کال سے۔۔۔ یہ چار دن اس کے لئے بے حد مشکل ہونے والے تھے۔۔۔

"ییلو" کال ریسیو کرتے کہا۔۔۔

"تم اب تک سو رہی ہو؟ اور میں باہر کھڑا تمہارا انتظار کر رہا ہوں" اور شہر وز کی بات پر وہ ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔۔۔

"باہر؟ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"بھول گئی۔۔۔ ہمیں آج گھر جانا ہے سب کو گڈ نیوز سنانے" اب یہ شہر وز ہی جانتا تھا کہ اپنے گھر جانے کی اسے کتنی بے تابی تھی۔۔۔

"اوہ ہاں۔۔۔ تم رکو۔۔۔ میں بس دس منٹ میں آئی" اسے کہہ کر اس نے کال کٹ کی۔۔۔ اور اپنا بیگ اٹھاتی روم کی جانب بڑھی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ تیار ہو کر باہر آئی جہاں شہر وز گاڑی میں بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

"ویسے مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنی جلدی آجاؤ گے" اسکے ساتھ بیٹھتے کہا۔۔

"میں اس خوشی کو سب کے ساتھ شئیر کرنا چاہتا ہوں۔۔ اور اس کے لئے میں مزید انتظار نہیں کر سکتا" اور اسی کے ساتھ شہر وز نے گاڑی ہمدانی منشن کی جانب بڑھادی۔۔۔

اب اگر اس منشن کی جانب آؤ تو ڈائینگ ٹیبل پر اس وقت عامر ہمدانی ہاتھ میں اخبار لئے بیٹھے تھے۔۔ جبکہ انکے دائیں جانب شیلا ہمدانی مسلسل موبائیل میں مصروف نظر آرہی تھیں۔۔ کل رات ہی شہر وز نے انہیں بتایا تھا کہ آج وہ ناشتے میں ایک سرپرائیز کے ساتھ آرہا ہے۔۔ مگر وہ کیا ہے؟ یہ اب وہ سمجھ نہیں پارہی تھیں۔۔ مگر جو بھی ہے وہ خوش تھیں کہ وہ واپس آرہا ہے۔۔۔

"آج ناشتے میں اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے؟" اخبار کا صفحہ پلٹتے ہوئے عامر ہمدانی نے پوچھا۔۔

"کچھ دیر میں معلوم ہو جائیگا آپکو"

"ارحم اور ہادی کہاں ہیں؟" ایک اور سوال ہوا۔۔

"اپنے کمروں میں ہیں۔۔ کل رات دونوں ہی جانے کب واپس آئے" وہ اب بھی ان دونوں ہی کے گھراتنا لیٹ آنے پر تجسس میں تھیں۔۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ ارحم دیر تک باہر رہا ہو۔۔

"انہیں بھی بلاؤ ناشتے پر" ناشتہ لگاتی ملازمہ سے کہا۔۔

"جی صاحب وہ دونوں آرہے ہیں" وہ جواب دیتی دوبارہ کچن کی جانب گئی۔۔۔

”گڈ مارنگ“ کچھ دیر بعد ار حم اور ہادی نے اپنی اپنی جگہ بیٹھتے کہا۔ جبکہ انکی آمد پر عامر ہمدانی سے اخبار لپیٹ کر سائیڈ پر رکھی اور ار حم کی جانب دیکھا۔

”کل رات تم دونوں ہی بہت دیر سے آئے؟ سب خیریت ہے نا؟“ عامر ہمدانی کے سوال پر ار حم اور ہادی نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔ رات ان دونوں کی کوئی بات نہ ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ دونوں ہی اصل بات سے واقف تھے۔۔

”جی انکل۔۔ بس کچھ پرانے دوست اچانک مل گئے تو وقت کا پتہ ہی نہیں چلا“ اور یقیناً اس وقت کا جھوٹا جواب ہادی ہی کی جانب سے آیا تھا۔۔

”اچھا۔۔ کوئی بات نہیں“ وہ کہہ کر جو س کا گلاس اٹھانے لگے جبکہ شیلا ہمدانی نے انہیں گھورا۔۔۔ شہر وز کے لیٹ آنے پر تو وہ کبھی اتنا پر سکون نہیں رہے۔۔

”گڈ مارنگ“ وہ سب ناشتہ شروع ہی کرنے لگے تھے کہ شہر وز کی آواز پر ار حم کے علاوہ سب کی نظریں سامنے گئیں۔۔۔ جہاں وہ ایلاف کے ساتھ کھڑا نہیں ہی مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔۔

”تم یہاں کیا کر رہے ہو؟“ عامر ہمدانی کی سنجیدہ آواز پر وہ ایک قدم آگے آیا۔۔

”آپکو دو گڈ نیوز سنانے آیا ہوں“ مسکرا کر کہا جبکہ شیلا ہمدانی کی نظر ساتھ کھڑی ایلاف پر گئی۔۔

”تو یہ بات ہے“ مسکرا کر سوچا۔۔

”کیسی گڈ نیوز؟“ انکے کہنے پر شہروز نے ایک لفافہ ان کے سامنے رکھا۔۔ شیلہ کی نظریں اب بھی ایلاف پر تھیں۔۔ ہادی ار حم اور ار حم اب بھی اپنی پلیٹ کو دیکھ رہا تھا۔۔ جبکہ ایلاف عامر ہمدانی اور شہروز کو دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

”یہ کیا ہے؟“ بنا لفافہ چھوئے کہا۔۔

”میرا جاب لیٹر۔۔ ایک بہت اچھی کمپنی میں منیجر کی پوسٹ پر کام کر رہا ہے آپکا بیٹا“ فخر یہ انداز میں کہا۔۔ جیسے جاب اپنی محنت سے حاصل کی ہو۔۔ عامر ہمدانی نے حیران ہو کر لفافہ اٹھایا اور اندر موجود پیپر دیکھا۔۔

”آئی کانٹ بیلو دس“ کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔

”میں نے کہا تھا پاپا۔۔ میں آپکو مایوس نہیں کرونگا“ شہروز نے مسکرا کر کہا جبکہ عامر ہمدانی نے پہلی بار اپنے بیٹے کی جانب سے کوئی خوشی محسوس کی تھی۔۔ آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔۔

”میں بہت خوش ہوں“ وہ بس اتنا ہی کہہ سکے تھے۔۔

”ابھی تو آپ نے اور بھی خوش ہونا ہے“ مسکرا کر کہتے اس نے ایلاف کی جانب دیکھا جواب مسکرائی تھی۔۔

”کیا مطلب؟“ عامر ہمدانی کی جانب سے سوال ہوا۔۔

”مطلب یہ کہ۔۔ میں اور ایلاف دو دن بعد شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔ آپکی دعاؤں کے ساتھ“ اور شہروز نے سامنے کھڑے دونوں افراد پر ایک خوشگوار دھماکہ کیا۔۔

"سچ میں؟" شیلہ ہمدانی خوشی سے ایلاف کی جانب بڑھیں۔۔

"ایس ہم دو دن بعد سادگی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔۔ ایلاف کی ماما کی برسی والے دن" اور شہروز کے یہی الفاظ تھے۔۔ جنہوں نے ار حم کو سراٹھانے پر مجبور کیا۔۔

سر می آنکھیں سیدھا سیاہ آنکھوں سے ملی تھیں۔۔

ار حم نے دیکھا۔۔

سیاہ آنکھوں میں ایک عجیب سا شکوہ تھا۔۔ جو اگلے ہی پل مٹ گیا۔۔ شاید۔۔۔ یہ ار حم کا وہم تھا۔۔  
ایلاف نے دیکھا۔۔

سر می آنکھوں میں محبت کا عکس تھا۔۔ جو اگلے ہی پل غائب ہوا۔۔ شاید۔۔۔ یہ ایلاف کا وہم تھا۔۔

کھانے کی میز پر وہ سب باتوں میں مصروف تھے۔۔ سوائے ایلاف، ار حم اور ہادی کے۔۔ ان دونوں ہی نے دوبارہ ایک دوسرے کی جانب نہیں دیکھا تھا جبکہ ہادی باری باری دونوں ہی کو دیکھتا رہا۔۔

”باقی سب تو ٹھیک ہے پر اتنی جلدی اور سادگی سے نکاح کی کیا ضرورت ہے؟ میرے تو اپنے بیٹے کی شادی کے لئے بہت ارمان ہیں“ شیلہ ہمدانی کی بات پر ایلاف نے شہروز کی جانب دیکھا جو مطمئن بیٹھا تھا۔۔



”اس دن ایلاف کی مدر کی برسی ہے۔۔ اس لئے ہم سادگی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں باقی آپ اپنے سارے ارمان ویسے میں پورے کر سکتی ہیں۔۔ ہمیں کوئی مسئلہ نہیں۔۔ کیوں ایلاف؟“ اور شہروز کے پوچھنے پر وہ مسکرائی۔۔

”بلکل“ مختصر جواب دے کر وہ ایک بار پھر اپنی پلیٹ کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

”اگر ولیمہ ہو گیا تو؟“ اور اسی سوچ کے ساتھ اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔

”اچھا اب ہم چلتے ہیں آفس کے لئے دیر ہو رہی ہے“ کچھ دیر بعد شہروز نے کھڑے ہوتے کہا ساتھ ہی ایلاف بھی اپنی جگہ سے اٹھی۔۔

”شادی میں دو دن ہیں اور تم دونوں اب بھی آفس جا رہے ہو؟“ عامر ہمدانی نے حیرت سے کہا۔۔

”فکر مت کریں ڈیڈ۔۔ میں آج کی چھٹیاں لے لوں گا۔۔ اور رہی بات ایلاف کی تو یہ تو اب اس کے پاس ہی بتا سکتے ہیں کہ اسے آف مل سکتی ہے کہ نہیں“ شہروز نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا جبکہ عامر ہمدانی اسکی بات پر ہنسے۔۔

”تو بتاؤ ار حم۔۔ ہماری ہونے والی بہو کو چھٹیاں دے رہے ہو تم؟“ اور عامر ہمدانی کے اس سوال پر ار حم نے نظر اٹھا کر ان سیاہ آنکھوں میں دیکھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔ ایک تجسس لئے۔۔

”آج ایک بہت امپارٹنٹ کام کرنا ہے۔۔ اس کے بعد یہ جتنی چاہیں چھٹیاں کر سکتی ہیں“ سنجیدگی سے کہتے ار حم کے لہجے میں جانے ایسا کیا تھا کہ ایلاف ایک پل کے لئے ڈری تھی۔۔

”چلیں یہ تو ڈن ہو گیا۔۔ چلیں؟“ شہروز نے ایلاف سے کہا اور ابھی ایلاف نے جانے کے لئے قدم اٹھایا ہی تھا کہ ار حم کھڑا ہوا۔۔

”مس ایلاف کو میں لے جاتا ہوں۔۔ ویسے بھی ہم ایک ہی جگہ جا رہے ہیں۔۔ کیونکہ مس ایلاف؟“ وہ معنی خیز انداز میں اس سے مخاطب ہوا۔ مگر ایلاف اسکے معنی سمجھ نہیں سکی تھی۔۔

”ہاں۔۔ تم جاؤ“ اور آج پہلی مرتبہ اسکا دل چاہا کہ وہ شہروز کے ساتھ جائے۔۔

اوک میں چلتا ہوں۔۔ بائے“ اسی کے ساتھ شہروز وہاں سے جا چکا تھا۔۔

”چلیں؟“ اس کے پاس آکر پوچھا گیا۔۔

”ہمم“ وہ سر ہلاتی سب کو سلام کرتی ار حم کے ساتھ باہر کی جانب بڑھی۔۔

اس نے ایلاف کے لئے دروازہ کھولا۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔

کچھ دیر بعد انکی گاڑی اس سڑک سے چل پڑی تھی۔ دونوں ہی کے درمیان خاموشی تھی۔۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو انگور کر رہے تھے۔۔ اور جانے یہ خاموشی کب تک ان کے درمیان رہتی جب کسی چیز نے ایلاف کو چونکایا۔۔

”سر۔۔ یہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟“ اس نے سوال پوچھا مگر پاس بیٹھے شخص کی جانب سے کوئی جواب نہ آیا تھا

”یہ راستہ آفس کی طرف نہیں جاتا۔ آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟“ ایک بار پھر جواب نہ آیا۔ اور اب وہ اس خاموشی سے ڈرنے لگی تھی۔ وہ دونوں ایک سنسان سڑک پر آگئے تھے اور ایلاف کے اندر ایک خوف بھرنے لگا۔

”آپ جواب کیوں نہیں دے رہے۔ آخر کہاں لے جا رہے ہیں مجھے؟“ وہ گھبرائی سی سوال پر سوال کر رہی تھی جبکہ ار حم کے کانوں تک تو جیسے اسکی آواز پہنچ ہی نہ رہی تھی۔ گاڑی اب بھی رواں تھی۔

”گاڑی روکیں“ اور گاڑی اب بھی نہیں رکی۔

”ار حم پلیز۔۔۔ سٹاپ دی کار“ اور اسی پل ار حم نے بریک پر پاؤں رکھا۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔۔ ایلاف نے دیکھا۔ یہ ایک سنسان سڑک تھی جس کے دونوں اطراف درخت تھے۔

”یہ آپ کہاں لے آئیں ہیں مجھے؟“ ارد گرد دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ جبکہ ار حم ایک بار پھر خاموشی سے گاڑی سے اتر جبکہ ایلاف بھی باہر آئی۔

”آپ کچھ کہہ کیوں نہیں رہے؟ کیوں لائیں ہیں مجھے یہاں“ وہ گاڑی کے فرنٹ سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے خاموشی سے کھڑا رہا جبکہ ایلاف کو اسکا اس طرح انور کرنا بالکل بھی اچھا نہ لگا۔

”ار حم !“ غصے سے اسکا نام پکارا۔

”بلکل۔۔ ارحم نام ہے میرا۔۔ اور تم اسی نام سے مجھے پکارا کرتی تھی ایلاف۔۔ کم از کم تمہیں یہ تو یاد آیا“ وہ اسکی جانب دیکھ کر کہہ رہا تھا جبکہ اب خاموش ہونے کی باری ایلاف کی تھیں۔۔ یہی تو نہیں چاہتی تھی وہ۔۔ ماضی کی کوئی بھی یاد۔۔ کوئی بھی بات وہ اس کے منہ سے سننا نہیں چاہتی تھی۔۔ وہ سب بھول جانا چاہتی تھی۔۔

”نہیں بھولی ہو تم کچھ بھی۔۔ اور ناہی میں کچھ بھولا ہوں“ وہ ایک قدم اسکے قریب آیا۔۔ ایلاف فوراً پیچھے ہوئی

”یہ سب پرانی باتیں ہیں۔۔ انہیں دہرانے کا کیا مقصد ہے؟“ خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے کہا۔۔

”میں آج بھی وہی ہوں ایلاف۔۔ میرے لئے کچھ بھی پرانا نہیں ہے۔۔ میرے لئے تم آج بھی وہی ایلاف ہو جس سے پانچ سال پہلے ملا تھا میں“ جزبات سے بھرپور لہجے میں اس نے کہا جبکہ ایلاف نے حیران ہو کر ان سرمئی آنکھوں میں۔۔ اور آج۔۔ کتنے سالوں بعد اسے ان آنکھوں میں وہیں جزبہ نظر آیا تو اسکا وہم تھا۔۔ جو شاید آج بھی اسکا وہم ہی ہے۔۔

”میں وہ نہیں ہوں۔۔ جس سے تم ملے وہ کوئی اور ایلاف تھی۔۔ وہ تمہاری دوست تھی۔۔ مگر یہ جو تمہارے سامنے کھڑی ہے یہ وہ نہیں ہے۔۔ یہ تمہاری کمپنی کی ڈیزائنر ہے اور بس“ سرمئی آنکھوں میں نظریں جماتے ہوئے ایک بار پھر اس نے کہا۔۔

”ڈیزائنر؟“ وہ ایک قدم اور اس کے قریب ہوا۔۔ جبکہ وہ دوبارہ پیچھے ہٹی۔۔

”تم اس کمپنی کہ ڈیزائنر نہیں ہو۔۔ تم کبھی نہیں تھی۔۔ تم تو“ اب ارحم نے ان سیاہ آنکھوں میں دیکھا۔۔

"تم تو شہر وز کا انجام بن کر آئی ہو۔۔۔ تم تو انتقام بن کر آئی ہو" اور ارحم کے الفاظوں نے ایلاف پر بجلیاں گرائی تھیں۔۔۔ تو کیا اسے وانیہ کی خودکشی کی وجہ معلوم ہو گئی ہے؟

"میں یہ تو نہیں جانتا کہ شہر وز نے ایسا کیا کیا اسکے ساتھ کہ وہ خودکشی پر مجبور ہوئی۔۔۔ مگر میں یہ جانتا ہوں کہ یہ سب شہر وز کی وجہ سے ہوا" وہ کہہ رہا تھا۔ اور سیاہ آنکھوں میں نمی واضح ہونے لگی جو آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی۔۔۔ اس کے ہونٹوں کو جیسے تالے لگ گئے تھے مگر آنسوؤں کے دروازے جیسے کھلنے کو تیار تھے۔۔۔

"آئی ایم سوری ایلاف" وہ دوبارہ اس کے قریب ہوا۔ مگر اس بار اسکے قدم جیسے زمین نے جکڑ لئے تھے۔۔۔ وہ چاہ کر بھی پیچھے نہیں ہو سکی۔۔۔ اسے اپنے ہاتھوں پر کسی کا لمس محسوس ہوا۔ چونک کر دیکھا۔ وہ اسکے دونوں ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔۔۔

"مجھے معاف کر دو۔۔۔ زندگی کا وہ وقت جب تمہیں سب سے زیادہ میری ضرورت تھی۔۔۔ میرے نا ہونے کے لئے مجھے معاف کر دو۔۔۔ وہ دن جو تم نے اکیلے رو کر گزارے۔۔۔ تمہارا سہارا بننے کے لئے مجھے معاف کر دو۔۔۔ انتقام کا یہ سفر۔۔۔ جس میں تم نے اپنی ذات کو فراموش کر دیا۔۔۔ تمہارا ساتھ نادینے کے لئے۔۔۔ ایلاف۔۔۔ مجھے معاف کر دو" سیاہ بھیگی آنکھوں سے اس نے ان سرمئی آنکھوں کو دیکھا۔ اور وہ حیران ہوئی۔۔۔ وہ نم تھیں۔۔۔ وہ سرمئی آنکھیں جزبات کے سمندر سے نم تھیں۔

شاید وہ بھی بہنے کو تیار تھیں۔۔۔ شاید وہ اس کے ساتھ بہنے کو تیار تھیں؟ دل میں ایک اور وہم آیا۔۔۔ مگر۔۔۔ وہ اب وہموں میں رہنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ وہ حقیقت پسند تھی۔۔۔ اور حقیقت کیا ہے؟ نظر اپنے ہاتھ میں پہنی انگھوٹی پر گئی۔۔۔ اور اچانک ہی اسے یاد آیا۔۔۔ یہ تو ماضی ہے۔۔۔ حقیقت نہیں۔۔۔

”تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ارحم۔۔۔ تم نہیں تھے تو دیکھو زندگی نے مجھے اکیلے جینا سکھا دیا۔۔۔ زندگی نے مجھے بہت مضبوط بنادیا۔۔۔ اگر تم ہوتے تو شاید میں آج یہ سب ناکرپاتی۔۔۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نہیں تھے۔۔۔“ اسکے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نکال کر اس نے مسکرا کر کہا۔۔۔ جبکہ ارحم کو لگا جیسے اسکا دل ڈوب رہا ہو۔۔۔

”یہ مت کرو ایلاف۔۔۔ ہم دونوں مل کر اسے سزا دلوانگے۔۔۔ مگر پلیز تم یہ مت کرو۔۔۔ اس سے شادی مت کرو“ اس نے التجا کی اور ایلاف کو محسوس ہوا۔۔۔ اس کے پاؤں آزاد ہو چکے ہیں۔۔۔ وہ پیچھے ہوئی۔۔۔

”میں یہاں تک بہت محنت اور صبر سے پہنچی ہوں ارحم۔۔۔ اور اب میں کسی بھی صورت کسی کے لئے بھی نہیں رک سکتی۔۔۔ یہ ناممکن ہے“ اسکا لہجہ مضبوط تھا اور ارحم جان چکا گیا کہ اب اسے وہ روک نہیں سکتا۔۔۔

”مگر میں تمہیں اس کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا ایلاف۔۔۔ یہ بہت خطرناک کھیل ہے میں تمہیں خطرے میں نہیں دیکھ سکتا“ وہ ایک بار پھر اسکے قریب آیا۔۔۔

”تمہیں میرے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں اپنی حفاظت خود کر سکتی ہوں۔۔۔ پلیز مجھے گھر چھوڑ آؤ“ اس سے ریکوسٹ کرتی وہ پلٹی۔۔۔

”ضرورت ہے ایلاف۔۔۔“ ارحم کی آواز پر اس کے قدم رکے۔۔۔

”تمہارے لئے پریشان ہونا۔۔۔ میری ضرورت ہے۔۔۔ تم میری ضرورت ہو ایلاف۔۔۔ نظر نہیں آتا تمہیں؟ یا دیکھ کر بھی انجان بن رہی ہو؟“ وہ کہہ رہا تھا اور جانے اسکے لہجے میں یہ کونسا اثر۔۔۔ کونسا جذبہ تھا کہ دل میں ایک

او وہم آیا۔۔۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ سرمی آنکھیں جزبات سے بھری تھیں۔۔۔ پر کیا یہ صرف ہمدردی تھی؟

”ہم دوست تھے۔۔۔ کسی دور میں ہم بہت اچھے دوست تھے ار حم۔۔۔ پر ہمارے بیچ آئے سالوں کے اس فاصلے نے اس دوستی کو گم کر دیا ہے۔۔۔ اس لئے تمہیں کچھ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اب دوستی نہیں رہی۔۔۔“ اسکا ایک ایک لفظ ار حم کو تیر کی طرح لگ رہا تھا۔۔۔ اور ہر تیر درد بڑھا رہا تھا۔۔۔ وہ ایک بار پھر گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ اور اسے جاتا دیکھ کر تکلیف کہ شدت بڑھی۔۔۔ اور دل چلا اٹھا۔۔۔

”دوستی گم نہیں ختم ہوگی ہے ایلاف“ وہ ڈرائیونگ سیٹ کے پاس پہنچی ہی تھی کہ ار حم کے الفاظ نے ایک بار پھر اسے روکا۔۔۔

”دوستی کہیں نہیں ہے۔۔۔ دوستی کبھی نہیں تھی۔۔۔ ہمارے بیچ تو بس محبت تھی ایلاف۔۔۔ ہمارے بیچ تو بس محبت ہے ایلاف“ اور ار حم کے الفاظوں نے ایلاف کو سکتے میں ڈال دیا تھا۔۔۔

”تو وہ سب وہم نہیں تھا“ اسی سوچ کے ساتھ اس نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔ پر کہنے والے کے الفاظ نہیں رکے تھے۔۔۔

”ان سالوں نے دوستی گم نہیں کی۔۔۔ بلکہ انہوں نے تو محبت بڑھا دی ہے ایلاف۔۔۔ اور یہی محبت اب تمہارے بغیر تڑپ رہی ہے۔۔۔ اسے اور مت تڑپاؤ ایلاف۔۔۔ پلیز“ وہ اس سے منت کر رہا تھا۔۔۔ وہ سن رہی تھی۔۔۔ دل چاہا کہ ان الفاظوں کو بند کر دے۔۔۔ دل چاہا کہ انہیں ایک ہی بار اندر اتار کر ختم کر دے۔۔۔

وہ اسکے پلٹنے کا منتظر تھا۔۔۔ سرمی آنکھوں میں اک امید لئے۔۔۔

اس نے گہری سانس لے کر آنکھیں کھولیں۔۔۔ دو آنسو چہرے پر بہے۔۔۔

"دو دن بعد میرا نکاح ہے۔۔۔ اس لئے میں آفس نہیں آسکونگی سر"

کہتے ساتھ وہ تیزی سے گاڑی میں بیٹھی چابی گمائی۔۔۔ اور اتنی ہی تیزی سے گاڑی آگے بڑھادی۔۔۔

جبکہ پیچھے کھڑے شخص کو اسکے الفاظ پتھر کا مجسمہ بنا چکے تھے

وہ اس وقت لنچ کرنے کے لئے آفس کے سامنے موجود اس ریستورانٹ میں موجود تھی۔۔۔ موڈ تو اسکا کل سے ہی

ٹھیک نہیں تھا مگر کیا کر سکتے ہیں؟ کھانا بھی تو ضروری ہے۔۔۔

"یس میم؟" ویٹر نے اسکے پاس آکر پوچھا۔

"میرے لئے ایک کلب سیڈ وچز لے آئیں پلیز" مسکرا کر کہا۔

"اوک میم"

"ٹوپر سنز کے لئے" کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہادی نے ویٹر سے کہا جس پر وہ سر ہلاتا چلا گیا جبکہ سارا اب اپنے سامنے

بیٹھے اس شخص کو غصے سے گھور رہی تھی۔۔۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" خود کو کنٹرول کرتے ہوئے پوچھا۔



”تم سے ملنے آیا ہوں“ مسکرا کر کہا جبکہ سارا اسک شخص کی ہمت پر حیران تھی۔ اتنا سب ہونے کے بعد بھی وہ اس کے سامنے اتنا نارمل کیسا تھا؟ شاید اس نے سب مزاق سمجھا ہوا ہے؟

”تمہیں ذرا بھی شرم آتی ہے؟ جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا اس کے بعد بھی تم میرے سامنے آکر اس طرح بات کر رہے ہو کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں؟“ اور اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے رکھا پانی کا گلاس اسکے منہ پر دے مارے۔

”میں نے ایسا کچھ نہیں کیا کہ جس پر مجھے کوئی شرمندگی ہو سارا۔ ہاں مجھے اس بات کی شرمندگی ضرور ہے کہ میں نے تمہیں خود وہ سب نہیں بتایا جو تمہیں کہیں اور سے معلوم ہوا۔ اگر میں تمہیں خود سب بتا دیتا تو شاید آج حالات کچھ الگ ہوتے“ اس نے سنجیدگی سے کہا۔ اور سارا مزید حیران ہوئی۔

”تم نے ایسا کچھ نہیں کیا! سیریلی؟“ وہ اونچی آواز میں کہتی کھڑی ہوئی جس پر اس پاس موجود تمام لوگ اسکی جانب دیکھنے لگے۔

”تم نے مجھے یوز کیا ہادی؟ میرے ذریعے تم ایلاف کی معلومات حاصل کرتے رہے اور تمہیں ان سب پر شرمندگی نہیں ہے؟“ اسے اس پاس موجود لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اسے لگا شاید وہ اس سے معافی مانگنے آیا ہے مگر نہیں۔ اسے کو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔

”آرام سے سارا میری بات تو سنو“ لوگوں کو دیکھتے ہوئے اس نے کھڑے ہوتے کہا

”کیا سنو میں؟ یہ کہ تم نے کچھ غلط نہیں کیا؟ تمہیں ذرا بھی شرمندگی نہیں ہے میرا اعتبار توڑنے پر۔۔ ذرا بھی نہیں“ اسے واقعی افسوس ہوا۔۔ وہ اس شخص سے اور کیا امید رکھ رہی تھی؟

”سارا۔۔ میں نے تمہارا اعتبار نہیں توڑا۔۔ میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔۔ تم پلیز میری پوری بات آرام سے سن لو“ وہ نرمی سے کہتا اس کے پاس آیا مگر وہ اب اسکی کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔

”مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی“ اپنا بیگ اٹھا کر وہ جانے کو مڑی۔۔ اب بھوک تو ویسے بھی ختم ہو ہی چکی تھی۔۔

”بات تو سننی پڑے گی تمہیں میری“ اسے جانے سے روکنے کے لئے اس نے فوراً اسکا ہاتھ پکڑا۔۔ اور بس۔۔ یہی کافی تھا سارا کو مزید تیش دلانے کے لئے۔۔

اور پھر ہادی کو محسوس ہوا۔۔ جیسے پانی کا کوئی گولہ اسکے چہرے پر پڑا وہ۔۔ وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا۔۔

”ڈونٹ ٹرائے ٹو ٹچ می اگین“ اسے وارننگ دیتی وہ فوراً ریسٹورانٹ سے باہر نکلی جبکہ ہادی کو اب معلوم ہوا کہ وہ اسکے ساتھ کر کیا گئی ہے۔۔

”چڑیل۔۔ سارا پانی مجھ پر پھینک دیا“ اپنی شرٹ پر ہاتھ پھیرتے اس نے کہا۔۔

”چھوڑو نگا نہیں اسکو میں“ بڑبڑاتا ہوا اب وہ بھی لوگوں کی ہنسی کو اگنور کرتا باہر کی جانب بڑھا۔۔

شام کے اندھیرے تقریباً پھیلنے ہی لگے تھے جب اس نے گاڑی اپنے فلیٹ کے سامنے روکی۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کب سے ڈرائیونگ کر رہی تھی۔۔ آج ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے جانے کے لئے کوئی ٹھکانہ ہی نا ہو۔۔ یا شاید اسے معلوم ہی نہ ہو کہ ٹھکانہ ہے کہا؟

ایک گہری سانس لے کر وہ گاڑی سے باہر نکلی۔۔ جانے آج دل اندر جانے کا کیوں نہیں چاہ رہا تھا۔۔ جانے آج قدم کیوں اسے آگے بڑھنے سے روک رہے تھے۔۔

”دل کے مخالف چلنا بھی کتنا مشکل ہوتا ہے نا؟“ ایک آواز پر اس کے قدم رکے۔۔ جیسے وہ اسی آواز کے منتظر ہو۔۔ وہ شخص اب اس کی طرف بڑھا۔۔ قدموں کی آواز پر وہ اپنی جگہ رک سی گئی۔۔ پلٹنے کی ضرورت محسوس نہیں کی

--

”اپنے مقصد کی کامیابی کے اتنے قریب ہو کر بھی تم اتنی اداس کیوں ہو؟“ وہ اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔۔ مگر اس کی نظریں اب بھی زمین پر تھیں۔۔

”تمہیں پہلی بار دیکھا تھا تو دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔۔ وجہ صرف تمہاری خوبصورتی نہیں۔۔ بلکہ تمہارا کردار، تمہاری معصومیت، تمہاری چالاکی، تمہارا ٹیلیٹ، اور تمہاری مکمل پرسنالٹی تھی۔ اور میں غلط نہیں تھا۔ تم ایک پرفیکٹ لڑکی ہو ایلان۔۔ مگر تم جتنی بھی کوشش کر لو۔۔ سب پرفیکٹ نہیں رکھ سکتی۔۔ صرف ایک خرابی۔۔ تمہاری صرف ایک خرابی اس پرفیکٹ پرسنالٹی کو خراب کر رہی ہے۔۔ جانتی ہو وہ کیا ہے؟“ اس نے سوال کیا۔۔ مگر اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔ وہ اب بھی خاموش تھی۔۔

”انتقام کے اس سفر میں خود کو فراموش کر دینا۔۔ ان لوگوں کو فراموش کر دینا جو تمہارا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔۔ مگر مسئلہ صرف یہ نہیں ہے کہ تم انکا ساتھ نہیں چاہتی۔۔ مسئلہ یہ ہے کہ تم انہیں ہرٹ کر کے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہو۔۔ کیا یہ خود غرضی نہیں ہے ایلاف؟“ اور اس سوال نے اسے سراٹھا کر دیکھنے پر مجبور کیا۔۔ سامنے کھڑے شخص پر اب اسکی بھیگی آنکھیں آشکار ہوئی۔۔ اور اسے اپنے کہے لفظوں پر افسوس ہوا۔۔ وہ اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ وہ تو اسکا ساتھ دینا چاہتا تھا۔۔

”مت کرو۔۔ اکیلے سب مت کرو۔۔ مجھے ساتھ دینے دو۔۔ مجھے بتاؤ کیا چاہتی ہو تم ایلاف؟ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔۔ ہم مل کر اسے اسکے انجام تک پہنچائینگے۔۔ اور میں تمہیں کوئی نقصان نہیں ہونے دوں گا۔۔ یہ قربانی دینے کے نوبت نہیں آنے دوں گا میں۔۔ پلیز۔۔ پلیز مجھے ساتھ دینے دو“ وہ اس سے التجا کر رہا تھا۔۔ اور وہ دیکھ سکتی تھی۔۔ اسکی آنکھوں میں سچائی۔۔

”کیوں؟“ اور یہ پہلا لفظ تھا جو اسکے کہا۔۔

”کیونکہ تم مجھے اچھی لگتی ہو۔۔ اور میں تم جیسی اچھی لڑکی کا ایک بہترین دوست کی طرح ساتھ دینا چاہتا ہوں۔۔ تمہیں میری دوستی کی شاید ضرورت نہیں ہو۔۔ مگر مجھے تمہارا ساتھ دینے کی بہت ضرورت ہے ایلاف۔۔ پلیز“ وہ ایک دوست کی طرح اسے منارہا تھا۔۔ اور اسے محسوس ہوا۔۔ واقعی۔۔ ایک ایسے دوست کی کمی ہی تو ہے۔۔ ایسا تو اس طرح اسکے کچھ بھی کہے بنا اسے سمجھ سکے۔۔ ایسے تو سارا بھی نہیں سمجھ سکتی تھی۔۔

”اب بہت آگے آچکی ہوں میں سعد طارق۔۔ اب کسی کی گنجائش نہیں رہی“ مختصر کہتی وہ گاڑی کی جانب بڑھی۔۔

”گنجائش کبھی ختم نہیں ہوتی۔۔“ وہ ایک بار پھر رکی تھی۔۔۔

”یہ آخری مرحلہ ہے۔۔ اور آخری مرحلے میں ہمیشہ ایک بیک اپ رکھنا چاہئے۔۔ کیا تمہارے پاس کوئی بیک اپ ہے؟“ اس نے ایک اور سوال کیا؟

یہ تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں۔۔ بیک اپ؟ اس کے پاس کوئی بیک اپ کب تھا؟ کب ہے؟

”تمہیں ضرورت ہے۔۔ اور مجھے بھی۔۔“ اس کے کہا۔۔ جبکہ ایلاف نے ایک گہری سانس لے کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔

”اور ارحم کو بھی۔۔“ وہ ایک بار پھر بڑھتے بڑھتے رکی۔۔

”یہ دوست تمہارے مقصد میں تمہارا بیک اپ بنے گا۔۔ مگر ارحم۔۔ وہ زندگی کا بیک اپ ہے ایلاف۔۔ اور زندگی ہر انتقام سے زیادہ اہم ہے“ سعد طارق کے آخری الفاظ پر وہ ایک پل کے لئے رکی۔۔ ایک بار پھر ارحم کے کہے الفاظ کانوں میں گونجے۔۔

اور وہ ایک بار پھر تیزی سے گاڑی میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئی۔۔۔

مگر اس بار۔۔

وہ جانتی تھی۔۔

کہ اسکا ٹھکانہ کہاں ہے؟

"تو وہ تمہیں اس جگہ اکیلے چھوڑ کر چلی گی وہ بھی تمہاری ہی گاڑی میں؟" فرائیس اٹھا کر منہ میں ڈالتے اس نے کہا۔

"ہم" وہ بھی مکمل کھانے کی جانب متوجہ تھا۔

"اور تم شام تک اس جگہ اکیلے کھڑے کیا کر رہے تھے؟" ہادی اب بھی حیران تھا ابھی ایک گھنٹے پہلے ہی اسے ارحم کی کال آئی کہ اسے اس لوکیشن پر آکر پک کرے۔ اور حیرت تو تب بڑھی جب اسے معلوم ہوا کہ وہ دوپہر سے یہاں موجود ہے۔ وہ بھی ایلاف کی مہربانی سے۔۔۔

"کچھ نہیں" مختصر جواب آیا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو۔۔۔ پورا دن تم ایک سنسان جگہ پر اکیلے بنا گاڑی کے رہے۔۔۔ وہ بھی کچھ نہیں کرنے کے لئے؟" ہادی کو اس وقت وہ پاگل لگا۔۔۔

"تو تم کیا چاہتے ہو؟ میں وہاں ہاکی کھیلتا؟" ارحم بھی اب اس کے سوالوں پر اکتانے لگا تھا۔ ایک تو ویسے ہی وہ ایلاف کی وجہ سے پریشان تھا اور اوپر سے ہادی کے سوالات۔۔۔

"ویسے ان لڑکیوں سے بات کرنے سے بہتر تو ہاکی کھیلنا ہی ہے" اسے بھی اب اپنا زخم یاد آیا جبکہ ارحم نے اسے غور سے دیکھا۔

"یہ تم کن لڑکیوں کی بات کر رہے ہو؟"

"تمہاری ایلاف اور میری سارا کی۔۔ اللہ ملائی جوڑی ہے۔۔ دونوں ایک ہی جیسی ہیں۔۔" اس نے جل کر کہا

--

"خیر دونوں ایک جیسی تو بالکل نہیں ہیں۔۔ ایلاف بہت الگ ہے" وہ اب بھی ایلاف کی تعریف کر رہا تھا جبکہ ہادی مزید جلا۔۔ اب سارا بھی کسی سے کم تھوڑی ہے۔۔

"ہاں۔۔ الگ تو ہیں۔۔ میری معصوم سارا نے تو بس ٹھنڈے پانی کا گولہ مجھ پر مارا جبکہ ایلاف میڈم؟ کیا کہنے ان کے۔۔ تمہیں سنسان سڑک پر اکیلے چھوڑ کر چلی گئی وہ بھی تمہاری ہی گاڑی میں" وہ کہہ کر ہنسے۔۔ جبکہ ارحم نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

"سارا نے تم پر پانی پھینکا؟ مگر کیوں؟"

"کیونکہ میں نے اسے روکنے کے لئے اسکا ہاتھ جو پکڑ لیا تھا۔"

"پھر تو تم خوش نصیب ہو" ارحم نے اطمینان سے کہا۔۔

"ہاں۔۔ اسکا ہاتھ جو تھام لیا" اور ہادی صاحب ایک بار پھر خوش قسمتی میں مبتلا ہوئے۔۔

"نہیں۔۔ کیونکہ اسکے ہاتھ سے تمہیں تھپڑ نہیں صرف پانی پڑا" ارحم نے اسکی خوش فہمی دور کرنا چاہی۔۔

"ویسے یہ بھی ایک سنگل ہے نا؟" ہادی ایکسائٹمنٹ سے کہتے آگے جھکا۔۔

"کیسا سنگل؟"

”اس نے مجھے تھپڑ نہیں مارا۔۔۔ اسکا مطلب میرا ہاتھ پکڑنا اسے اتنا بھی برا نہیں لگا“ اور ہادی خوش فہمی سے نکلنے کے موڈ میں نہیں تھا آج۔۔

”تم جیسا خوش فہم انسان میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا“ افسوس سے سر ہلاتے کہا۔۔

”کم از کم تمہاری طرح ناکام انسان تو نہیں ہوں“ اس نے چوٹ کی اور ارحم کو لگ بھی گئی تھی۔۔۔

”میں ناکام نہیں ہوں۔۔ اور نا کبھی ہونگا۔۔۔ وہ کچھ بھی کر لے۔۔ اس کے انتقام کے اختتام کے ساتھ میری محبت کا آغاز ہوگا“ اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔

”تمہیں لگتا ہے کہ انتقام کبھی ختم ہوگا؟ وہ شادی کرنے والی ہے اس سے“ ہادی نے اسے یاد دلایا۔۔

”میرا دل نہیں مانتا۔۔۔ وہ ایسا کبھی نہیں کرے گی۔۔۔ اس کے دماغ میں ضرور کچھ اور ہے“ ارحم کو یقین تھا۔۔ ایک ڈراڈر یقین۔۔

”اور اگر اس نے شادی کر لی تو؟“ اور یہ وہ سوال تھا جسے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔ جس کی سوچ سے بھی وہ ڈر جاتا تھا۔۔۔ ایسا سوال جو اسے خاموش کر دیتا ہے۔۔۔ جو اسے سنائے میں ڈال دیتا ہے۔۔

یہ رات کے دس بجے کا وقت تھا جب اس نے گاڑی ایک سڑک پر روکی۔۔۔ جہاں دونوں اطراف میں بنگلے ہیں۔۔۔ جہاں اس وقت مشکل سے ہی کوئی نظر آتا ہے۔۔

اس کی نظریں سامنے اس گھر کی جانب تھیں۔۔۔ جو آج اسے اسکا ٹھکانہ لگا۔۔۔ یہ گھر جہاں آئے ہوئے اسے سال ہو گیا تھا۔۔۔ یہ گھر جہاں شاید اب وہ آخری مرتبہ آئی تھی۔۔۔ مگر کتنی عجیب بات ہے نا آج سے پہلے وہ ہر



سال وانیہ کہ برسی والے دن یہاں صرف وانیہ کے لئے آتی تھی۔۔۔ اپنی ماں کے لئے آتی تھی۔۔۔ مگر آج  
 ۔۔۔ آج وہ یہاں اپنے لئے آئی تھی۔۔۔ یہ پہلی بار تھا کہ وہ یہاں خود کو کچھ یاد دلانے آئی تھی۔۔۔ وہ خود کو بھول  
 جانے آئی تھی۔۔۔

ایک گہری سانس لے کر وہ گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ اب اس کا رخ مین گیٹ کی جانب تھا۔۔۔ اپنے بیگ سے ایک چابی  
 نکال کر اس نے دروازے کا لاک کھولا۔۔۔ اس کے قدم آج اس جگہ پر داخل ہونے کے لئے بہت بھاری  
 ہو رہے تھے۔۔۔ اور صرف قدم ہی نہیں دل بھی بھاری ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن اسے آج آگے بڑھنا تھا۔۔۔ اس دل  
 کو ہلکا کرنے کے لئے۔۔۔

وہ اب آہستہ آہستہ لان کی بیچ چلتی داخلی دروازے کی جانب جا رہی تھی۔۔۔ سردیوں کی رات میں ٹھنڈی ہوا  
 درختوں سے ٹکڑا کر اس وجود سے ٹکرا رہی تھی مگر اسے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ نالان کی خوبصورتی  
 ۔۔۔ ناہوا کی نمی۔۔۔ ناہی یہ سردی۔۔۔

داخلی دروازہ اس نے ایک اور چابی کے مدد سے کھولا۔۔۔ ایک دھیمی سی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور سامنے ہی  
 ہال نمائی وی لاؤنچ جس کے فرنیچر پر سفید پردے پڑے تھے ظاہر ہوا۔۔۔  
 اس کی نظر دائیں جانب سیڑھیوں پر گئیں۔۔۔

”وانی۔۔۔ وانی ویک اپ۔۔۔ آئی ہیو آگڈ نیوز فار یو۔۔۔ وانی“ ایک خوشی سے بھرپور نسوانی آواز اسکے کانوں  
 میں گونجی۔۔۔ جو شاید اسی کی تھی۔۔۔ مگر۔۔۔ کیا وہ واقعی اسی کی تھی؟ اسے اپنی ہی آواز اجنبی لگی۔۔۔

”کیا ہو گیا ہے؟ کیوں صبح صبح شور کر رہی ہو؟“ کچن سے آتی ماما اس سے کہہ رہی تھیں۔۔۔ انہیں کب پسند تھا لڑکیوں کا اتنا چلانا۔۔

”میرے پاس آپکے لئے ایک بہت بڑی نیوز ہے۔۔ ویراز وانی؟ وانی !“ آواز ایک بار پھر اسی کی تھی۔۔۔ شاید۔۔۔

”ہوا کیا ہے بھی؟“ ماما کی اکتائی ہوئی آواز اب اوپر ایک کمرے کے قریب سے آئی۔۔۔

”آپکی بیٹی نے پوری یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہے۔۔۔ وانی ! ویک اپ۔۔ اوپن دی ڈور۔۔۔“ اسے اب دروازہ بجانے کی آواز آئی۔۔۔

”چابی سے کھول لو“ ماما کی آواز آئی۔۔ پھر لاک کھلنے کی۔۔۔

”وانی۔۔۔ آئی ہو آگڈ۔۔۔۔۔“ اور اسی کے ساتھ اس نے اپنی آنکھیں میچ لیں۔۔۔ سب آوازیں بند ہو گئیں تھیں۔۔۔ ایک بار پھر خاموش چھا گئی۔۔۔

اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔ مگر اب کوئی آواز نہ تھی۔۔۔ کوئی سایہ نہ تھا۔۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔۔ وہ اب بھی لاونچ کے بیچ میں کھڑی ہے۔۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔۔ چہرہ کچھ گیلا گیلا ہے۔۔۔ ہاتھ اٹھا کر انگلیوں سے گالوں کو چھوا۔۔۔ یہ کب بھیگا؟

چہرہ صاف کر کے اس نے اپنے قدم آگے بڑھائے۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھی۔۔۔ دوسرے روم کے سامنے سے گزرتے وہ ایک پل کے لئے ٹھہری۔۔۔

”آج میں اپنے لئے آئی ہوں وانی۔۔۔ آج یہ بوجھ نکالنا ہے۔۔۔“ دھیمی آواز میں دروازے سے کہتی وہ آگے بڑھی۔۔۔ اب وہ بائیں جانب موجود سب سے آخری کمرے کے سامنے رکی۔۔۔

یہ اسکا کمرہ تھا۔۔۔ اسکا فیورٹ کمرہ۔۔۔ جسے اس نے دو دو سال پہلے چھوڑا دیا تھا۔۔۔ اس گھر کے ساتھ۔۔۔ ہر یاد کے ساتھ۔۔۔

دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی۔۔۔ اندھیرے کی وجہ سے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر لائٹس کا سوئچ آن کیا۔۔۔ اور کمرہ فوراً روشن ہوا۔۔۔ وائنٹ اینڈ بلیک کے انٹیریئر سے بنایا کمرہ۔۔۔ جسے وہ اپنی مرضی سے ڈیکوریٹ کرتی تھی۔۔۔ جس کی ایک ایک چیز۔۔۔ اسکی اپنی لائی ہوئی تھی۔۔۔ سلور اینڈ بلیک رنگ سے بنا اسکا اپنا ڈیزائن کیا فرنیچر۔۔۔ جو اب گرد میں لپٹا تھا۔۔۔ اسکی موجودگی میں تو کبھی اس نے ایک پل کے لئے بھی گندہ نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔ اسے اپنی چیزیں ہمیشہ صاف ستھری اچھی لگتی تھیں۔۔۔ مگر آج اسے کچھ بھی برا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ اس نے دو سال اور کچھ مہینوں تک اس کمرے کی جانب پلٹ کر بھی نہیں دیکھا۔۔۔ کیونکہ اب اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔

آگے بڑھ کر وہ اپنی سٹڈی ٹیبل کی جانب آئی۔۔۔

اس نے جھک کر ٹیبل کا آخری دراز کھولا۔۔۔ سامنے ہی ایک باکس تھا۔۔۔

اور جانے ایسا کیا تھا اس باکس میں۔۔۔ کہ اسکی آنکھیں اچانک ہی نم ہوئیں۔۔۔ ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھانا چاہا۔۔۔ مگر ہاتھ کیوں کانپ رہے تھے؟ شاید وہ ڈرتے تھے۔۔۔ یا شاید وہ اسی کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے باکس اٹھاتی وہ بیڈ کی جانب آئی۔۔۔ سفید کپڑہ بیڈ پر سے ہٹا کر اس نے باکس رکھا۔۔۔ اور خود بھی بیٹھ۔۔۔

ایک گہری سانس کے ساتھ اس نے خود میں ہمت جمع کی۔۔۔ اور ہاتھ بڑھا کر باکس کھولا۔۔۔

اوپر ہی ایک کتاب رکھی تھی۔۔۔ اس نے کتاب باہر نکالی۔۔۔

نظریں کتاب کے کور پر تھیں۔۔۔ جہاں اب کوئی منظر ظاہر ہوا۔۔۔

"یہ لو" وہ اسکے پاس بیٹھتا بولا۔۔۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے کتاب لیتے پوچھا۔۔۔

"یہ ڈیزائننگ ٹیکنیکز کی بک ہے۔۔۔ اس میں بہت سہل اور بہت ہی یونیک ٹیکنیکز بتائی گئیں ہیں ایسے کوڈز جس سے آپ اپنے ڈیزائن کو سیور کھ سکتے ہیں۔۔۔ یعنی کوئی آپکا ڈیزائن کبھی کاپی بھی کرے تو آپ پروو کر سکتے ہیں کہ ڈیزائن آپکا ہے" وہ مسکرا کر کہتا اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔

"گریٹ۔۔۔ مگر یہ تم مجھے کیوں دے رہے ہو؟" اس نے پوچھا۔۔۔

"کیونکہ میں اسے سمجھ چکا ہوں اور اب یہ تمہاری ہے۔۔۔ تاکہ تم فیوچر میں ایک بہترین ڈیزائنر بن سکو" ارحم نے مخلصی سے کہا اور ایلاف اس مخلصی پر دل سے مسکرائی تھی۔۔۔

منظر دھندھلایا۔۔۔ کتاب کے کور پر اسکے دو آنسو گرے۔۔۔ اس نے ہاتھ پھیر کر انہیں صاف کیا۔۔۔

اب اس نے کتاب کو درمیان سے کھولا۔۔۔ دو صفحے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ ایک سفید سوکھا ہوا پھول اس صفحے پر موجود تھا۔۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا۔۔۔

"آنکھیں بند کرو" ایک آواز کانوں میں گونجی۔۔۔

"کیوں؟" اس نے الجھ کر پوچھا۔۔۔

کرو تو صحیح "وہ بہت ایکساٹڈ لگ رہا تھا۔۔۔ اس نے آہستہ سے مسکراتے آنکھیں بند کیں۔۔۔

اسے محسوس ہوا۔۔۔ وہ اس کے کان کے اوپر کچھ لگا رہا ہے۔۔۔

"اوپن یور آئز" اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔ وہ ہاتھ میں چھوٹا سا مرر لئے اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ مرر میں موجود اسکے بالوں میں سفید پھول لگا اسکا عکس ظاہر ہوا۔۔۔

"ہیپی برتھ ڈے" اس نے کہا اور ایلاف نے خوشگوار حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔

"تمہیں کیسے پتہ؟" وہ واقعی حیران تھی اس نے تو کبھی کسی کو اپنی برتھ ڈیٹ نہیں بتائی تھی۔۔۔

"تم سے متعلق مجھے سب معلوم ہوتا ہے ایلاف" معنی خیز انداز میں ایک دلکش مسکراہٹ سے اس نے چمکتی آنکھوں کے ساتھ کہا۔۔۔

اور یہ وہیں سرمی آنکھیں تھیں جو اسے کسی سیارے کی مانند لگتی تھیں۔۔۔ ایک ایسا سیارہ جہاں کوئی نہیں رہتا۔۔۔ مگر اسے اس سیارے میں ہمیشہ اپنا وجود نظر آتا تھا۔۔۔ اپنا عکس نظر آتا تھا۔۔۔ اور دل میں تمنا جاگتی تھی

-- اس سیارے میں رہنے کی -- اور اس اٹھتی خواہش سے ڈر کر اس نے فوراً اس سے نظریں چرائیں --- یہ  
سر می آنکھیں ہمیشہ اس کے ساتھ یہی کرتی تھیں ---  
"تھیکس" دھیمی آواز میں کیا --

"ٹھیکس ٹویوٹو" وہ بھی اسی انداز سے مخاطب ہوا۔۔۔

"کس لئے؟"

"یہاں ہونے کے لئے" اور ایک بار پھر ایلاف نے ان آنکھوں سے نظریں چرائیں۔۔۔

آوازیں اچانک ہی بند ہوئیں منظر اچانک ہی غائب ہوا۔۔۔ پھول اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دوبارہ کتاب میں گرا۔۔۔ اور وہ کتاب کا صفحہ بھی گیلہ کر چکی تھی۔۔۔

اب اس نے کتاب بند کی۔۔۔ نظر باکس میں موجود ایک ٹرافی اور تصویر پر پڑی۔۔۔

بیسٹ ماڈل ڈیزائن آف دلائیر کی ٹرافی جو ان دونوں نے جیتی تھی۔۔۔ کتنے خوش تھے دونوں اس دن۔۔۔ اور یہ خوشی اس تصویر میں صاف ظاہر تھی۔۔۔ جہاں دونوں ہی یہ ٹرافی پکڑے سیٹج پر کھڑے تھے۔۔۔ دونوں ہی کے چہرے خوشی سے جگمگا رہے تھے۔۔۔ دونوں ہی کی آنکھیں اور ہونٹ مسکرا رہے تھے۔۔۔ مگر وہ دونوں سامنے نہیں دیکھ رہے۔۔۔ کیمرے سے بے پرواہ۔۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔

اس نے ایک بار پھر آنسو صاف کئے۔۔۔ اب نظر باکس میں موجود اس آخری چیز کی جانب گئی جسے دیکھتے ہی اس کے چہرے کے تعصبات بدلے۔۔۔ درد کی ایک لہر وجود میں دوڑی۔۔۔ ہاتھ کی کپکپاہٹ مزید بڑھی۔۔۔ اور جانے کتنی ہی ہمت جمع کرنے کے بعد اس نے وہ چیز اٹھائی۔۔۔





”کل شام چھ بجے میں آؤنگا ایلاف۔۔۔ اور تب میں ہمارے بیچ یہ یونیورسٹی کی دوستی کو ختم کرنے۔۔۔ اور ایک پرسنل لائف شروع کرنے آؤنگا۔۔۔ میرا انتظار کرنا“ گھڑی اسکی جانب بڑھائی۔۔۔ جو اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ تھامی۔۔۔ وہ اس کے گھڑی لیتے ہی چلا گیا۔۔۔ جبکہ ایلاف کے لئے انتظار کا وقت شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔

کل شام چھ بجنے کا انتظار۔۔۔ وہ انتظار جو شاید کبھی ختم نہ ہونا تھا۔۔۔ وہ شام جو شاید کبھی نہ ہونی تھی۔۔۔ اور جس سے دونوں ہی بے خبر تھے۔۔۔ اور جس انتظار نے دونوں ہی کو گم کر دینا تھا۔۔۔ انتظار۔۔۔ جو دونوں ہی کا حاصل بننے والا تھا۔۔۔

ہاتھ میں ٹرائی تھا۔۔۔ ایک دوسرے کی جانب دیکھتے یہ دو مسکراتے چہرے۔۔۔ زندگی کے ستم سے دور۔۔۔ بالکل پرسکون۔۔۔

کتنا ہی اچھا ہوا کہ ان چہروں کو کیمرے کی اس آنکھ نے قید کر دیا تھا۔۔۔ کیونکہ شاید وہ آخری دور ہی تھا۔۔۔ ان کی خوشیوں کا۔۔۔ ان کے ساتھ ہونے کا۔۔۔ ان کے پاس ہونے کا۔۔۔ اور ان کی زندگی کے ہر ستم کے دور ہونے کا۔۔۔

گھڑی میں چھ بجے کا وقت تھا۔۔۔ مگر کوئی بھی سوئی اب آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔۔۔ وقت رکا ہوا تھا۔۔۔ جانے کتنے ہی سالوں سے یہ وقت رکا رہا ہے۔۔۔

”افسوس۔۔“ بھیگی آواز میں اس نے گھڑی پر انگلی پھیرتے کہا۔۔

”افسوس کہ میں نے اس دن تمہارا بہت انتظار کیا ارحم۔۔ افسوس کے صرف تمہارے آنے کی امید میں۔۔ میں نے یہ وقت روک دیا۔۔ میں اپنا وقت تمہارے آنے سے پہلے نہیں بڑھانا چاہتی تھی۔۔ میں اگلا لمحہ تمہارے ساتھ شروع کرنا چاہتی تھی۔۔ مگر۔۔ تم نہیں آئے۔۔ تم کیوں نہیں آئے؟“ آنسوؤں کو چہرے سے صاف کرتی وہ آج شکوہ کر رہی تھی۔۔ وہ شکوہ جو پانچ سالوں میں اس نے بھول کر بھی نہیں کیا۔۔ مگر آج وہ کر رہی تھی۔۔ پر افسوس۔۔ جس سے کر رہی تھی وہ سننے کو موجود نہیں۔۔

”افسوس کہ وقت وہیں رک گیا۔۔ میں بھی وہیں رک گئیں ارحم۔۔ اس امید سے کہ ایک دن تم آؤ گے۔۔ مہینے گزر گئے۔۔ سال گزر گئے۔۔ مگر تم نہیں آئے۔۔ لیکن پھر بھی۔۔ پھر بھی جانے کیوں مجھے ایک امید تھی کہ تم ایک دن۔۔ اچانک ہی میرے سامنے آکر مجھے حیران کر دو گے۔۔ اور اس دن میں تم سے سارے بدلے لوں گی۔۔ میں تمہیں آسانی سے معاف نہیں کروں گی۔۔“ گلے میں پھنسنے آنسوؤں نے ایک بار پھر اسے کچھ کہنے سے روکا۔۔

”اس ایک دن نے میری زندگی کو پلٹ کر رکھ دیا ارحم۔۔ افسوس۔۔ افسوس کہ کتنی شدت سے تمہیں یاد کیا میں نے۔۔ اور افسوس۔۔ افسوس کہ تم اتنی ہی شدت سے دور رہے۔۔ اور پھر میری زندگی میں تمہارے انتظار کے ساتھ ایک نیا سفر شروع ہوا۔۔ انتقام کا سفر۔۔ میرا وجود اس سفر میں آگے بڑھتا گیا۔۔ مگر میرا وقت۔۔ وہ پھر بھی اسی گھڑی میں قید رہا۔۔ میں پھر بھی چھ بجے اسی جگہ تمہیں انتظار میں رہی۔۔ امید پھر بھی قائم رہی۔۔ اور پھر۔۔ ایک دن“ وہ رکی۔۔ نگاہوں میں وہ منظر ظاہر ہوا۔۔ جب شہر وز کے آفس میں جانے کتنے انتظار کے بعد وہ ایک دوسرے کے سامنے آئے تھے۔۔

”پھر ایک دن۔۔ ایک دن میری امید حقیقت بن کر میرے سامنے آئی۔۔ تم ار حم سے ار حم ہمدانی کے روپ میں میرے سامنے آئے۔۔ یہ کیسا کھیل تھا وقت کا؟ جس کا اتنے سالوں میں نے انتظار کیا۔۔ وہ میرے سامنے کھڑا تھا۔۔ یہ وہی چہرہ تھا۔۔ وہی سرمئی آنکھیں۔۔ وہی شخصیت اور وہی تھا جس سے ملنے کی چاہت تھی۔۔ جس سے ہزار شکوے کرنے تھے۔۔ جس سے ناراض رہنا تھا میں نے۔۔ مگر۔۔ ہم سے پہلے تو شاید ہماری قسمت ہم سے ناراض تھی ار حم۔۔ تم ویسے ہی تھے۔۔ تم وہی ہو۔۔ تو پھر تمہارا نام وہ کیوں نہیں ہے ار حم؟ تم صرف ار حم کیوں نہیں ہو؟؟ کیوں ہو تم ار حم ہمدانی؟ کیوں ہو تم اس شخص کے گھر جس سے شدید نفرت ہے مجھے۔۔ کیا تمہیں احساس ہے کہ تمہاری اس نئی پہچان نے مجھے تم سے کتنا دور کر دیا؟ مجھے دوبارہ اسی شام۔۔ اسی گھڑی میں قید کر دیا۔۔ جہاں میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔۔ ار حم کا۔۔ میرے بہت اچھے دوست۔۔ اور میری محبت۔۔ ار حم کا۔۔ ہاں۔۔ میری محبت۔۔ اور اب یہ محبت بھی اس گھڑی کے ر کے وقت میں قید ہو گئی ہے۔۔ ہم قید ہو گئے ار حم۔۔ ہماری محبت قید ہو گئی،“ اس نے کہتے ساتھ ہی اپنے اندر موجود آنسوؤں کے سیلاب کو آزاد کیا۔۔ اور جانے کب۔۔ کب وہ اس سیلاب کے ساتھ بہتی نیند کی وایوں میں اتر گئی۔۔ جانے کب؟

موبائیل پر بجنے والی ٹیون پر اسکی آنکھ کھلی۔۔ سیدھے ہو کر بیٹھتے اس نے سامنے وال کلاک کی جانب دیکھا جو صبح کے دس بج رہی تھی۔۔۔

”آج اتنی دیر تک کیسے سو گیا میں؟“ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے کہا۔۔ موبائیل ایک بار پھر بجا۔۔ اس نے سائیڈ ٹیبل سے موبائیل اٹھا کر دیکھا۔۔ سعد طارق کی کال تھی۔۔

”ہیلو“

”تم اب تک سو رہے ہو؟“ سعد کی حیران آواز اسکے کانوں میں پڑی۔۔

”ہاں رات بہت دیر سے آنکھ لگی تھی“ اسے اب یاد آیا۔۔ وہ پوری رات ایلا ف سے متعلق ہی سوچتا رہا تھا۔۔ اور اسی سوچ میں جانے وہ کب سو گیا۔۔ اسے خود بھی احساس نہ ہوا۔۔

”وہ پوری رات اپنے فلیٹ نہیں گئی“ سعد نے جیسے اس پر ایک دھماکہ کیا۔۔

”کیا مطلب؟ کہاں تھی وہ؟“

”اپنے پرانے گھر۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ یہاں سے نکلی ہے۔۔ شاید اب فلیٹ جارہی ہے۔۔ میں اسکے پیچھے ہوں“ سعد کی نظریں سامنے ایلا ف کی گاڑی کے جانب تھیں۔۔

”وہ ٹھیک ہے نا؟“

”یہ میں تمہیں ابھی نہیں بتا سکتا۔۔ وہ کیسی ہے۔۔ یہ اس سے بہتر کوئی نہیں جانتا“ اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔

”لیکن میں جانتا ہوں“ اس نے بیڈ سے اٹھتے کہا۔۔ رخ اب کھڑکی کی جانب تھا۔۔

”کیسی ہے وہ؟“ اس بار سوال سعد نے کیا۔۔

”اب وہ بہت بہتر ہے۔۔ کل رات اس نے سارا غبار نکال دیا ہے۔۔ اور اب وہ پھر سے مضبوط ہو گئی ہے“ انہیں الفاظ کے ساتھ ار حم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔۔

”آئی ہوپ کہ ایسا ہی ہو“ اور اسی پل ایلاف نے گاڑی اچانک روکی۔۔ شکر ہے سعد نے وقت پر بریک لگادی ورنہ ایکسیڈنٹ ہونا لازم تھا۔۔

”میں تمہیں بعد میں کال کرتا ہوں“ اس نے کہہ کر کال کٹ کی اور فوراً گاڑی سے باہر نکلا۔۔ جبکہ ایلاف بھی اب اپنی گاڑی سے باہر نکل کر اسکی جانب آئی۔۔

”تم پاگل تو نہیں ہو۔۔ اچانک اس طرح گاڑی روک دی۔۔ ایکسیڈنٹ ہو جاتا تو؟“ اس نے غصے سے کہا جبکہ ایلاف مسکرائی۔۔

”میرا پیچھا کرنے کی کوشش کریں گے تو ایسا ہی ہوگا“

”میں تمہارا پیچھا نہیں کر رہا“ فوراً انکار ہوا۔۔

”تو پھر کیا ہو رہا تھا؟“ سینے پر ہاتھ باندھ کر سوال ہوا۔۔

”تمہارے لئے پریشان تھا۔۔ اس لئے دیکھنا چاہتا تھا کہ تم ٹھیک ہو یا نہیں؟“ اس نے مخلصی سے کہا۔۔ وہی مخلصی جو کبھی ارحم کے آنکھوں میں نظر آیا کرتی تھی۔۔

”تو دیکھ لیا؟ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ سی“ دونوں ہاتھ پھیلا کر اس نے کہا۔۔

”اب آپ جا سکتے ہیں“ اسے جانے کا کہہ کر وہ پلٹی۔۔

”باہر سے ٹھیک ہو تم یہ جانتا ہو میں۔۔ مگر اندر سے نہیں۔۔۔ مجھے اس بات کا یقین دلاؤ پہلے کہ تم اندر سے ٹھیک ہو ورنہ میں تمہارا پیچھا کرتا ہوں گا“ وہ بھی کب اسکی سننے والا تھا۔۔

”میں اندر اور باہر۔۔ دونوں میں ہی بالکل ٹھیک اور پہلے سے زیادہ مضبوط ہوں مسٹر سعد طارق۔۔“ وہ ایک بار پھر اسکی جانب پلٹی۔۔ چہرے پر اب بھی مخصوص مسکراہٹ تھی۔۔

”پرو کرو“

”اوک۔۔۔ تو۔۔۔“ وہ قدم اٹھاتی ہوئی اسکے بالکل سامنے آکھڑی ہوئی۔۔

”تو؟“ جانے کیوں؟ مگر سعد کو یقین تھا کہ اسکے دماغ میں کچھ چل رہا ہے۔۔ کچھ بہت خطرناک۔۔

”میرا دوست میرا ساتھ دینے کو تیار ہے؟“ اور ایلاف کے الفاظ نے اس پر جیسے بجلیاں گرائی تھیں۔۔

”ک۔۔ کیا کہا تم نے؟“ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ وہ اسے دوست کہہ رہی ہے؟ اور اس سے بھی بڑھ کر۔۔ وہ اسکا ساتھ دینے کا کہہ رہی ہے؟ یا اسکے کان غلط سن رہے ہیں؟

”یہ بہت خطرناک ہے۔۔ شاید جرم بھی۔۔ تو کیا آپ۔۔“ وہ ایک قدم اور اسکے قریب ہوئی۔۔ اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی۔۔

”سعد طارق۔۔ میرے ساتھ مجرم بننے کو تیار ہیں؟“ ایک سوال ہوا۔۔ ایسا سوال جو ہزار معنی رکھتا ہے۔۔ ایسا سوال جو بہت کچھ کروانا چاہتا ہے۔۔ ایسا سوال۔۔ جو اسے ایلاف کے ساتھ اور شرافت سے دور بھی کر سکتا ہے

”مجرم نہیں۔۔“ اب کی بار وہ ایک قدم آگے بڑھا۔۔ دونوں کے درمیان بس دو قدم کا فاصلہ تھا۔۔

”تمہارا کرائم پارٹنر بننے کو تیار ہوں“ سعد نے اسکی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔ جسے ایلاف نے مسکرا کر دیکھا۔۔ اور پھر۔۔ اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔

”کرائم پارٹنرز“ اور اس نے سعد کا ہاتھ تھام لیا۔۔ وہ دونوں اب کرائم پارٹنر بن گئے تھے۔۔ مگر سوچنے والی بات تو یہ ہے کہ۔۔ کرائم کیا ہے؟؟

”مس سارا۔۔ یہ پارسل آپکے لئے آیا ہے“ وہ جواب اپنے کام میں مصروف تھی اس اطلاع پر سامنے موجود آفس بوائے کی جانب دیکھا۔۔ جو ہاتھ میں گلاب کے پھول لئے کھڑا تھا۔۔

”یہ۔۔ یہ کس نے بھیجے ہیں؟“ اس نے کھڑے ہوتے حیرانگی سے پوچھا۔۔ کوئی اسے پھول کیسے بھیج سکتا تھا؟

”معلوم نہیں۔۔“ وہ کہتے ساتھ ہی اسکی ٹیبیل پر پھول رکھ کر چلا تھا۔ جبکہ سارا کی نظر ان میں پھنسے اس کارڈ پر پڑی۔۔

”آئی ایم سوری۔۔ نیچے انتظار کر رہا ہوں۔۔ جلدی آجاؤ“ اور اسے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی کہ یہ کس نے بھیجے۔ ایک ہی تو انسان ہے تو ایسی چیپ حرکتیں کر سکتا ہے۔۔ اور اسی کے ساتھ اس نے غصے سے پھول اٹھائے اور باہر لفٹ کی جانب بڑھی۔۔

”اسے تو میں اب سیدھا کرتی ہوں“ وہ ایک بار پھر تیار تھی۔۔ ہادی کو سیدھا کرنے۔۔

جبکہ اب اگر ہادی کی جانب آو تو وہ گاڑی سے ٹیک لگائے اسی کے انتظار میں کھڑا نظر آ رہا تھا۔

”یہ کیا بد تمیزی ہے“ منہ پر پڑنے والے پھولوں پر وہ ایک جھٹکے سیدھا ہوا۔

”کیا ہے یار۔۔ کبھی پانی مارتی ہو۔۔ کبھی پھول۔۔ آرام سے بات نہیں کر سکتی؟“ اسے اسکی یہ عادت اب چڑانے لگی تھی۔

”تھپڑ کی کمی ہے۔۔ اگر تم سدھرے نہیں تو میں یہ وہ بھی مارونگی“ اسکی جانب انگلی اٹھا کر دھمکایا۔

”مار دو۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں اس سے رک جاؤنگا۔۔ کبھی نہیں“ وہ بھی ڈھیٹ تھا۔ اتنی آسانی سے تھوڑی رکنا اسے۔

”آخر تم اب کیا چاہتے ہوں؟ سارے مقصد تو پورے ہو گئے تمہارے؟“

”نہیں ہوئے۔ سب سے اہم اور سب سے بڑا مقصد تو ابھی رہتا ہے“

”کونسا مقصد؟“

”تم سے شادی کرنے کا“ ہادی کے الفاظ نے سارا کو حیران کیا۔ اور اسی حیرانی میں ایک بار پھر اس کا ہاتھ اٹھا۔

مگر اس بار کوئی چیز نہیں۔۔ بلکہ سیدھا یہ ہاتھ ہی ہادی کے گالوں پر لگا۔



”اُویچ۔۔ آرام سے بھی“ اچانک پڑنے والے تھپڑ کر اپنے گال مسلتے ہوئے ہادی نے کہا۔۔ جبکہ سارا اب اسے غصے سے گھور رہی تھی۔۔

”آئینہ مجھ سے اس قسم کا مزاق کرنے کی کوشش بھی مت کرنا“ اسے ایک اور وار ننگ دیتی وہ پلٹی۔۔

”آئی لو ویو۔۔“ ہادی کے کہے ان تین الفاظوں پر سارا کے بڑھتے قدم رکے۔۔ مگر وہ پلٹی نہیں۔۔

”تمہارے پاس ارحم کی محبت کے لئے آیا تھا۔۔ یہ سچ ہے۔۔ مگر تم سے محبت کر بیٹھا۔۔ یہ اس سے بڑا سچ ہے۔۔ معلومات ایلاف کی چاہئے تھی۔۔ یہ سچ ہے۔۔ مگر دل تمہیں دے دیا۔۔ یہ اس سے بڑا سچ ہے۔۔ ایلاف تو اپنے انتقام سے شادی کرنے والی ہے۔۔ مگر میں۔۔ میں اپنی محبت سے کرنا چاہتا ہوں۔۔ کیا نکاح سے بڑا بھی کوئی یقین ہو گا محبت کا؟“ اور ہادی کے سوال پر وہ ایک پل کے لئے سکتے میں آگئی تھی۔۔ سارے شکوے۔۔ سارا غصہ آہستہ آہستہ ختم ہو رہا تھا۔۔ اور بس ہادی کے الفاظ تھے جو دل میں اتر رہے تھے۔۔

”جواب بھی دے دو اب؟“ اسے مسلسل خاموش دیکھ کر ہادی نے اکتا کر کہا۔۔ جبکہ سارا کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی۔۔

”سوچ کر بتاؤ گی“ کا ندھے اچکا کر کہتی وہ تیزی سے آفس کی جانب بھاگی جبکہ ہادی بیچارہ اسے آوازیں دیتا ہی رہ گیا

”ایک تو ان لڑکیوں ہے نخرے ختم نہیں ہوتے“ بڑبڑاتے ہوئے اب وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔۔

وہ اس وقت لنچ ریڈی کر کے ڈائنگ ٹیبل پر لگا رہی تھی جب ڈور بیل بجی۔۔ اس نے جا کر دروازہ کھولا۔۔ سامنے شہر وز اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے کھڑا تھا۔۔

”تم؟ یہاں؟“ اسے اچانک یہاں دیکھ کر وہ واقعی حیران ہوئی۔۔

”میں یہاں نہیں ہو سکتا کیا؟“ کاندھے اچکا کر کہتے وہ اندر آیا۔۔ حالانکہ اسے اندر آنے کی آفر کسی نے نہیں کی

--

”نہیں۔۔ تم نے بتایا نہیں کہ تم آرہے ہو۔۔ کوئی کام تھا کیا؟“ اس نے پوچھا۔۔

”ہاں۔۔ میں کل پورا دن تمہیں کال کرتا رہا مگر تمہارا نمبر بند تھا۔۔ یہاں آیا تو معلوم ہوا کہ میڈم گھر میں موجود نہیں ہیں۔۔ آخر تم تھی کہاں کل؟“ وہ اس سے سوال کر رہا تھا۔۔ اور ناچاہتے ہوئے بھی اسے جواب دینا پڑ رہا تھا

--

”میں کل ایک فرینڈ کے ساتھ تھی۔۔ سوری موبائیل کی بیٹری ڈیڈ تھی اور میں چارج کرنا بھول گئی“ اب یہ آدھا سچ ہی تھا۔۔ کل کا آدھا دن اس نے سعد طارق سے کچھ اہم باتیں اور پلیننگ کرنے میں گزارا تھا۔۔ اس کے بعد وہ سارا کے پاس چلی گئی۔۔ اسکے اور ہادی کے بارے میں جان کر وہ بہت خوش تھی۔۔ ہادی ارحم کا دوست ہے تو یقیناً ایک بہت اچھا لڑکا بھی ہوگا۔۔

”کوئی بات نہیں۔۔۔ پر پلیز آئیندہ ایسا مت کرنا۔۔۔ میں بہت پریشان ہو گیا تھا“ اس کا ہاتھ تھامے اس نے کہا۔۔۔ جبکہ ایلاف نے اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے آرام سے آزاد کیا۔۔۔

”فکر مت کرو۔۔۔ اب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ لپچ کرو گے؟“ اسے اب اپنا لپچ یاد آیا۔۔۔

”شیور۔۔۔ تمہارے ہاتھ کا لپچ کرنے کا موقع کیسے ہاتھ سے جانے دے سکتا ہوں میں“ وہ دونوں ڈائینگ ٹیبل پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے لپچ کرنے لگے۔۔۔

”ویسے۔۔۔ اچانک یہاں آنے کی کوئی خاص وجہ؟“ اس نے اپنا سوال دہرایا۔۔۔

”کل ہماری شادی ہے۔۔۔ اور ماما نے مجھ سے کہا کہ میں انکی ہونے والی بہو کو شاپنگ کیا شادی کے بعد کرواؤنگا۔۔۔ پھر مجھے خیال آیا کہ ہم نے تو کل کے لئے کچھ لیا ہی نہیں۔۔۔ اس لئے میں یہاں آگیا۔۔۔ آج کا دن ہم شاپنگ کریں گے“ وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا جبکہ ایلاف نے ایک گہری سانس لی۔۔۔

”لیکن کل میری ماما کی برسی بھی ہے۔۔۔ میں سب بہت سادگی سے چاہتی ہوں شہروز“ اب وہ شہروز جیسے انسان کے لئے سچ سنور نہیں سکتی تھی۔۔۔ یہ ہر چیز سے زیادہ مشکل ہے۔۔۔

”اسکی فکر مت کرو۔۔۔ سب ویسا ہی ہوگا جیسا تم چاہتی ہو۔۔۔ اب جلدی سے لپچ کرو پھر ہم نے جانا بھی ہے“ وہ دونوں اب لپچ کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔ اس نے بعد شاپنگ پر بھی تو جانا ہے۔۔۔

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل سٹڈی کر رہا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

”کم ان“ مصروف انداز میں جواب دیا۔

”تم آخر کر کیا رہے ہو؟“ ار حم کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ سنجیدہ تعصبات لئے اسکی جانب دیکھ رہا تھا

--

”کیا کیا ہے میں نے؟“ کرسی سے ٹیک لگاتے اطمینان سے سعد نے مسکرا کر جواب دیا۔

”کیا کیا ہے؟ تم کل پورا دن اس کے ساتھ تھے۔ اور پھر رات تم نے مجھے جو مسیج کیا۔۔ اسکا کیا مطلب سمجھوں میں؟“ اس کے سامنے ہاتھ باندھے وہ اس سے سوال کر رہا تھا۔۔ جبکہ سعد کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔

”تمہیں پتہ ہے تمہارا مسئلہ کیا ہے؟“ وہ اب کھڑا ہوا۔

”تمہارا مسئلہ یہ ہے کہ تم وقت پر سمجھنے والی چیزوں کو وقت گزرنے کے بعد سمجھتے ہو۔۔ تمہیں جب جس جگہ ہونا چاہئے وہاں تم کبھی نہیں ہوتے۔ اور جب تمہیں جس جگہ سے دور ہونا چاہئے وہاں تم موجود ہوتے ہو۔۔ آخر اتنی مخالفت کیوں ہے تمہاری وقت سے؟“ وہ اس سے پوچھ رہا تھا جبکہ شاید ار حم اسکی ان باتوں کو ماننے سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔۔ کیونکہ کہہ تو وہ سچ ہی رہا ہے۔۔

”شادی میں شرکت کے لئے نیاڈریس لینا ہے؟“ اس نے اسے صبح بھیجا ہوا مسیج یاد دلوا یا۔۔ آخر اسکا کیا مطلب

تھا؟

”اس میں اتنا کنفیوز ہونے والی کو نسی بات ہے؟ آخر تمہاری محبت اور میری کرائم پارٹنر کی شادی ہے۔۔ ڈریس لینا تو بنتا ہے نا؟“ وہ تو ایسے کہہ رہا تھا جیسے اسے واقعی اس شادی پر بہت خوشی ہو۔۔ اور شاید۔۔ اسے تھی بھی۔۔

”کرائم پارٹنر۔۔ ہاں!“ ارحم نے اسکا یہ لفظ پکڑا جبکہ سعد کے چہرے پر اب چوروں جیسے تعصورات آئے۔۔

”تو تم اور ایلاف ایک دوسرے کے کرائم پارٹنر بن چکے ہو۔۔ اور مجھے لگا تھا کہ تم میرے ساتھ ہو“ اسے اس وقت سعد کے اس طرح بد لنے پر غصہ آ رہا تھا۔۔ اسے روکنے کے بجائے وہ اسکا کرائم پارٹنر بن گیا؟

”دیکھو۔۔ یہ جو بھی ہو رہا ہے نا اسے ہونے دو۔۔ میں ہونا۔۔ میں سب سنبھال لوں گا“ اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

”تو تم چاہتے ہو کہ میں اسکی شادی کسی اور سے ہوتے دیکھوں؟ یہ نہیں ہوگا۔۔ میں یہ شادی نہیں ہونے دوں گا“ اس نے سعد کا ہاتھ جھٹکا۔۔ چہرہ اب ضبط سے لال ہو رہا تھا۔۔

”دیکھو ارحم۔۔ ہمیں یہ کرنا ہوگا۔۔ صرف ایک رات ہی کی تو بات ہے“ اور سعد کے الفاظ ارحم کو تڑپا گئے تھے

”ایک رات؟ کیا بکو اس کر رہے ہو تم؟“ وہ اس تیش سے چلایا۔۔ اور سعد کو اب احساس ہوا کہ وہ کیا کہہ گیا ہے

”تم غلط سمجھ رہے ہو۔۔ دیکھو میری بات سنو۔۔ صرف ایک دن۔۔ صرف ایک رات کی کہانی ہے ارحم۔۔ شادی کی اگلی صبح سب ختم کر دے گی۔۔ یہ انتقام اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔۔ بس جو ہو رہا ہے وہ ہونے دو تم“ وہ

اسے سب بتا نہیں سکتا تھا۔ مگر وہ اسے روکنا چاہتا تھا۔ کل تک وہ دونوں کسی بھی قسم کی کوئی بھی گڑبڑ برداشت نہیں کر سکتے تھے ورنہ پورا پلین خراب ہو جائے گا۔

”ایسا کیا کرنے والے ہو تم اس ایک دن اور ایک رات میں؟“ ارحم کو اب تجسس ہوا۔ جبکہ سعد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔

”فکر مت کرو۔ ہم جو بھی کریں گے وہ شہر وز کے لائق ہو گا۔ اور ایلاف کے بھی۔ تم اپنے دل کو مطمئن رکھو اسے تسلی دیتے کہا۔“

”کیسے؟ وہ اس سے نکاح کرنے والی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ میں اپنے دل کو مطمئن رکھو؟ کیا ایسا ممکن ہے؟“ اور یہ صرف وہی جانتا تھا کہ وہ یہ سب کیسے برداشت کر رہا تھا۔ اسکی ایلاف سے دوبارہ کوئی بات نہیں ہوئی۔ وہ کر ہی نہیں پایا۔ شاید اس میں اتنی ہمت ہی نہیں تھی۔ دوبارہ اس سے ریجیکٹ ہونے کی۔ اسے شہر وز کے ساتھ دیکھنے کی۔

”تمہارے دل کو مطمئن رکھنے کے لئے میرے پاس کچھ ہے“ سعد کہہ کر ٹیبل کی جانب بڑھا۔ جہاں ایک باکس رکھا تھا۔

”یہ“ اس کے باکس کے اوپر ہاتھ رکھتے کہا۔

”یہ کیا ہے؟“

”تمہارے دل کا اطمینان۔۔ یہ اطمینان کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ٹھیک ہو رہا ہے۔۔ اور بہت جلد ختم ہونے والا ہے۔۔ اور یہ اطمینان کہ کل رات کے بعد جب تم اس سے بات کرو گے۔۔ تو کوئی انتقام نہیں ہوگا۔۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔۔ جسٹ ویٹارحم۔ جہاں اتنے سال کیا ہے۔۔ تھوڑا اور کرلو“ وہ اس سے کہہ رہا تھا۔۔ اور شاید اسکے الفاظ اس پر اثر بھی کرنے لگے تبھی وہ اس باکس کی جانب بڑھا۔۔

”یہ تمہارا ہے۔۔ اور اسے دیکھنے کے بعد۔۔ میرے پاس آجانا۔۔ تمہارے لئے ایک بہت بہترین ڈریس تیار کیا ہے۔۔ اسے چیک کرنے جانا ہے“ وہ اسے کہہ کر آفس سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ اب ارحم وہاں اکیلا تھا۔۔ اس باکس کے ساتھ۔۔ جس میں انکا ماضی قید تھا۔۔ جو حال میں بھی قید تھا۔۔ اور جو۔۔ جو شاید انکا فیوچر آزاد کرنے والا تھا۔۔۔۔

”مجھے سمجھ نہیں آئی تم نے سفید ڈریس کیوں پسند کیا؟ جانتی ہو ماما بہت ناراض ہو گئی اس پر“ اس نے شکایت کی۔۔ وہ پچھلے کچھ گھنٹوں سے شاپنگ کر رہے تھے۔۔ اب تھک کر کچھ کھانے کے لئے فوڈ ایریا میں بیٹھے۔۔

”مجھے یہ رنگ بہت پسند ہے۔۔ اور آنٹی کو تو تم ہینڈل کر ہی لو گے نا“ مسکرا کر کہتے اس نے جو س کا گلاس اٹھایا۔۔۔۔

”بلکل۔۔ آپکے لئے تو ہم پوری دنیا کو ہینڈل کر سکتے ہیں“ اسکی جانب جھکتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا جس پر اس نے بس مسکرا نا ہی مناسب سمجھا۔۔

”کون کس کو ہینڈل کرنے سکتا ہے بھئی؟“ اور کسی نے درمیان رکھی کر سی کھینچ کر بیٹھتے کہا۔

”آپ؟ سعد طارق؟“ شہر وز نے سوالیاں نظروں سے دیکھتے پوچھا۔

”یس۔۔ آئی ایم سعد طارق۔۔ اور آپ شہر وز ہیں۔۔ ہماری ایلاف کے ہونے والے ہسبینڈ“ مسکرا کر کہتے اس نے ایلاف کی جانب دیکھا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔ اب اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔

”آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے تھے؟“ شہر وز کے لئے یہ حیران کن تھا۔۔ سعد اگر ایلاف کو جانتا تھا جو پھر اس دن دونوں نے بتایا کیوں نہیں؟

”نہیں۔۔ ہم جانتے نہیں تھے۔۔ ایکچولی یہ میری بہن کی بہت پرانی دوست ہیں۔۔ جنہیں میں صرف نام سے جانتا تھا اور اس واقعے کے کافی ٹائم بعد ہی میری بہن نے مجھے ان سے ملوایا۔۔ تو مجھے معلوم ہوا یہ وہی ایلاف ہیں جنکی میری بہن اتنی تعریفیں کرتی ہے“ اور مسکرا کر ایک بے تکی کہانی سنارہا تھا جبکہ ایلاف اب اپنا غصہ کنٹرول کرنے میں مصروف تھی۔۔

”اوہ اچھا۔۔“ شہر وز نے سمجھتے ہوئے کہا۔۔

”آپ دونوں یقیناً کل کے لئے شاپنگ کرنے آئے ہونگے؟“

”یس۔۔“ ایلاف کی جانب سے جواب آیا۔۔ طنزیہ جواب۔۔



”میں بھی اسی لئے آیا تھا۔ دیکھیں شہر وز میں آپکو بتاتا چلوں کہ ہم ایلاف کی فیملی ہیں۔۔ اس لئے آپ نے انہیں بہت خوش رکھنا ہے۔۔ کیونکہ اگر آپ نے اسے ذرا سی بھی تکلیف دی۔۔“ وہ رکا تھا۔ ایک نظر ایلاف کی جانب دیکھا۔ جو اسکی آنکھوں میں سنجیدگی دیکھ چکی تھی۔۔

”تو میں آپکو مار بھی سکتا ہوں“ سنجیدگی سے شہر وز کی جانب دیکھا۔ جسے اسکا انداز عجیب لگا۔۔

”سعد۔۔“ ایلاف نے اسے ٹوکا۔۔

”اچھا سوری بھی۔۔ مزاق کر رہا تھا۔۔ تم دونوں انجوائے کرو میں چلتا ہوں“ اور اسی کے ساتھ وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ جبکہ شہر وز اب ایلاف کی جانب متوجہ ہوا۔۔

”تم نے مجھے پہلے بتایا نہیں اس کے بارے میں“

”تم نے پوچھا ہی نہیں؟“ کاندھے اچکا کر جواب دیتی وہ کھانے کی جانب متوجہ ہوئی۔۔ جبکہ اسے کچھ دیر دیکھنے کے بعد شہر وز نے بھی کھانا شروع کیا۔۔

اور یہاں سے کچھ دور۔۔ دو آنکھیں ان دونوں ہی کو ساتھ دیکھ رہی تھیں۔۔ بہت ضبط سے۔۔ اور شاید اب۔۔ بہت سکون سے بھی۔۔

ہماری زندگی میں آنے والا ہر نیا دن۔۔۔ ہمارے لئے نئے راستے، نئی منزلیں، نئی حقیقتیں فی کوششیں اور بھی کبھی نئے طوفان لے کر آتا ہے۔۔۔ سانسوں کے یہ راستے جب تک بحال ہیں وقت ان راستوں میں ہر روز ایک نیا میل لگاتا ہے۔۔۔ ایک نیا کھیل ایک نیا آغاز اور ایک نیا اختتام۔۔۔ اب یہ ہم پر ہے کہ یا تو ہم اسے جیت لیں۔۔۔ یا پھر۔۔۔ ہم اسے ہار جائیں۔۔۔ کبھی کبھی ہم ہارنے سے پہلے ہی خود کو ہار اہوا سمجھ لیتے ہیں۔۔۔ اس لئے تو ہم ہار جاتے ہیں۔۔۔ مگر کبھی کبھی۔۔۔ خود کو ہارنے سے پہلے ہم وقت کو جیتنے کی کوشش میں اتنے آگے آ جاتے ہیں۔۔۔ کہ وقت خود ہی حیران رہ جاتا ہے۔۔۔

اور کون کہتا ہے کہ صرف وقت ہی ہمیں سر پرائیز کرتا ہے؟ اگرچاہیں تو آپ بھی کبھی کبھی وقت کو اتنا حیران کر سکتے ہیں کہ اسے مجبور آنا ہی پڑتا ہے۔۔۔ آپکے حق میں۔۔۔ پر شرط ہے کہ آپ خود کو مقابلے کے لئے تیار اور مضبوط کر لیں۔۔۔

ایسے۔۔۔ جیسے کل آج ایلاف تیار تھی۔۔۔ اور جیسے آج ایلاف تیار ہے۔۔۔ سفید رنگ کی کامدار میکسی پہنے، شمر میک اپ پر بالوں کو ایک یونیک انداز سے باندھے، سلور مگر ہلکے جیولری سیٹ جو کہ گلے اور کانوں میں جگمگا رہا ہے، کاجل اور میک اپ سے بھرپور سیاہ آنکھیں۔۔۔ جن میں ایک عجیب سی چمک واضح ہے، ہونٹوں پر لائٹ پینک لپ سٹک لگائے، دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں شہروز کی دی ہوئی انگٹھو ٹھی چمک رہی ہے۔۔۔ جبکہ کلائی چوڑیوں سے بے نیاز ایک یونیک سے بریسلٹ کی قید میں تھی۔۔۔ سلور کلر کی ہائی ہیل پہنے وہ اپنے قد سے آج زیادہ اونچی نظر آتی آئینے کے سامنے موجود ہے۔۔۔ جبکہ سارا اسکا دوپٹہ سر پر سیٹ کر کے پنزلگا رہی ہے۔۔۔ کچھ دیر کی محنت کے بعد دوپٹہ سیٹ ہو ہی گیا جو کہ سر سے گزر کر دائیں کاندھیں سے ہوتا نیچے جھول رہا ہے۔۔۔

”اتنے سمپل سٹائل میں بھی تم اتنی حسین لگ رہی ہو۔۔۔ نا جانے جوڑالال اور برائیدل میک اپ ہوتا تو تم کیا قیامت ڈھاتی ”آئینے میں اسکا عکس دیکھتے ہوئے سار نے کہا۔۔ وہ واقعی نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

”فکر مت کرو۔۔ مجھے قیامت ڈھانے کے لئے لال جوڑے اور میک اپ کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں اسی سفید جوڑے میں ایسی قیامت ڈھاؤں گی کہ کوئی کبھی بھول نہیں سکے گا” مسکراتے ہوئے معنی خیز انداز میں جواب دیا۔۔

”بیچارہ شہر وز۔۔ اسے کہتے ہیں خود اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مارنا” اسے جیسے شہر وز سے واقعی بہت ہمدردی ہو رہی تھی۔۔

”پیروں نہیں۔۔ گردن پر” اور ایلاف کے جواب پر دونوں کا ایک جاندار قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔

”یہ اتنی ہنسی کس خوشی میں آرہی ہے تم دونوں کو؟” سارا کی ماما نے کمرے میں آتے کہا۔۔ ان دونوں کی ہنسی کی آواز باہر تک آرہی تھی۔۔

”بس ماما کسی کی حالت پر رحم آگیا” ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا۔۔

”ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔ اللہ نظر بد سے بچائے” اسکا ماتھا چھومتے ہوئے انہوں نے کہا۔۔

”ویسے آپ غلط جگہ دعادے رہی ہیں۔۔ یہ بات آپکو شہر وز کا ماتھا چھوم کر کرنی چاہئے۔۔ نظر بد سے بچنا اسکے لئے مشکل ہے” اور اسی کے ساتھ سارا کا ایک اور قہقہہ گونجا۔۔

”پتا نہیں کیا کیا بولتی رہتی ہے یہ لڑکی۔۔۔ تم دونوں اب بیٹھ جاؤ وہ لوگ آتے ہی ہونگے ”ان دونوں سے کہتی وہ کمرے سے باہر نکلیں۔۔۔ جبکہ اب سعد طارق کے آنے کی باری تھی۔۔۔

”واؤ۔۔۔ یو آر لوکنگ بیوٹیفل ”اسے سر سے پیر تک دیکھتے اس نے کہا جبکہ سارا نے اپنے بھائی کو گھورا۔۔۔

”شرم کریں۔۔۔ کسی اور کی دلہن کو اس طرح گھور رہے ہیں ”سارا کی بات پر جہاں ایلاف کے ہونٹ مسکرائے۔۔۔ وہیں سعد نے اپنی اس بہن کی جانب دیکھا جو اسے ہی گھور رہی تھی۔۔۔

”تمہارا مطلب ہے خونی دلہن؟“ معومیت سے کہے سعد کے الفاظ پر ایلاف ایک بار پھر ہنسی۔۔۔

”آج تک صرف کہانیوں میں پڑھا تھا۔۔۔ آج دیکھ بھی لیا۔۔۔ سفید لباس میں ملبوس۔۔۔ خونی دلہن“ اس نے اپنی بات جاری رکھی جبکہ اب سارا کی ہنسی بھی ایلاف کے ساتھ شامل ہو چکی تھی۔۔۔

”تو تم تیار ہو؟“ اب کی بار سنجیدگی سے پوچھا گیا۔۔۔

”ہاں۔۔۔ مکمل طور پر تیار ”ایلاف نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔۔

”اپنا خیال رکھنا“ وہ اس کے لئے پریشان نظر آ رہا تھا۔۔۔ اور کہیں نا کہیں سارا کو بھی پریشانی تھی۔۔۔

”میرے پاس اب ایک بہترین بیک اپ ہے۔۔۔ خیال نا بھی رکھا تو میں سیف ہی رہو گی۔۔۔ مجھے تم پر پورا یقین ہے سعد ”اور جانے ایلاف کے لہجے میں ایسا کیا تھا کہ کچھ دیر کے لئے سعد کا دل ڈرا۔۔۔ جیسے ان الفاظ کے کچھ اور ہی معنی ہیں۔۔۔ جو وہ سمجھ نہیں پا رہا۔

”میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ آئی پر اس نے وعدہ کیا۔ ایک ایسا وعدہ جسے پورا کرنا شاید اسکی نظر میں اتنا مشکل نہیں تھا۔ مگر۔۔۔ یہ کچھ زیادہ ہی مشکل ہونے والا ہے۔۔۔

“وہ لوگ آگئے ہیں۔۔۔ آجائیں سعد بھائی” باہر سے آتی کسی کی آواز پر وہ ایک گہری سانس لے کر پیچھے ہوا۔

“بیسٹ آف لک” اسے مسکرا کر کہتے وہ کمرے سے باہر نکلا۔ جبکہ ایلاف بھی مسکرائی۔ ایک فاتحانہ مسکراہٹ۔۔۔

ٹی وی لاؤنچ میں وہ سب بیٹھے نکاح نامہ فل کرتے نظر آ رہے تھے۔ سفید شیر وانی میں شہر و ز آج معمول سے زیادہ دلکش لگ رہا تھا۔۔۔ جبکہ اسکے دائیں جانب بیٹھا ار حم بلیک قمیض شلوار میں کھلی ہوئی رنگت، سٹائیلش بال، دائیں کلائی میں قیمتی گھڑی، پہلے سے تھوڑی بڑھی ہوئی بیئر ڈجو کہ چہرے کو مزید پرکشش بنا رہی ہے، اور ان پر سرمئی آنکھیں۔۔۔ جو جانے ضبط۔۔۔ درد۔۔۔ سکون اور انتظار۔۔۔ پتہ نہیں کیا کیا اپنے اندر سمائے ہوئے ہیں۔۔۔ جبکہ بائیں جانب بیٹھا سعد بھی سفید سوٹ میں کسی سے کم نہیں لگ رہا۔ مگر۔۔۔ یہاں سے ایک شخص غائب تھا؟ آخر وہ کہاں ہے؟

“نکاح شروع کرتے ہیں” عامر ہمدانی نے کہا۔۔۔ اور اسی کے ساتھ۔۔۔ قاضی نے کچھ الفاظ دہرائے۔۔۔ اور جانے یہ الفاظ تھے کہ کوئی تیر۔۔۔ جو ایک ایک کر کے ار حم کے دل کو چیر کر گزر رہے تھے۔۔۔ سرمئی آنکھیں اب لال ہونا شروع ہوئیں۔۔۔

“قبول ہے” شہر و ز کی آواز اسکے کانوں پر پڑی۔۔۔

قاضی اب دوبارہ کچھ الفاظ دہرا رہا تھا۔۔۔

”قبول ہے“ ایک بار پھر شہروز کی آواز آئی۔۔

”قبول ہے“ اور سرمئی آنکھیں سختی سے بند ہوئیں۔۔ وہ محسوس کر رہا تھا۔۔ شہروز کے اس کاغذ پر ہوتے دستخط۔۔۔

”چلیں؟“ ہادی کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔ کریم کلر کے سوٹ میں وہ بھی بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔ مگر چہرے کے تعصبات اتنے اچھے نہیں تھے۔۔۔ وہ اسے محسوس کر رہا تھا۔۔ وہ اسکا درد محسوس کر رہا تھا۔۔۔

”دلہن کے پاس جانا ہے“ اس نے کہا۔۔ اور ارجم اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔۔۔ اب وہ تین لوگ قاضی کے ساتھ ایلاف کے کمرے کی جانب آئے۔۔۔ جہاں وہ بیڈ کے کونے میں بیٹھی تھی۔۔۔ اور یہ ارجم ہی جانتا تھا کہ اسکا یہ روپ۔۔ اسکا یہ حسین روپ۔۔۔ آج اسے کس قدر برا لگ رہا تھا۔۔۔

قاضی اب اسکے قریب گئے۔۔ سارا کی نظر ہادی پر پڑی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ایک کی نظروں میں اداسی تھی۔۔۔ اپنے دوست کے لئے۔۔ اور دوسری کی نظر میں فکر تھی۔۔۔ اپنی دوست کے لئے۔۔۔ یہ کسی کے لئے بھی آسان نہیں تھا۔۔۔ یہ آسان ہونے والا بھی نہیں ہے۔۔۔

قاضی نے کچھ الفاظ کہے۔۔ ایسے الفاظ جو ایلاف کے کانوں میں سیسہ پگھلا رہے ہیں۔۔۔ ایسے الفاظ۔۔۔ جو اسے تڑپا رہے ہیں۔۔۔ اس نے پہلی بار سامنے کھڑے شخص کا عکس زمین پر دیکھا۔۔۔

”وہ کہتا ہے کہ اسکے پاپا ملک سے باہر ہیں۔۔۔ وہ جیسے ہی واپس آئینگے تو وہ ان سے ہماری شادی کی بات کرے گا۔“  
کسی کی ڈائری میں لکھے الفاظ اسکی نظروں کے سامنے آئے۔۔

”قبول ہے“ اور جانے اتنی ہمت کیسے دے دی ان الفاظوں نے اسے۔۔

قاضی ایک بار پھر اس سے وہی سوال کہہ رہا تھا۔۔۔ اور وہ محسوس کر رہی تھی۔۔ کسی کی نظریں اپنے وجود پر۔۔  
نہیں۔۔۔ نظریں نہیں۔۔۔ ناپسندیدہ نظریں۔۔۔ کتنی بری لگ رہی ہو گی وہ اسے آج۔۔۔ اور شاید۔۔۔ کتنی ہی  
نفرت محسوس ہو رہی ہو گی اس شخص کو اس سے۔۔ اس نے دوسری بار اسکا عکس دیکھا۔۔

”قبول ہے“ وہ اسکی ناپسندیدگی کے لئے تیار ہے۔۔ وہ ہمیشہ سے تیار تھی۔۔

قاضی نے تیسری بار وہی الفاظ دہرائے اور اس نے تیسری بار سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔۔ اور وہ اسے دیکھ کر  
مسکرا رہا تھا۔۔۔ یہ کیسا اعتبار تھا؟ یہ کیسا سکون تھا اسکی آنکھوں میں؟ کوئی اپنی محبت کو کسی اور کے نکاح میں جاتا  
دیکھ کیسے مسکرا سکتا ہے؟ یہ شاید انکی محبت کی گہرائیاں تھیں جنہیں وہ خود بھی سمجھ نہیں سکے اور سمجھتے بھی کیسے؟  
آخر !

یہ ایلاف کی لکھی کہانی ہے۔۔۔ اس میں انتقام نکاح سے شروع نہیں کیا جاتا۔۔۔ بلکہ یہاں تو نکاح پر انتقام ختم  
ہونے والا ہے۔۔

یہ ارحم کی کہانی ہے۔۔ اس میں محبت کو کسی اور کے نکاح میں جاتا دیکھ ہارا نہیں جاتا۔۔۔ بلکہ یہاں تو یہ ایک نکاح  
محبت کی جیت بننے والا ہے۔۔

”قبول ہے“

اور انتقام کی جانب آخری قدم بڑھا دیا گیا تھا۔

اور محبت کے راستے کی آخری رکاوٹ ہٹا دی جانے والی ہے۔۔۔

مبارک باد کے الفاظ جانے کتنی ہی زبانوں سے نکلے۔۔۔ جانے کتنے ہی سینے ایک دوسرے سے ملے۔۔۔

اور یہ کیا نظارہ ہے۔۔۔ جب ار حم کا سینہ شہر وز سے ملا۔۔۔ جب ار حم کے زبان سے مبارک باد کے الفاظ نکلے

۔۔۔

یہ کیسا ہی منظر ہے۔۔۔ جب وہ اپنی ان سرمئی آنکھوں سے ان سیاہ آنکھوں میں دیکھتے مبارک کہہ رہا ہے۔۔۔ اور اس کے کان ان الفاظ میں لپٹے درد کو بھی اپنے اندر جذب کر رہے ہیں۔۔۔

یہ کیسا نظارہ ہے۔۔۔ جب سعد طارق اسے شہر وز کے ساتھ بیٹھا دیکھ رہا ہے۔۔۔

یہ کیسا ہی نظارہ ہے۔۔۔ جب سارا کی نظریں ایلاف کے اور ہادی کی نظریں ار حم کے ضبط کو سراہ رہی ہیں۔۔۔

یہ کیا ہی منظر ہے۔۔۔ جب وہ ہمدانی پیلس میں شہر وز کی بیوی کی حیثیت سے قدم رکھ رہی ہے۔۔۔

یہ کیسا منظر ہے کہ وہ شہر وز کے کمرے میں سچی سچ پر بٹھائی جا رہی ہے۔۔۔

یہ کیسے آنسوؤں تھے جو اسکی آنکھوں میں خشک ہو چکے ہیں۔۔۔

یہ کیسے آنسو ہیں جو ان دونوں کی آنکھوں سے بہت دور خود ہی رو رہے ہیں؟



یہ کیسی نمی ہے جو سارا کی آنکھوں کو بھگا رہی ہے؟

یہ کیسی نمی ہے جسے ہادی چھپانے کی کوشش میں ہے۔۔

یہ کیسی خوشی ہے جو شہر وز کو ان سب سے بیگانہ کئے ہوئے ہے؟

اور۔۔ یہ کیسی گھبراہٹ ہے جو سعد طارق کو گھیرے ہوئے ہے۔۔

وقت۔۔ اور وقت کے کھیل۔۔۔

یہ بھی ایک عجیب بات ہی ہے نا۔۔ کہ ایک ہی وقت میں، ایک ہی چھت کے تلے، ایک ہی مقصد کے لئے جمع لوگ۔۔ مگر الگ الگ احساسات، الگ الگ حالات، الگ الگ جزبات اور کبھی کبھی ایک ہی وقت میں ہونے والے الگ الگ واقعات۔۔ یہاں رہتے تو ہم ساتھ ہی ہیں شاید ایک ہی جگہ بھی۔۔ مگر ہم سب ہی کی کہانیاں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتی ہیں۔۔ ہم سب ہی اپنے اندر سمندر سی گہرائیاں لئے بیٹھے ہیں۔۔ مگر کبھی کبھی۔۔ ان گہرائیوں تک کسی کو رسائی ہو بھی جاتی ہے۔۔ کبھی کبھی ان گہرائیوں سے بے گانگی۔۔ مہنگی بھی پڑھ جاتی ہے۔۔

بلکل ایسے ہی جیسے اس وقت شہر وز۔۔ اپنے آس پاس کی گہرائی سے بے خبر ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا ہے۔۔ وہ کمرہ۔۔ جہاں کوئی اسکا انتظار کر رہا ہے۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی پھولوں کی مہک نے اسکا استقبال کیا۔۔ نظر سامنے سچی سیج پر گئی جہاں اسے ہونا چاہئے تھا مگر وہ نہیں تھی۔۔ پھر وہ کہا ہے؟ نظر اب بے چینی سے کمرے میں گومتی کھڑکی کے پاس کھڑے اس وجود پر جا کر رکی جسکا مکمل دھیان باہر کی جانب تھا۔۔ آسمان کی جانب۔۔

”کیا سوچ رہی ہو؟“ اس کے قریب پہنچ کر اس نے کہا۔۔ جبکہ ایلاف جیسے اسکی آواز پر حال میں واپس آئی۔۔ اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ کب کمرے میں آیا اور کب وہ اسکے قریب بھی آچکا تھا۔۔

”سوچ رہی ہوں کہ یہ سب کتنا جلدی ہو گیا نا۔۔ میں نے ایسا سوچا بھی نہیں تھا،“ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھتے کہا۔۔

”ہاں۔۔ لیکن جو ہوا اچھا ہی ہوا۔۔ اور ویسے بھی“ وہ اب اسکے قریب آیا۔۔ اسکے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں قید کئے۔۔

”تمہیں حاصل کرنے کے لئے مزید انتظار کر بھی نہیں سکتا تھا میں۔۔ آئی لو یو“ اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس نے کہا۔۔ جبکہ ایلاف کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔

”جانتے ہو۔۔“ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھوں کی قید سے چھڑاتے ہوئے وہ پلٹی۔۔

”انتظار تو مزید مجھ سے بھی نہیں ہو رہا تھا۔۔“ بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا دودھ کا گلاس اٹھا کر اسکی جانب آئی

”تمہیں یہاں تک لانے۔۔ اور تمہیں اپنی قید میں کرنے کا انتظار تو مزید مجھ سے بھی نہیں ہو رہا تھا“ دودھ کا گلاس اسکی جانب بڑھایا۔۔ جسے اس نے مسکراتے ہوئے تھاما نظریں ایلاف کے چہرے پر ہی تھیں۔۔

”قید میں تو تم نے مجھے اسی روز کر دیا تھا جب پہلی بار تمہیں دیکھا تھا۔۔ اس کے بعد تو بس تم نے اس قید کو مزید پختہ کیا ہے“

”نہیں۔۔ اصل قید میں تو تم آج آئے ہو۔۔ ایسی قید جس سے میں تمہیں اتنی آسانی سے رہا نہیں کرونگی“

مسکراتے ہوئے اس نے شہر وز کے کالر کے بٹن کو درست کرتے کہا۔۔ جبکہ اسکی اس حرکت پر شہر وز کی آنکھوں میں جذبات کی چمک مزید ابھری۔۔

”دودھ۔۔“ ایلاف نے گلاس کی جانب اشارہ کیا۔۔

”پہلے رسمیں پوری کر لیں پھر میں آپکو ایک کہانی سناتی ہوں“ شہر وز کا ہاتھ میں پکڑا دودھ کا گلاس ایلاف نے اسکے ہونٹوں کے قریب لے جاتے ہوئے دلکش انداز میں کہا۔۔ اور یہ شہر وز کے لئے ایلاف کا ایک نیا روپ تھا

۔۔ حسین ترین روپ۔۔

”اور اسی روپ میں کھو کر اس نے دودھ پینا شروع کیا۔۔ دونوں ہی نظریں ایک دوسرے کی قید میں تھیں۔۔

دونوں ہی کی نظروں میں جذبات تھے۔۔ مگر یہ وقت کا ہی تو کھیل ہے۔۔ کہ ایک حالات میں، ایک ہی چھت تلے، ایک ہی ماحول میں یہ دو لوگ الگ الگ جذبات میں گھرے لوگ۔۔

”بس بس۔۔“ وہ گلاس خالی کرنے ہی والا تھا کہ ایلاف نے اسکا ہاتھ روک کر گلاس لیا۔۔

”کہانی تو تم مجھے صبح بھی سناسکتی ہونا۔۔ ابھی یہ لمحے ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟“ اس کے ایک قدم اور قریب آتے شہر وز نے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔

”ضرورت تو ہے۔۔ تم نے اپنے جذبات کا اظہار کر دیا۔۔ کیا میرا اظہار نہیں سنو گے؟“ اس کی شیر وانی بٹن پر انگلی پھیرتے کہا۔۔

”وہ سننے کے لئے تو میں تڑپ رہا ہوں“

تو آؤ میں تمہیں ایک کہانی سناتی ہوں“ اس کا ساتھ تھا مے وہ اسے بیڈ تک لائی اور اسے بٹھایا۔۔ جبکہ خود دودھ کا گلاس واپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ دوبارہ کھڑکی کے سامنے آئی۔۔ اب شہر وز کی جانب اس کی پشت تھی۔۔ اور نظریں آسمان پر۔۔

”ایک چھوٹی سی فیملی تھی۔۔ جس میں دو بہنیں اور ایک ماما تھیں۔۔ پاپا کی کچھ سال پہلے ہی ڈیٹھ ہو گئی تھی۔۔ وہ دونوں بہنیں ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتی تھیں۔۔ بڑھی بہن کی توجان ہی اس کی چھوٹی بہن میں تھی۔۔ وہ اس کی زندگی تھی۔۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی۔۔ اسے ہمیشہ منستہ مسکراتا دیکھنا چاہتی۔۔ وقت ایسے ہی گزرتا گیا۔۔ اور وہ دونوں جوان ہو گئی۔۔“ وہر کی تھی۔۔ آسمان اسے اب دھندھلا نظر آنے لگا تو اس نے اپنی آنکھوں میں جمع آنسوؤں کو بہنے کی اجازت دی۔۔ جبکہ شہر وز اسے کنفیوز ہو کر سن رہا تھا۔۔ اس کہانی کا مقصد اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

”بڑی بہن ایک ڈیزائیز بن چکی تھی جبکہ اسکی چھوٹی بہن کو بزنس میں بہت انٹرسٹ تھا اس لئے اس نے اسکا ایڈمینش ایک بہترین یونیورسٹی میں کروادیا۔ جانتے ہو وہ پڑھائی میں اپنی بہن سے زیادہ اچھی تھی۔ ہمیشہ ٹاپ کرتی۔۔“ ایلاف کے ہونٹ مسکرائے۔ ایک زخمی مسکراہٹ۔۔

جبکہ شہر وز کو کچھ گھٹن کا احساس ہوا۔ اس نے اپنی شیروانی کے بٹن کھولے۔ مگر گلے اور سینے میں جانے اچانک کیا ہو رہا تھا۔۔

”اور پھر ایک دن اسکی چھوٹی بہن کو یونیورسٹی کے ایک ہینڈ سم لڑکے سے محبت ہو گئی۔۔“ وہ کہہ کر ایک بار پھر رکی۔ اور اسی کے ساتھ آنسو بھی رکے۔ جبکہ شہر وز کو اب گلے میں تکلیف کا احساس ہونے لگا۔ اس نے فوراً اپنی شیروانی اتاری۔۔

”لیکن محبت صرف اسے نہیں ہوئی تھی۔۔ محبت تو اس لڑکے کو بھی ہوئی تھی۔ اس نے اپنی محبت کا اظہار کیا۔۔ اس لڑکی کے معصوم سے دل میں اپنی محبت بھڑکائی۔ اسے خواب دکھائے۔ اور انہیں خوابوں کے سنگ وقت گزرتا کیا۔ اور اس چھوٹی بہن کے دل میں محبت بڑھتی چلی گئی۔ وہ محبت جس سے اسکی بہن نا آشنا تھی۔ اور پھر یونیورسٹی کے ختم ہونے کے بعد اس نے اس لڑکے سے اپنے پیرنٹس کو گھر لانے کا کہا۔ پہلے تو وہ ٹالتا رہا مگر پھر۔۔“ ایلاف پھر رکی۔۔

”ایلا فلف“ شہر وز کے گلے میں تکلیف کی شدت اب برداشت سے باہر ہو رہی تھی۔ وہ اسے پکارنا چاہتا تھا مگر آواز نکل ہی نہیں رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اندر کوئی اسے گلا رہا ہو۔۔

”اور پھر ایک دن اس لڑکے نے اسے اپنے فلیٹ بلایا۔۔ یہ کہہ کر اسکے پاپا اپنی ہونے والی بہو سے ملنا چاہتے ہیں“ اور اسی کے ساتھ ایلاف پلٹی نظر بیڈ پر آدھے جھکے گلے کو پکڑے۔۔ تکلیف کی شدت سے لال ہوتے شہر وز پر پڑی۔۔

”جانتے ہو وہ بہت خوش تھی۔۔ اپنی بڑی بہن اور ماما ایک آخری بار جھوٹ کہہ کر گھر سے نکلی۔۔ اپنی محبت پر اعتبار کر کے وہ اسکے ساتھ گئی۔۔ اس فلیٹ میں۔۔ جہاں اسکے پیرنٹس اسے نظر نہیں آئے۔۔“ وہ ایک ایک قدم آگے بڑھاتے شہر وز کے سامنے آکھڑی ہوئی۔۔ جسکی نظروں میں اب حیرانی، صدمہ اور جانے کیا کیا تھا۔۔ مگر وہ کچھ کہہ نہیں پارتھا۔۔ اب وہ تکلیف سے تڑپنے لگا۔۔ اور پھر۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔ اسکے منہ سے کچھ نکلا تھا۔۔ ہاتھ ہٹا کر دیکھا تو ہاتھ خون سے بھرا تھا۔۔ ایک بار پھر حیرت اور صدمے سے ایلاف کی جانب دیکھا۔۔ جو اسے مسکرا کر دیکھتی زمین پر اسکے پاس بیٹھی۔۔ بیڈ پر جھکے اسکے چہرے پر نظریں ٹکائے۔۔ اس کے منہ سے نکلتے خون کو دیکھتے اس نے ایک بار پھر کہنا شروع کیا۔۔

”میری بہن میری زندگی تھی شہر وز ہمدانی۔۔ وانیہ میری زندگی تھی۔۔ میری ماں میری زندگی تھی۔۔ میرا سب کچھ تھیں وہ۔۔ جسے تم نے مجھ سے چھین لیا“ اور ایلاف کے الفاظ شہر وز پر بجلی بن کر گرے تھے۔۔ درد کی شدت اور اس صدمے سے اسکی آنکھیں تک لال ہو چکی تھیں۔۔ اس نے ہاتھ بھڑا کر ایلاف کا سہارا لے کر اٹھنا چاہا۔۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔۔ وہ آج ایلاف کی قید میں تھا۔۔ بے رحم

قید۔۔

”ایک جوس کا گلاس۔۔۔ ایک جوس کا گلاس پلا کر اسے نوچ لیا تھا نہ تم نے؟“ اس نے دودھ کا گلاس دوبارہ اٹھایا

--

”دیکھو۔۔ دیکھو میرا انصاف شہر وز ہمدانی۔۔ دیکھو قدرت کا انصاف۔۔ آج ایک دودھ کا گلاس تمہیں نوچ رہا ہے۔۔ پر فرق صرف اتنا ہے۔۔ کہ تم نے اسکا وجود نوچا تھا۔۔ میں تمہارے وجود کو نچوڑ رہی ہو۔۔“ گلے میں تکلیف کی شدت ایک بار پھر بڑھی وہ مکمل تڑپ گیا تھا۔۔ خون ایک بار پھر اسکے منہ سے بہا۔۔

”جانتے ہو آج اسکی برسی ہے۔۔ یہ وہی دن ہے تھا شہر وز۔۔ جب تم نے اسے برباد کر کے واپس بھیجا تھا۔۔ اور یہ رات۔۔ یہ وہی رات ہے۔۔ جب اس نے خودکشی کی تھی۔۔ یہ وہی رات ہے جب میں نے اپنی معصوم بہن کا بے جان وجود لٹکتے دیکھا تھا۔۔“ اسکی آنکھوں سے آنسوؤ دوبارہ بہنا شروع ہوئے جبکہ شہر وز کی نگاہیں ایک بار پھر صدمے سے کھلی۔۔ وہ کہہ کچھ نہیں پارہا تھا مگر اسکی نگاہیں اس وقت اسکی تکلیف اور صدمے کی گواہ تھیں

--

”دیکھو۔۔ دیکھو شہر وز ہمدانی۔۔ آج اسی رات۔۔ میں تمہارے وجود کو نچوڑ کر تمہاری سانسیں بھی نوچ رہی ہوں۔۔ تم آج اسی رات اس کے پاس جاؤ گے۔۔ تم جارہے ہو شہر وز ہمدانی۔۔ آج سے یہ رات۔۔ وانیہ کی خودکشی نہیں بلکہ تمہاری اذیت ناک موت کی رات ہوگی“ اور شہر وز نے ایک بار پھر اٹھ کر جانے کی کوشش کی مگر وہ اگلے ہی پل لڑکھڑا کر گرا۔۔ ٹھیک ایلاف کے قدموں کے پاس۔۔

”ارے ارے۔۔“ وہ اب اسکی جانب جھکی۔

”اتنی بھی کیا بے چینی ہے باہر جانے کی۔۔۔ فکر مت کرو۔۔۔ اب میں اتنی بھی بے رحم نہیں کہ کسی کو تمہاری مدد کے لئے نابلاؤ۔ بس تمہیں تھوڑا سا اور انتظار کرنا ہو گا۔۔۔ صرف تب تک۔۔۔ جب تک“ اور اسی کے ساتھ۔۔۔ ایلاف نے باقی بچا دودھ کا گلاس اپنے ہونٹوں سے لگا کر پی لیا۔۔۔ اور یہ شاید آخری بجلی تھی جو شہر وزپر گری۔۔۔

”بس تھوڑی دیر اور۔۔۔ ایک بار میری تکلیف شروع ہو جاتے۔۔۔ میں خود جا کر سب کو بلاؤنگی۔۔۔ ہماری مدد کرنے کے لئے۔۔۔ آخر کسی نے ہم دونوں کو مارنے کی کوشش کی ہے نا“ معصومیت سے کہنے وہ مسکرائی۔۔۔ جبکہ شہر وز ایک بار پھر تڑپا اور اس بار۔۔۔ منہ سے صرف خون ہی نہیں نکلا تھا۔۔۔ بلکہ زندگی کی آخری سانسیں بھی نکل چکی تھیں۔۔۔ یہ آخری سانسیں جو ایک دن سب کو ہی نصیب ہونی ہیں اور سب ہی شاید اسے بھلائے بیٹھے ہیں

--

اسکا وجود ایلاف کے قدموں میں ہی بے جان ہو چکا تھا۔۔۔ اور ایلاف کی تکلیف اب شروع ہوئی۔۔۔

”میں نے تمہارا انتقام لے لیا وانی۔۔۔ میں نے اسے اتنا ہی تڑپایا جتنا تم تڑپی“ اپنے گلے پر ہاتھ رکھتے اس نے کہا۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ دروازے کی جانب جا رہی تھی۔۔۔

”دیکھو وانی۔۔۔ دیکھو اس شخص کو۔۔۔ یہ میری محبت کا ثبوت ہے۔۔۔ یہ میرا تمہارے لئے آخری تحفہ ہے۔۔۔ تم خوش ہونا وانی۔۔۔“ تکلیف بڑھی۔۔۔ اسکی آنکھیں ضبط سے لال ہو رہی تھیں۔۔۔ وہ بس دروازے سے ایک قدم دور تھی جب قدم لڑکھڑائے مگر اس نے لاک پکڑ کر خود کو گرنے سے بچا لیا۔۔۔



”تم ہمیشہ میرے گفٹس دیکھ کر خوش ہوتی ہو وانی۔۔ مگر آج۔۔ آج میں بھی بہت خوش ہوں۔۔ میں بہت خوش ہوں وانی۔۔ آئی۔۔“ اس کے منہ سے خون نکلنا شروع ہوا۔۔ تکلیف سہتے ہوئے اس نے کمرے کا لاک کھولا۔۔

”آئی لویو۔۔ وانی۔۔“ اور اسی کے ساتھ وہ دروازہ کھول کر باہر کی جانب گری۔۔ خون اب بھی بہہ رہا تھا۔۔ وہ تڑپ رہی تھی۔۔ کسی کو آواز نہیں سے رہی تھی۔۔ مگر اسکی آنکھیں۔۔ آج اسکی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔ ایک حقیقی مسکراہٹ۔۔

”بیگم صاحبہ! بیگم صاحبہ! صاحبہ جلدی آئیں“ اور ملازمہ کی آواز پر ہمدانی پیلس کا ہر فرد اس کمرے کی جانب بھاگتا نظر آیا۔۔

”شہر وز۔۔ شہر وز۔۔ یہ کیا ہو گیا۔۔ شہر وز!“ شہلا ہمدانی کی تڑپتی آواز۔۔

”ایلاف۔۔ ایلاف۔۔“ ہادی نے ایلاف کا چہرہ تھپتھپایا وہ اب بھی ہوش میں تھی۔۔ اسکا مطلب دیر نہیں ہوئی تھی۔۔

”گاڑی۔۔ گاڑی نکالو۔۔ یہ ہوش میں ہے“ ہادی نے چیختے ہوئے کہا۔۔ اور وہ وجود جو ایلاف کو اس حالت میں دیکھ کر سن ہو گیا تھا۔۔ ہادی کی آواز پر بجلی کی سی تیزی سے ایلاف کی جانب آیا اور اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر باہر کی جانب بھاگا۔۔

”شہروز۔۔ شہروز میرے بچے آنکھیں کھولو۔۔“ شہروز کے بے جان چہرے پر ہاتھ پھیرتے شیلا ہمدانی مسلسل اسے پکار رہی تھیں۔۔ جبکہ عامر ہمدانی خود کو سنبھالے ایمبولنس کرکال کر رہے تھے۔۔

ہمدانی پیلس سے آتی آوازوں پر سعد اپنی گاڑی سے نکل کر اندر کی جانب بھاگا۔۔ مگر اسکے قدم ارحم کے بازوؤں میں موجود ایلاف کو دیکھ کر رک گئے۔۔ جس کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔۔

”نو۔ نو نو نو۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتی نو“ وہ چیختے ہوئے ارحم کی جانب بھاگا۔۔

”یہ۔۔ یہ کیا کیا اس نے۔۔ ایلاف“

ارحم نے تیزی سے ایلاف کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹایا اور خود ادکا چہرہ اپنی گود میں رکھے وہی بیٹھ گیا۔۔ جبکہ ہادی سے فوراً گاڑی سٹارٹ کی۔۔ سعد ہمدانی بھی تیزی سے اپنی گاڑی کی جانب آیا اور وہ سب اب ہسپتال کی جانب جا رہے تھے۔۔

”تم ایسا نہیں کر سکتی۔۔ تمہیں جینا ہو گا۔۔ مجھے اتنی بڑی سزا نہیں سے سکتی تم“ ایلاف کے چہرے کو دیکھے آنسوؤں سے بھیگی آنکھیں لئے ارحم نے جیسے اس سے التجا کی۔۔ جسے شاید وہ سن نہیں رہی تھی۔۔

ہمدانی پیلس کے سامنے ایمبولنس اور پولیس کی گاڑیوں کی آوازیں اب سب کے کانوں تک پہنچ چکی تھیں۔۔

”ڈاکٹر۔۔ ڈاکٹر جلدی آئیں۔۔ ڈاکٹر“ وہ ایلاف کو بازوؤں میں اٹھائے دیوانوں کی طرح ہسپتال میں داخل ہوتے چلا رہا تھا۔ اسکی آواز پر نرس اور ڈاکٹر بھی اسکی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔۔

”یہ پولیس کیس ہے“ ایلاف کی جانب دیکھتے ڈاکٹر نے کہا۔۔ جس پر سعد نے فوراً آگے بڑھ کر اسکا گریبان پکڑا

”اس لڑکی کی زندگی کسی بھی پولیس سے زیادہ اہم ہے۔۔ اگر ایک سیکنڈ میں تم اسے لے کر نہیں گئے تو میں تمہیں دوسرے ہی پل مار دوں گا“ ایک جھٹکے سے اس نے ڈاکٹر کو چھوڑا۔۔

”انہیں اندر لے کر چلیں“

کچھ دیر بعد ایلاف کو ایمر جنسی وارڈ میں لے جایا گیا۔۔ اور اسکے جاتے ہی ارحم نے ساتھ کارخ کیا اور تیزی سے ارحم کے ہاتھ کا مکہ سعد طارق کے ہونٹوں کے گرد لگا۔۔ جبکہ ہادی نے فوراً آگے بڑھ کر ارحم کو روکا۔۔

”ارحم کیا کر رہے ہو تم؟ سنبھالو خود کو“

”سنبھالو؟ کیسے سنبھالوں میں خود کو؟ اسے دیکھا نہیں تم نے۔۔ اس انسان کی وجہ سے پہنچی ہے وہ اس حال کو۔۔ اس نے دیا اسکا ساتھ“ وہ ایک بات پھر سعد پر حملہ کرنے اسکی جانب بڑھا مگر ہادی فوراً ہی درمیان میں آیا۔۔

”یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے ارحم۔۔ ہمیں شہر وز کو بھی دیکھنا ہے۔۔“ وہ اسے سمجھا رہا تھا۔۔

”مجھے اس گھٹیا انسان کو دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔ مگر۔۔ اگر اسے کچھ بھی ہو اسعد طارق۔۔ تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا“ اسکی جانب انگلی اٹھا کر دھمکاتے وہ دوبارہ ایلاف کے روم کے دروازے کی جانب آیا۔۔

”مجھے ہمیشہ ارحم پر اعتراض رہا کہ تمہاری جگہ اسے ایلاف کے ساتھ ہونا چاہیے۔۔ یہ اسکا فرض ہے تمہارا نہیں۔۔ مگر آج پہلی بار مجھے لگ رہا ہے کہ اس نے ٹھیک کیا۔۔ اگر آج وہ تمہاری جگہ ہوتا تو میں اسے کبھی معاف نہیں کر پاتا۔“ اسے کہتے ہادی بھی اس سے رخ موڑ چکا تھا۔۔

”ایلاف۔۔ کیسی ہے وہ اب؟“ سارا نے بھاگ کر آتے فوراً ہادی سے پوچھا۔۔

”دعا کرو اس کے لئے“ وہ بس یہی جواب دے سکا تھا۔۔ جبکہ سارا کی نظر اب دیوار کے ساتھ لگے سعد پر پڑی۔۔ جو سر جھکائے کھڑا تھا۔۔ ہونٹوں سے خون کی ایک لکیر نکل رہی تھی۔۔

”آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ اسے کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔ پھر یہ کیسے ہو گیا بھائی؟ وہ اس حال میں کیسے پہنچ گئی؟“ سارا سے سوال کیا۔۔ مگر وہ کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔ اس وقت وہ خود کو سب سے بڑا مجرم سمجھ رہا تھا۔۔ شاید۔۔ وہ تھا بھی۔۔

آئی ایم سوری۔۔ ہی از نو مور“ شہروز کے روم سے باہر آتے ڈاکٹر نے ان سے کہا۔۔ اور اسی کے ساتھ شیدا ہمدانی کے رونے کی آواز بلند ہوئی۔۔ جبکہ عامر ہمدانی اب خاموش آنسو بہاتے انہیں سنبھالنے میں مصروف ہو چکے تھے۔۔

دو دن بعد

وہ ایلاف کے روم میں اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے بیٹھا تھا۔۔ اسے اب تک جانے کیوں ہوش نہیں آیا تھا۔۔ جبکہ ڈاکٹر کے مطابق وہ خطرے سے باہر تھی۔۔

”ارحم“ ہادی نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”ہم“ اسکی نظریں اب بھی ایلاف کے چہرے پر تھیں۔۔

”پولیس کو مرڈر مل گئی ہے“ اور ہادی کی بات پر وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا۔

”کیا مطلب ہے تمہارا؟ مرڈر مل گئی؟ کی انہیں سب معلوم ہو گیا؟“ وہ حیران اور پریشان تھا۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ پولیس کر کچھ بھی نہیں معلوم ہونا چاہئے۔۔

”نہیں۔۔ انہیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔۔ بلکہ ایک لڑکی نے خود جا کر کنفیس کیا ہے کہ اسی نے دودھ میں زہر ملا یا۔۔ وہ شہروز سے بدلہ لینا چاہتی تھی“ اور ہادی کی یہ دوسری بات۔۔ پہلی بات سے زیادہ حیران کن تھی۔۔

”کونسی لڑکی؟“

”وہی جس کے ساتھ شہروز کی ویڈیو لیک ہوئی تھی۔۔“ اور اسے اب مکمل بات سمجھ آئی۔۔ نظر ایک بار پھر ایلاف کے چہرے پر گئی۔۔

”تو تم سارے انتظامات کر چکی تھی۔۔ یو آر ویری کلیور“ اور یہ وہ اسکی تعریف کر رہا تھا کہ طنز۔۔ اسے خود بھی نہیں معلوم تھا۔۔

”ہمیں اب گھر جانا ہو گا ارحم۔ تم دو دن سے یہاں ہو۔۔ مگر اب شہروز کا جنازہ ہے گھر میں بہت لوگ ہیں۔۔ اگر تم اس موقع ہر وہاں نہ ہوئے تو کسی کو شک بھی ہو سکتا ہے۔۔ اور یہ تمہارے اور ایلاف۔۔ دونوں کے لئے اچھا نہیں ہے“ ہادی سے اسے سمجھانا چاہا وہی بات جو وہ دو دن سے اسے سمجھا رہا تھا۔۔ مگر وہ سنے تو۔۔

”میں اسے اکیلے چھوڑ کر نہیں جاسکتا ہادی۔۔ اسے اب تک ہوش کیوں نہیں آیا؟“ وہ ایلاف کے لئے فکر مند تھا۔۔

”ایلاف اکیلی نہیں ہے۔۔ میں اور سعد بھائی یہی ہیں اس کے پاس۔۔ آپ پلیز گھر جائیں ار حم بھائی۔۔ اور فکر مت کریں جیسے ہی اسے ہوش آئیگا میں سب سے پہلے آپکو بتاؤنگی“ سارا کی بات پر ار حم نے اسکی جانب دیکھا۔۔ اور پھر ہادی کی جانب۔۔

”اوک۔۔“ دھیمی آواز میں کہتے اس نے آخری بار ایلاف کی جانب دیکھا۔۔ جبکہ ہادی نے ایک گہری سانس لی۔۔ شکر ہے وہ راضی تو ہوا۔۔

اور اسی کے ساتھ ار حم وہاں سے جا چکا تھا۔ اس امید پر کہ وہ جلدی سے واپس آئے گا۔ اسے ہوش میں دیکھنے۔۔ مگر شاید۔۔ وقت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔

یہ شام سات بجے کا وقت تھا جب وہ ایلاف کے روم میں آیا۔ بیڈ کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھتے اسکی نظریں ایلاف کی جانب تھیں۔۔ آج تیسرا دن بھی ختم ہونے کو تھا۔ اور وہ اب تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔۔ اور ان چار دنوں میں وہ ایک بار بھی اسکے پاس نہیں آیا تھا۔ ار حم کے ہوتے وہ یہ ہمت کر بھی نہیں سکتا تھا۔۔ اور آج صبح اس کے جانے کے بعد بھی وہ سارا کی وجہ سے نہیں آسکا۔ اب وہ کسی کام سے گھر گی تو وہ اس کے پاس آیا۔۔ ایک شکوہ لے کر۔۔

”آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ اسے کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔ پھر یہ کیسے ہو گیا بھائی؟ وہ اس حال میں کیسے پہنچ گی؟“ سارا کے سوال کا جواب اس کے پاس نہ تھا۔۔

”اگر اسے کچھ بھی ہو اسعد طارق۔۔ تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا“، ار حم کی دھمکی کا وہ خود کو حقدار سمجھ رہا تھا۔ لیکن شاید ار حم سے پہلے وہ خود کو ہی جان سے مار لے۔۔

”مجھے ہمیشہ ار حم پر اعتراض رہا کہ تمہاری جگہ اسے ایلاف کے ساتھ ہونا چاہیے۔۔ یہ اسکا فرض ہے تمہارا نہیں۔۔ مگر آج پہلی بار مجھے لگ رہا ہے کہ اس نے ٹھیک کیا۔ اگر آج وہ تمہاری جگہ ہوتا تو میں اسے کبھی معاف نہیں کر پاتا“ ہادی کی معافی تو دور۔۔ وہ تو اس وقت خود کو ہی معاف کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔

”میں تمہیں کسی کا مجرم نہیں بننے دوں گی۔۔ فکر مت کرو“ ایلاف کے آخری الفاظ ایک بار پھر اس کے کانوں میں گونجنے۔۔

”تم جھوٹی نکلی ایلاف۔۔ تم دھوکے باز ہو۔۔ تم نے دھوکہ دیا مجھے۔۔ تم نے دھوکہ دیا ہماری دوستی کو۔۔ تم نے کیسے سب کا مجرم بنا دیا مجھے؟ ہم کرائم پار ٹرنر تھے تو پھر تم نے کیسے مجھے اکیلا چھوڑ دیا؟ تم جھوٹی ہو ایلاف۔۔ جھوٹی ہو تم“ سامنے موجود ہوش سے بیگانے وجود کو دیکھے اس نے کہا۔۔

آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہنا شروع ہوئے تو وہ اسکے ہاتھ پر اپنا چہرہ جھکا گیا۔۔

”بس اتنا ہی اعتبار تھا اپنی کرائم پار ٹرنر پر؟“ اور ایلاف کے ہونٹوں سے نکلے یہ الفاظ اسکے کانوں تک پہنچنے کی دیر تھی۔۔ وہ ایک دم سیدھا ہوا۔۔ نظر ایلاف کے چہرے پر گئی جو اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔

”تم۔۔ تمہیں ہوش آ گیا۔۔ تم ٹھیک ہو؟“ اسکا کاندھا تھا مے اس نے فکر مندی سے پوچھا جبکہ ایلاف کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

”میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ فکر مت کرو“

”شکر ہے اللہ کا۔۔ تم نے ڈرا دیا تھا ہمیں۔۔ میں ابھی ڈاکٹر کو بتاتا ہوں“ وہ کہہ کر پلٹا ہی تھا کہ ایلاف نے فوراً اسکا ہاتھ تھاما۔۔

”مجھے صبح ہی ہوش آگیا تھا سعد“ اور ایلاف کی بات پر سعد نے حیرانگی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

”تو پھر۔۔ تم۔۔ تم پریسٹ کر رہی تھی؟“ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ وہ سب اس کے لئے کتنا پریشان تھے اور وہ اکیٹنگ کر رہی تھی؟

”یہ کرنا ضروری تھا۔۔“ وہ کہہ کر سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔

”کیوں؟“

”کیونکہ اب ہم نے اپنا آخری کام کرنا ہے سعد۔۔ اور وہ ہمیں آج رات ہی کرنا ہے“ اس نے سنجیدگی سے کہا جبکہ سعد نے حیرانی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

”تم اب بھی یہ کرنا چاہتی ہو ایلاف۔۔ اب اسکی کیا ضرورت ہے؟“

”ضرورت ہے۔۔ ایک۔ نی شروعات کرنے کے لئے تم جانتے ہو کہ اسکے بے حد ضرورت ہے“

”اور ارحم؟“ سعد نے ایک سوال کیا۔۔ جس پر وہ مسکرائی۔

”اسے بھی تو سزا ملنی چاہئے“ اور اس جواب پر سعد کے ہونٹوں پر بھی ایک مسکراہٹ ابھری۔۔



ہمدانی پیلس اس وقت رات کے سناٹے میں گھرا تھا۔ اور یہ سناٹا صرف اس جگہ نہیں بلکہ ان لوگوں کی زندگیوں میں بھی تھا۔ شہلا ہمدانک مسلسل اپنے بیٹے کے غم میں تھیں جبکہ عامر ہمدانی ہر پل انکے ساتھ۔۔

ارحم اس وقت اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑا آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ یہ رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔ آج کا پورا دن لوگوں کا افسوس سننے میں گزرا۔ مگر اسکا مکمل دھیان ایلاف کی جانب تھا۔ ناجانے اسے ہوش کیوں نہیں آ رہا تھا؟

دروازے پر ناک کر کے کوئی اندر آیا۔ اور وہ جانتا تھا کہ یہ ہادی ہی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی اجازت لئے بغیر اندر نہیں آتا تھا۔

”سار اکی کال آئی تھی“ ہادی نے اسکے پاس پہنچ کر کہا جس پر فوراً اسکی جانب متوجہ ہوا۔

”کیا اسے ہوش آگیا؟“ بے چینی سے پوچھا۔

”ہاں“ اور ہادی کے جواب پر وہ خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔

”شکر ہے اللہ کا۔۔ میں۔۔ میں ابھی جاتا ہوں اس کے پاس“ وہ کہہ کر کمرے کی جانب بڑھا ہی تھا کل ہادی کے کہے اگلے لفظ نے اسے روکا۔

”وہ وہاں نہیں ہے“

”کیا مطلب۔۔ وہ وہاں نہیں ہے سے کیا مطلب ہے تمہارا؟“

”سار اچھ دیر کے لئے گھر گئی تھی۔۔ اور جب واپس آئی تو ایلاف اور سعد دونوں ہی وہاں موجود نہیں تھے۔۔ بس ایک چٹ تھی“

”کیسی چٹ؟“

”اس پر لکھا ہے کہ۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ اور بہت خوش بھی۔۔ اپنا خیال رکھنا اور سعد سے کچھ مت پوچھنا“ اور اسی کے ساتھ ہادی کمرے سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ ار حم اپنی جگہ پتھر بن چکا تھا۔۔

وقت کسی کے لئے رکتا نہیں ہے۔۔ ناہی کوئی وقت کے لئے رکتا ہے۔۔ ایلاف کو گئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔۔ اور اس ایک ہفتے میں ار حم نے جیسے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا تھا۔۔ عامر ہمدانی نے ایک بار پھر آفس سنبھال لیا تھا۔۔ کیونکہ ار حم اب مزید یہ نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے انہیں صاف صاف منع کر دیا تھا۔۔ جبکہ ہادی روز ار حم کو نار مل کرنے کی کوشش کرتا کہ وہ کوئی تو بات کرے۔۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔۔ جانے وہ کن سوچوں میں گم رہتا تھا۔۔

اب اگر سارا کی جانب آؤ تو اس نے سعد سے کی بار پوچھنے کی کوشش کی۔۔ مگر یہاں سعد نے بھی ایلاف کے معاملے میں چپ کا روزہ رکھا تھا جسے وہ توڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔

جہاں تک بات ہادی اور سارا کی ہے تو سارا نے ہادی کا پروپوزل ایکسیپٹ کر لیا تھا۔۔ اور بہت جلد دونوں کی فیملیز بھی آپس میں بات کرنے والی تھیں۔۔

وہ اس وقت ہوٹل کے کمرے میں موجود اپنا سامان بیگ میں پیک کر رہا تھا۔۔ شہروز کے جنازے اور ایلاف کے جانے کے اگلے ہی دن اس نے ہمدانی پریس چھوڑ دیا تھا۔۔ عامر ہمدانی سے یہ کہہ کر کہ وہ واپس گھر جا رہا ہے وہ اس ہوٹل میں آگیا۔۔ اور پچھلے ایک ہفتے سے وہ یہی تھا۔۔

”یہ تم کیا کر رہے ہو؟“ ہادی جو اس سے ملنے آیا اسے بیگ میں سامان ڈالتے دیکھ کر پوچھا۔ جبکہ دوسری جانب ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اسے خاموشی ہی ملی۔

”ارحم میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔ آخر تم کیا کر رہے ہو۔ کہاں جا رہے ہو؟“ اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب متوجہ کرتے اس نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔ جبکہ ارحم اپنا بازو چھڑوا کر اب بیگ بند کیا۔

”تو کیا اب ہمیشہ ایسے ہی چلے گا؟ کیا وہ تمہاری زبان۔۔ تمہارے الفاظ بھی ساتھ لے گئے ہیں؟“ ہادی کو اس پر اب غصہ آنے لگا تھا۔

ارحم بھی خاموشی سے کھڑکی کی جانب آیا اور آسمان کی جانب دیکھا۔ ہادی بھی اب اس کے ساتھ آکھڑا ہوا۔ وہ حساب رکھنے میں بہت ایکسپرٹ ہے۔ وہ ہمیشہ سے ایکسپرٹ تھی۔۔ “آسمان کی جانب دیکھتے ارحم نے اتنے دن میں پہلی بار کچھ کہا۔

”لیکن مجھے اندازہ نہیں تھا کہ حساب چکانے میں بھی اتنی ہی ایکسپرٹ ہے“ وہ اتنے دن میں پہلی بار مسکرایا۔ “دیکھا تم نے ہادی۔ وہ سارے حساب چٹکیوں میں برابر کر کے چلی گئی۔ وقت کا حساب، شہر وز کا حساب اور میرا حساب“ اسی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے ہادی کی جانب دیکھا۔

”ایک دن اچانک میں اسکی زندگی سے دور چلا گیا تھا۔ اور اب وہ چلی گئی۔ اس نے مجھ سے بھی انتقام لیا ہادی“ ایک بار پھر آنکھوں میں نمی آئی۔

”لیکن وہ جاتے جاتے مجھے بھی حساب برابر کرنا سکھا گئی۔۔ اور“ اب اس نے دوبارہ آسمان کی جانب دیکھا۔۔ مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

”ایک حساب میں نے بھی برابر کرنا ہے۔۔ جسے شاید وہ بھول گئی“

اور اسی کے ساتھ وہ دوبارہ پلٹا اور اپنا بیگ اٹھایا۔۔

”کہا جا رہے ہو تم؟“ ہادی نے ایک بار پھر سوال کیا۔

”حساب برابر کرنے۔۔ اپنی زبان اور اپنے الفاظ واپس لانے“ اور اسی کے ساتھ ایک الوداعی مسکراہٹ سے آخری بار اسکی جانب دیکھ کر وہ جاچکا تھا۔۔ یا یہ کہیں۔۔ کہ وہ بھی جاچکا تھا۔۔ ایک نئی تلاش میں۔۔ ایک پرانا حساب چکانے۔

ایک سال بعد:

یہ شام پانچ بجے کا وقت تھا جب وہ اس تیرا منزلہ عمارت سے باہر نکلی۔۔ وائیٹ شرٹ اور بلیک ڈاؤزر پہنے، کھلے بال دونوں کاندھوں میں بکھرے۔۔ ہاتھ میں ایک بلیک بیگ سے گاڑی کی چابیاں نکالتے وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔ اپنی گاڑی کے پاس پہنچ کر اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا ڈور کھولا ہی تھا کہ نظر گاڑی کے اوپر رکھے اس گلاب کے پھول پر گئی۔۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے پھول اٹھایا۔۔

”آخر ہے کون یہ انسان؟“ اس پاس نظر دوڑاتے ہوئے اس نے کہا۔۔ پچھلے دس دنوں سے ایسا ہی ہو رہا تھا۔۔ اسے روز کہیں نا کہیں سے ایک پھول ضرور ملتا۔۔ کبھی گاڑی سے، تو کبھی اپنے فلیٹ کے ڈور پر، کبھی کوئی پارسل

آجاتا تو بھی اسکے آفس میں۔۔ مگر بھیجنے والا اسے معلوم نہیں ہو سکا۔۔ کیونکہ نہ تو پھولوں کے ساتھ کوئی کارڈ ہوتا اور نہ ہی کوئی خود اسے آخر دیتا۔۔

ایک گہری سانس لے کر اس نے وہ پھول سڑک کے کنارے رکھے ڈسٹ بن میں ڈال دیا۔۔ پہلے دس دن سے آتے پھولوں کی طرح۔۔

تقریباً دس منٹ کی ڈرائیو کے بعد اس نے گاڑی ایک کافی شاپ کے سامنے روکی۔۔ اسے یہاں کی کافی بے حد پسند تھی۔۔ اور یہ اسکا روز کا معمول تھا روز آفس سے واپسی پر یہ کافی لینا۔۔

اپنے لئے اپنی پسند کی کافی لے کر وہ دوبارہ گاڑی کے جانب آئی۔۔ اب ایک اور پھول اس گاڑی میں رکھا تھا۔۔ اور یہ اسکے لئے حیرانی ہی بات تھی۔۔ ایسا پہلی بار ہوا کہ اسے ایک ہی دن میں ایک ہی گھنٹے میں دو پھول ملے ہوں۔۔ مگر اس بار بھی اس پاس کوئی نظر نہ آیا تو یہ پھول بھی ڈسٹ بن کی زینت بنا۔۔

کچھ دیر بعد اس نے گاڑی سڑک کے کنارے روکی۔۔ اپنی کافی کا کپ ہاتھ پکڑے وہ سامنے کی جانب بڑھی۔۔ جہاں اسے چاروں اطراف ہریالی اور درخت نظر آرہے تھے۔۔ شام کے اس وقت موسم ویسے بھی بے حد حسین ہو جاتا ہے اور ایسے ماحول میں سینٹھ کر کافی پینے کا الگ ہی مزہ ہے۔۔ اور یہ اسکا معمول بن چکا تھا۔۔ تھوڑا آگے آکر وہ اپنی اسی مخصوص بیچ پر بیٹھی۔۔ جہاں سامنے ہی بہت سے کبوتر دانہ چرتے اور اڑتے نظر آرہے تھے۔۔ درخت سے ہو کر آتی خوشگوار ہوا اپنے ساتھ مخصوص پھولوں کی خوشبو لاتے اس کے دماغ کو ریلیکس کر رہی تھی۔۔ اور پھر ہاتھ میں موجود کافی کا کپ۔۔ یہ اسکے دن کا سب کے حسین وقت ہوتا۔۔ جب وہ قدرت کو بخوائے کرتی۔۔ ہر سوچ سے دور۔۔ ہر کام سے دور۔۔

”یہاں ہی کافی واقعی بہت اچھی ہے“ ایک آواز اسے اپنی پشت سے سنائی دی۔۔۔ اور وہ کیسے ناہیجانتی اس آواز کو۔۔۔ یہ وہی آواز تھی جسے سننے کا انتظار وہ ایک سال سے کر رہی تھی۔۔۔ اور آج جب اسے یہ آواز سنائی دی۔۔۔ تو اسے پلٹ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ وہ بنادیکھے ہی اس آواز کے مالک کو دیکھ چکی تھی۔۔۔

کافی کا کپ ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑے وہ کھڑی ہوئی مگر پلٹی اب بھی نہیں۔۔۔

”یہ نظارہ۔۔۔ یہ وقت واقعی بہت حسین ہے۔۔۔ اتنا کہ انسان سب بھول کر اس میں ڈوب جائے“ آواز اب دھیمے دھیمے اسکے قریب آرہی تھی۔۔۔ اور پھر۔۔۔ اس آواز کا مالک شخص اسکے سامنے آیا۔۔۔ ہاتھ میں اسی کافی کا کپ پکڑے۔۔۔

”لیکن یہ منظر زیادہ دلکش ہو جاتا ہے۔۔۔ جب ہمسفر بھی ساتھ ہو“ گھمبیر آواز میں کہے اسکے الفاظ نے ایلاف کو اسکی جانب دیکھنے پر مجبور کیا۔۔۔ اور پھر۔۔۔ سیاہ آنکھیں سرمئی آنکھیں سے ملیں۔۔۔ وقت جیسے تھم سا گیا۔۔۔ آس پاس موجود ہر انسان، ہر پرندہ جیسے غائب ہو چکا تھا۔۔۔ کوئی تھا تو بس ایلاف۔۔۔ اور اسکے سامنے کھڑا رحم۔۔۔

”جانتی۔۔۔ سب سے زیادہ خوشی کب محسوس ہوتی ہے؟“ وہ اس سے پوچھ رہا تھا پر وہ خاموشی اسے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ان سرمئی آنکھوں کو جہاں اسکے اپنا عکس نظر آرہا تھا۔۔۔ جہاں اسے اپنے لئے محبت نظر آرہی تھی۔۔۔ وہ اور کچھ بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ یہ ہر نظارے سے زیادہ حسین نظارہ تھا۔۔۔

”جب اپنی منزل۔۔۔ اپنے ہم سفر کی تلاش میں نکلا خالی انسان۔۔۔ در در بھٹکتا ہے۔۔۔ اور پھر ایک دن۔۔۔ وہ ایک لمبے سفر کے بعد اس تک پہنچ جائے۔۔۔ وہ نظر آجائے۔۔۔ وہ خوشی جو وہ اس وقت محسوس کرتا ہے نا ایلاف۔۔۔ اسے دنیا تو کیا وہ خود بھی الفاظ میں بیاں نہیں کر سکتا۔۔۔ یہ الفاظ سے آگے۔۔۔ بہت گہری ہوتی ہے۔۔۔

اور گہرائیاں کب بیاں ہوتی ہے؟“ مسکرا کر کہتے اس نے ایلاف کے ہاتھوں سے کافی کا کپ لیا۔۔۔ اسے بیچ پر رکھا اور اب وہ اسکا ہاتھ تھام رہا تھا۔۔۔ جبکہ ایلاف۔۔۔ وہ بس اس وقت نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے سن رہی تھی۔۔۔ یہی تو چاہتی تھی وہ۔۔۔

”مجھے لگا تم سارے حساب چکا کر مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔ کچھ دنوں تک تو میں واقعی تم سے بہت بدگمان رہا۔۔۔ مگر پھر“ وہ ایک قدم اسکے قریب ہوا۔۔۔

”پھر مجھے احساس ہوا ایلاف۔۔۔ کہ تم ایک حساب چھوڑ گئی ہو۔۔۔ اور تم اسی لئے تو مجھ سے دور گئی کہ میں اسے برابر کر سکوں۔۔۔ میں ایک نیا آغاز کر سکوں۔۔۔ ہم۔۔۔ وہ وقت۔۔۔ وہ وقت جو چھ سال پہلے رکا تھا۔۔۔ اسے آگے بڑھا سکیں۔۔۔“ وہ یہ پہلی بار تھا جب ایلاف مسکرائی۔۔۔ نم آنکھوں میں خوشی لئے وہ مسکرائی۔۔۔ جیسے خوشی کا اظہار کر رہی ہو۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ خوشی ہی تو تھی کہ وہ اسے سمجھ گیا تھا۔۔۔ وہ جان گیا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔۔۔ اس ایک سال میں اسے بس یہی ڈر رہا تھا کہ اگر وہ اسے سمجھ ناپایا تو؟ تو کیا وہ ہمیشہ ایسے ہی رہے گی۔۔۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔۔۔ وہ آج اسکے سامنے تھا۔۔۔ اسے بتانے کہ وہ اسے سمجھتا ہے۔۔۔

وہ وقت جو چھ سال پہلے میری ایک غلطی کی وجہ سے رک گیا تھا۔۔۔ جب مجھے اچانک یہاں آنا پڑا۔۔۔ کیونکہ میرے پاپا کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔۔ میں تمہیں بتا ہی نہیں سکا۔۔۔ اتنا پریشان ہو گیا تھا کہ تمہارا انتظار ذہن سے ہی نکل گیا۔۔۔ اور میں تمہیں وہاں چھوڑ کر یہاں آ گیا۔۔۔ اسکی ملک۔۔۔ اور پھر تم سے کوئی رابطہ بھی نہیں کر پایا۔۔۔ پاپا کو بزنس سنبھالنے میں مصروف ہو چکا تھا۔۔۔ تمہارے لئے۔۔۔ ایک کامیاب انسان بننے میں مصروف ہو چکا تھا۔۔۔ مگر یقیناً جانو۔۔۔ ایک دن بھی ایسا نہیں تھا جب تمہارا خیال ناپایا ہو۔۔۔ میری تو صبح آغاز کی تمہاری یاد سے ہوتا تھا۔۔۔ مگر



میں یہ نہیں جانتا تھا کہ تمہارا وقت وہیں رکا تھا۔۔ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ اس وقت میری کامیابی سے زیادہ میں تمہارے لئے ضروری تھا۔ اس کا مجھے بے حد افسوس ہے ایلاف۔۔ اور ہمیشہ رہے گا“ وہ کہہ کر رکا۔ اب نئی اسکی آنکھوں میں بھی تھی۔۔ اور ایلاف اب بھی خاموش تھی۔۔ وہ بس آج اسے مکمل سن لینا چاہتی تھی۔۔

”پر دیکھو۔۔ میں تمہاری تلاش میں نکل پڑا۔ تمہارے جانے کے گیارہ دن بعد مجھے احساس ہوا کہ تم یہی تو چاہتی ہو۔ تم نے یہی تو کیا۔ ایک بار میں تمہیں انتظار میں رکھ کر اچانک غائب ہو گیا تھا۔ اور تم نے وہی حساب تو برابر کیا۔ تم میرے زندگی سے اچانک غائب ہو گئی۔۔ مگر ایلاف۔۔ انسان ماضی سے سیکھ کر آگے بڑھتا ہے۔۔ وہ دوبارہ وہ غلطیاں نہیں دہراتا۔ اور میں نے بھی نہیں دہرائی۔ میں نکل پڑا۔ تمہاری تلاش میں۔۔ پہلے ہر شہر۔۔ پھر ملک۔۔ تقریباً تین ملکوں میں تمہیں ڈھونڈا میں نے جہاں تمہیں جاب ملنے کے چانسز تھے۔۔“ وہ اپنی بات کے آخر میں مسکرایا جبکہ ایلاف بس مسکرائی تھی۔۔

”پر دیکھو۔۔ میں کتنا بے وقوف تھا۔ اتنا وقت فضول جگہوں میں تمہیں ڈھونڈنے میں ضائع کیا میں نے۔۔ یہ تو جان گیا تم میری ہی طرح اچانک غائب ہوئی ہو۔ مگر یہ سمجھنے میں ایک سال لگ گیا کہ میرا حساب برابر کرنے کے لئے اگر تم میری ہی طرح غائب ہو سکتی ہو تو یقیناً وہی غائب ہوگی ناجہاں میں ہوا تھا۔ وہیں آؤ گی ناجہاں میں آیا تھا۔۔ دبئی۔۔ دیکھو کتنا بے وقوف ہے تمہارا فیوچر ہسبنڈ“ اور اب ایلاف ہنسی تھی۔۔ اور اس میں ارحم بھی اسکے ساتھ ہنسا۔۔ واقعی۔۔ وہ بے وقوف ہی تو تھا۔ اور واقعی۔۔ اسکا فیوچر ہسبنڈ بے وقوف ہی تو ہے۔۔

”تو پھر۔۔ اب کیا خیال ہے؟“ ارحم نے پوچھا۔۔

”کس بارے میں؟“ اس نے پہلی بار سوال کیا۔۔

”وقت کو آگے بڑھانے کے بارے میں۔۔ دیکھو“ ار حم نے کھڑی ایلاف کے سامنے کی۔۔ یہ وہی گھڑی تھی۔۔ جس کا وقت اب تک رکا تھا۔۔

”چھ بج چکے ہیں مس ایلاف حسن۔۔ اگر اجازت ہو تو اس وقت کے بعد ایک نیا وقت شروع کریں۔۔ ایک دوسرے کے ہمسفر کی حیثیت سے“ وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ نہیں۔۔ وہ اسے پرپوز کر رہا تھا۔۔ ایک ایسا پرپوزل جس پر ایلاف کو حیرانی نہیں ہوئی۔۔ وہ تو بہت پہلے ہی فیصلہ کر چکی تھی۔۔

”اجازت ہے“ دھیمی آواز میں اس نے مسکرا کر کہا۔۔ اور ار حم نے اپنی کلائی اسکے سامنے کی۔۔ جبکہ ایلاف نے اب ٹھیک چھ بجے کے وقت یہ کھڑی چلا دی۔۔ وقت کی سوئیاں آگے بڑھی۔۔ یہ وہی چھ بجے کا وقت تھا جس کا اس نے وعدہ کیا تھا۔۔ وہی آج چھ سال بعد اس نے اپنا وعدہ پورا کر ہی لیا تھا۔۔

”گھر چلیں۔۔ مسز ایلاف ار حم“ اپنا ہاتھ اسکی جانب بڑھائے اس نے کہا۔۔

”میں ابھی مس ایلاف حسن ہی ہوں“ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیتے کہا۔۔

”صرف آج رات کے لئے۔۔ کل بارات لے کر آ رہا ہوں میں۔۔ تمہیں مسز ایلاف ار حم بنانے“ آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھاتے ار حم نے کہا۔۔

”اتنی جلدی؟“ ایلاف نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

”سیریلیسی ایلاف۔۔ یہ تمہیں جلدی لگ رہی ہے؟ چھ سال انتظار کیا ہے میں نے۔۔ اب مزید نہیں کرنے والا۔۔ میں نے گھربات کر لی ہے۔۔ کل ہم آرہے ہیں۔۔ اور ویسے بھی ان تمام پھینکے ہوئے پھولوں کے ساتھ تمہارا لال جوڑا اس وقت تمہارے فلیٹ میں موجود ہے“ وہ اب گاڑی کے قریب پہنچے۔۔

”تم نے وہ سارے پھول بھیجے؟“ ویسے ایلاف کو حیران ہونا تو نہیں چاہئے تھا۔۔

”تو کیا تم کسی اور کا انتظار کر رہی تھی؟“ مصنوعی غصے سے اسے گھورتے کہا۔۔

”کیا پتہ؟ میں نے سوچا کوئی ہیر و ہوگا“ کاندھے اچکا کر کہتی وہ گاڑی میں بیٹھنے ہی لگی کہ ارحم نے اسکی کلائی پکڑی

--

”ہیر و اور زیرو۔۔ سب میں ہی ہوں مسز ایلاف ارحم۔۔“ سرمئی آنکھوں نے سیاہ آنکھوں میں جھانکتے کہا۔۔

”مس ایلاف حسن“ اپنی کلائی چھڑواتی وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی اور اسے سٹارٹ کر کے تیزی سے آگے بڑھا دیا۔۔

”ہاں صرف آج کے لئے“ جبکہ ارحم کی چیختی آواز میں کہے الفاظ اسکے کانوں میں پڑھ چکے تھے۔۔

تو ایک اور انتظار شروع ہوا۔۔ کل کا انتظار۔۔ ارحم اور ایلاف کے کل کا انتظار جو یقیناً چند ہی گھنٹوں میں ختم ہونے والا تھا۔۔ جو ختم ہو چکا ہے۔۔۔

! ختم شد